صحت نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٣	١ ترجمہ	متاخرین زبان	متاخرین نے زبان	رر	٥ رر	ایک چیز	ایک ہی چیز
ایضاً	رر	پہلا	پھیلایا	١٦	٢ ترجمہ	کہ برہان	کہ جو برہان
رر	٤ رر	جوجبریل	جو مانند جبریل	رر	٥ رر	قایم اسپر	قایم ہی اسپر
رر	٤ حاشیہ	والاتفاقی	والنہایتی	٢١	١٠ ترجمہ	مانند	کا مانند
٤	١٠ متن	فی جزاء الحکمۃ	سے جزاء الحکمۃ	٣٠	١١ حاشیہ	عاملون	لیعلمون
٥	١٦ حاشیہ	موضوعاتہ	مصنوعاتہ	٥١	٢٨ حاشیہ	فکیف	فکیف یکون
رر	٤ رر	انا نقول	علے انا نقول	رر	٢٥ رر	علم المثال	عالم مثال
٩	١ متن	سلفے	کفے	رر	٥ رر	ولغیرہ	ہو علیہ لغیرہ
رر	٥ ترجمہ	سے معلوم	سے نہین معلوم	٤٥	٥ متن	فیعلقہا	فیتعلقہا
رر	٤ حاشیہ	فالواحدہ	والواحدۃ	٥٦	١ متن	الاتفاق	الاتقان
٧	٥ حاشیہ	وحیثیۃ	وحیثیۃ عدۃ	[illegible]	[illegible] حاشیہ	[illegible]	[illegible]
رر	٤٩ رر	عندہ لعد	عندہ دفعۃ واحدۃ لعد	رر	٤٣ رر	لکل	این تحل
رر	٥٠ رر	فیکون لہ تعالی ارادۃ منتظرۃ	فلا تکون منتظرۃ ولا متقضیۃ	رر	٤٠ رر	تحل ذات	تحل فی ذات الاول
رر	٣٤ رر	واجب الفعلیہ	واجب الفعلیۃ ومن جنبۃ آخر	٥٨	٩ ترجمہ	عناصر	ہیولی عناصر مین
-			ممکن الفعلیۃ	٥٩	٦ ترجمہ	صورت زندگے	صورت مین زندگے
رر	٣٥ رر	جہتہ لہ	تلک الجہۃ ولا تکون لہ	٦٠	١ ترجمہ	خدا تعالے قرآن	خدا تعالے نے قرآن
٩	٥ ترجمہ	بلاواسطہ وہ عاقل ہو	بلا واسطہ حاصل ہو وہ عاقل ہو	رر	٧ رر	اسس	اوس
١٠	٢ ترجمہ	ذات	ذات مین	رر	٤ حاشیہ		وما قیل ان اکثر سلاسل الطرق
١٢	١٢ ترجمہ	اثم	علم	رر	١٢ حاشیہ	والطفل ٣	بوسطۃ الحسن البصری ینتہی الی علی ابن
رر	٢٠ حاشیہ	تیعبہ	نبلغۃ				ابی طالب علیہ السلام وبعض العلماء
رر	٣٠ رر	سفات	صفات				من اہل الحدیث قد قال ان الحسن البصری
١٤	١٢ ترجمہ	کواوسیدہم	کو جانا او سیدہم				لم یلق علیا قلنا ان الحسن البصری قد لقی علیا
١٦	٢ متن	وارد	واردۃ				[illegible]
١١	٥ ترجمہ	کل کا	کل	٦١	٧ ترجمہ	منحصر ترکیبہ	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۰	۴ متن	وعند الحکماء	عند الحکماء	۸۲	۶ متن	ان یکون	ان تکون
۸۰	۱۰ حاشیہ	ترک	والبناء بالعلۃ لیستلزم العلم	،،	۴ ترجمہ	اور جو چیز	اور جو چیز
			بالمعلول فعلیہ بداھۃ الوہم غیر	۸۳	۳ ترجمہ	کہ سب اور سیر	کذاب کی ہے اور سیر
			المقدرۃ	۸۵	۱ ترجمہ	آت	آئینہ
۸۶	۶ متن	ومن الموجودات	من الموجودات	۸۶	۴ حاشیہ	من نا کا نہ	فیما فائتہم من باب التقیید بغیر [illegible]
،،	۹ ،،	لما	ولما	۹۰	۱ ترجمہ	ذن ہوا	میں ہوا
۸۷	۴ ،،	بالذات	وبالذات	،،	۹ متن	بماعند	بما عند
۸۸	۶ ،،	ارادۃ متسلسلۃ	ارادات متسلسلۃ	۹۱	۱ ترجمہ	کہ مردونے	کہ مجرد مردونے
۸۸	۷ حاشیہ	مسئلۃ الوجود العلمی	مسئلۃ الوجود العلمی عند المدبرکیہ تفصیل وجودہ اعلی	،،	۲ ،،	خدا ہر شئی کو	خدا از ہر شئی کو
۸۸	۲۰ حاشیہ	لوجود الاقتضاء	لان الوجود بالتفصیل یقتضی	،،	۸ ،،	بتصور	مصور
۸۹	۱۵ حاشیہ	بن جبیر سے التقاہ الی	بن جبیر حین طالبہ وابنہ التمیم فالت	۹۲	۱ ترجمہ	شئی فرع	شئی کی فرع
،،	۱۸ ،،	علی ابن ابیطالب	قال علی ابن ابیطالب	،،	۸ ،،	پھر اگر	پھر اگر
۹۰	۱۱ متن	الحکم الکل	الحکم لکلی	،،	۹ ،،	الامکان اور جب	بالامکان ہوگا اور
،،	۵ ترجمہ	مناقض	مناقض ہو	،،	۱۱ ،،	الامکان اور	بالامکان ہوگا اور
	۴ حاشیہ		کونہا	۹۳	۵ متن	الواجب	والواجب
،،	۸ ،،	لان الوجود کما او جد	لان وجود کل واقع النظیر	،،	۱ ترجمہ	قدرت میں ممکن	قدرت میں ممکن
۸۲	۷ متن	تعقل	یتعقل	،،	۱۲ ،،	ثابت کہ معدوم	ثابت ہے کہ معدوم
،،	۹ ترجمہ	کلیات	کلیات کو	۹۴	۳۵ حاشیہ	من	من المعتزلین
۸۴	۲ متن	یتغیر	لا یتغیر	۹۵	۱۲ متن	قضاء	قضاء البرہان
۸۵	۸ ،،	دہر	ابد الدہر	،،	۹ ترجمہ	سافلہ	سافلہ میں
،،	۱۲ ،،	کل	کلی	،،	۱۰ ترجمہ	مجرد ہیں	مجرد ہونگے
،،	۳ ترجمہ	خدا کا	خدا کو	۹۶	۱۰ ترجمہ	کیا اوسمیں پیدا	کیا کہ اوسمیں ایمان پیدا
،،	۲ ،،	وعلم ذاتی	وعلم زمانی انکو	،،	۱۱ ،،	گواہ	گویا کیا
،،	۳ ،،	تفہیم تا	تفہیم سے جانا	۹۷	۲۶ حاشیہ	خند	خند نا
۹۶	۵ ،،	ہو جزئیہ	ہو جزئیہ	،،	،،	از امتثال	از اعلام وتمثل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١٤٣	٣ ،،	من [illegible]	من [illegible]	١٦٣	٩ متن	تعیین	التعیین
١٤٣	٢ ،،	ان فاصلا	ان الفاضل	١٦٥	١١ ،،	الالم	الائم
،،	،،	سیجان	.	١٦٦	٧ متن	وکان لم یکن	والالم تکن
،،	٨ متن	العولیتن سهل	العولین قلت دفعة سهل	،،	١١ ،،	على الصادر	على كل الصادر
١٤٤	١٣ ،،	لا نها	لانها	١٧٥	٩ متن	ذات خدا [illegible]	ذات خداوند علا عزو
١٤٤	٣ ،،	.	فی قدرة الفا المطلق بل النفس فی	١٧٩	٥ حاشیہ	.	یعنی ان عدالة الانبیاء
.	.	.	الا تران المتشابه من احکام المتشابهین		.	.	ادون من عدالة الکاملا
.	.	.	وشانه غیر مقدور للنفس		-	.	عدالته لنها سهل دون من
،،	٣ ،،	بل سعته	بل بعدم سعته		.	.	عدالة الانبیاء
-	٩ ،،	ان لی الیه نورا	من لم یجعل الله نورا				
،،	١١ ،،	کالامتناع	کلو قناع				
١٤٦	٥ ،،	الواحدیة	الموحدیة				
،،	١٠	تم	.				
١٤٧	٢٧ حاشیہ	الکوکب استاره	الکوکب من الکواکب استاره				
،،	١٣ ،،	شئ ردواته	شئ تزردته -				
١٤٨	٤ ،،	تظهیر	لیظهر				
١٥٠	٥ ،،	فیقولون	فنقول				
،،	٧ ،،	لان الحیثیة	لان القدرة الحیثیة				
١٥٢	٥ ،،	الاعتبار	اعتبار				
،،	٧ ،،	ناهو شر دالی	ناهو والی بایتا دیانتی دالی				
١٥٣	٧ ،،	قا	فلا				
١٥٤	٧ متن	وما ارسلناک رحمة للعالمین	وما ارسلناک الا رحمة للعالمین				
،،	١١ ،،	ان فاتق	وان الفاتق				
١٥٥	٥ متن	فهذا البرهان	بهذا البرهان				



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ہدانا سواء السبیل والصلوٰۃ علی من ہو خاتم الرسل بالدلیل وعلی آلہ الطاہرین

ستائش اوس خدا کو ہے جسنے دکہایا ہمکو نیک راہ اور درود اوس پیغمبر پر جو بدلیل خاتم مرسلین ہے اور اوسکی ال پر بھی کہ جو پاک ہیں

المظلومین کانہم فدایا ذبیح اسماعیل واصحابہ المخلصین فازوا الفضل الحق الجلیل بعد فیقول

اور مظلوم ہیں گویا کہ وہ بدلا ذبیح اسماعیل علیہ السلام کے ہیں اور اوسکے خالص اصحاب پر کہ جو فضل خدا سے رتبہ بلند کو پہونچے اب کہتا ہے

اضعف عباد اللہ القوی ابو محمد قلندر علی الزبیری العروی استنارہ اللہ بالنور النبوی

ناتوان بندگان خدا کا جو زور اور ہے ابو محمد قلندر علی اولاد عروہ بن زبیر کے اختیار کرے اوسکو خدا ساتھ نور عالم علوی کے

بالی ہندی مولدا و محمدی معتقدا ان جماعۃ من جہابذۃ العلماء ورہطا من مراجیح العقلاء قد تشاعبت

بالی ہند جسکا وطن ہے اور مذہب کا محمدی ہے کہ بڑی علماء اور بڑے عقلا سے ایک گروہ کے باہم افکار مختلف اور متفرق ہو گئے اور باہم جھگڑ گئے

افکارہم وآراءہم وتشاغبت انظارہم واہواءہم فی ان نظیر نبینا الذی ہو خاتم المرسلین

اس بات میں کہ ہمارا پیغمبر کہ جو خاتم المرسلین ہے آیا اوسکا مثل مانند ممتنع بالذات ہے یا ممتنع بالغیر ہے

ہل لہ امتناع بالغیر خارج عن حیز التکوین او امتناع بالذات متباعد عن قدرۃ رب العالمین

جو ممتنع بالغیر ہے وہ صفت کون سے خارج ہے اور جو ممتنع بالذات ہے وہ قدرۃ الٰہیہ سے خارج ہے یہہ دوسرا

ماخطرت ہذہ الوسوسۃ فی صدور المتصدرین الکرام انما خلقہا وہم بعض اللاحقین من مثیری الفتنۃ

یہ وسوسہ اگلی زمانہ کے علماء کے دل میں نہیں گذرا اسکو بعض متاخرین زمان ہیر لاکر فتنہ اور فساد پھیلایا اور سبب اس جھگڑے اور

والبلاد وملاک الشقاق والتشاجر والتصاحب ومنشاء التنازع والتبارز والتجاذب ان صاحب

فساد کا یہہ ہے کہ مولوی اسمٰعیل دہلی کا جو ہیں کہ وہابیوں کا پیر و مرشد ہے اوسنے اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں

تقویۃ الایمان قال خدا جل شانہ کی وہ شان ہے اگر چاہے تو ایک آن میں کروڑوں انبیاء و اولیاء

یہہ لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ کی ایسی شان ہے اگر چاہے تو ایک آن میں کروڑوں انبیاء و اولیاء

جبرائیل علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے پیدا کر ڈالے واورد علیہ استاذ زماننا عالم

اور جو جبرائیل علیہ السلام اور مانند و مثل حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی ہیں پیدا کر ڈالے اسپر مولوی فضل حق نے کہ جو استاد

الحق بفضلہ دعوی تعلق قدرت الٰہیہ بمثل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باطل است و تصدی

علماء زمانہ کے ہیں خدا اونکی مغفرت کرے اعتراض کیا کہ قدرت خدا کی متعلق ساتھ نظیر خاتم الانبیاء کی نہیں ہو سکتی ہے

لجوابہ صاحب تقویۃ الایمان فی الجزء المستقل بہذہ العبارۃ پس میگوئیم کہ وجود مثل پیغمبر ما صلی اللہ علیہ

مولوی اسمٰعیل نے اسکے جواب میں ایک رسالہ لکھا عبارت اوس رسالہ کی یہہ ہے کہ وجود نظیر خاتم الانبیاء کا نیچے قدرت

وآلہ وسلم داخلست تحت قدرۃ الٰہیہ نہ تحت تکوین تا وقوع آن لازم آید تفصیلش آنکہ قدرۃ صفۃ

صفۃ الٰہیہ کے داخل ہے اور نیچے صفۃ تکوین کے داخل نہیں ہے صفۃ تکوین کے نیچے داخل ہونے سے وقوع اوسکا لازم آتا ہے اور نیچے

علیحدہ ہست وتکوین صفۃ علیحدہ اثر قدرت مقدور بالفعل واثر تکوین وقوع مکونست بالفعل

قدرت کے داخل ہونے سے فقط امکان لازم آتا ہے قدرت صفۃ علیحدہ اور تکوین صفۃ جدا ہے تکوین وقوع کو چاہتی ہے اور قدرت وقوع کو نہیں چاہتے

واین مذہب ماتریدیہ ہست کہ بتغایر صفتین مذکورتین قائل اند یا گویم کہ مراد از دخول شئی

یہہ جو بر مذہب ماتریدیہ اہل سنت کے ہے کہ وہ تکوین کو قدرت سے جدا کہتے ہیں یا ہم یہہ کہتے ہیں کہ مراد ہماری امکان نظیر خاتم الانبیاء سے یہہ ہے کہ تعلق

تحت قدرۃ صحۃ تعلق قدرتست نہ بالفعل تعلق قدرت بآن ومقتضای اول امکان صدور

قدرت کا ساتھ اوسکے ممکن ہے نہ یہہ کہ قدرت بالفعل ساتھ اوسکے متعلق ہے امکان تعلق قدرت سے اوسکا امکان ثابت ہوتا ہے اور تعلق

شئی است نہ فعلیۃ آن ومقتضای ثانی فعلیۃ است واین بنا بر مذہب اشاعرہ ست کہ فعلیۃ

قدرت سے اوسکی فعلیۃ ثابت ہوتی ہے یہہ بنا بر مذہب اشاعرہ اہل سنت کے ہے کہ وہ بالفعل تعلق قدرت کو تکوین کہتے ہیں

تعلق قدرت را تکوین می نامند بالجملہ مقصود در این مقام اثبات ہمین قدرست کہ وجود

اور ہمارا مقصود یہہ ہے کہ نظیر خاتم الانبیاء کا نیچے قدرت الٰہی کے داخل ہے اور یہہ ہمارا مطلب نہیں

مثل مذکور داخل تحت قدرته تعالى ثابت وقوع آن بالفعل انتهى كلامه بالفاظه ومن البين لمن له

کہ نظیر خاتم الانبیاء کا بالفعل واقع ہے یا واقع ہوگا یہہ کلام مولوی اسماعیل کا ہے ... اور ظاہر ہے کہ جسکو کلام سے

ملكة الولوج في دخلة الكلام ان هذه العبارة توهم على ضرب من الرجوع عن المرام ونهض لكل واحد منهما

اوسکے معلوم ہوتا تھا کہ نظیر کا واقع ہو سکتا ہے اور اس کلام سے ثابت ہوا کہ وہ واقع نہیں ہو سکتا فقط ممکن ہے چند فضلاء و کبار مولوی

الانصار والاولياء من الفضلاء الكبراء والعلماء العظماء بالجدال والمراء وبدا بينهم العداوة والبغضاء

فضل حق صاحب کے موافق ہوئے اور چند مولوی اسماعیل صاحب کے باہم خوب مباحثہ اور جھگڑا کیا اور ہر دو میں دشمنی قیامت تک

الى يوم الجزاء وهؤلاء المتخاصمون مع اشتداد التشاجر والتنازع وطول اللداد والتبارز فيما بينهم

ظاہر ہوئی ... اور یہہ ہر دو فریق جھگڑنے والے باوجود درازی ... جھگڑے کے اور باہم درازی جنگ کے اصل مطلب

لم يميزوا القشور من اللباب ولم ياتوا البيوت من ابوابها فما شاءوا قالوا وهموا بما لم ينالوا

کو تہہ کو پہونچی اور یہہ نہ ثابت کیا کہ نظیر خاتم الانبیاء کس دلیل سے ممتنع بالذات اور کس وجہ سے ممکن بالذات ہو جاتا کہا اور ...

[illegible] نتاج هذا المبحث عليهم

[illegible] حاصل ہوا گویا کھل نہیں سکتا

فقد اعتاص ولات حين مناص لم يهتدوا الى الحق سبيلا ولم يجدوا للمطلوب مرشدا ودليلا

راہ راست اونکو نہیں ملا اور مطلب کے واسطے کوئی دلیل نہ حاصل ہوئی حیران رہے جیسا کہ کوئی جنگل میں حیران رہتا ہے

فهاموا كالحيارى في الصحارى وقالوا قول السكارى والمندوحة عن هذا المضيق والمحيص عنه

اور کیسی باتیں کہیں جیسا کوئی نشہ پینے والا کہتا ہے اور رستگاری ورہائی اس بحث سخت سے اور اوسکو آسان ہے

ذلك المبحث الدقيق انما يتيسر لمن له عكوف في بيت الشرع وارتياض في صومعة الفلسفة

کو جسے ایک مدت تک ریاضت علم فلسفہ ... اور علم کلام کے ہو کیونکہ ہر دو علم نہایت دقیق ہیں انکے جاننے والے ہزاروں

وتوغل مستطيل دائم وعبادة في حجرة الكلام وتحنث في جزء الحكمة [illegible] جزيل قائم وانا اوضحها

علماء میں دو چار ہوئے ہیں اور ہمارے علماء بہت ہوئے ہیں ملک پنجاب میں ... مردہ شو کو بھی علماء لکھتے ہیں ...

منهج النجاة واخرجها عن مسالك الظلمات بتلاوة الآيات البينات واقامة الحجج الساطعات

تا ہیں ان ہر دو فریق کو آیات قرآنی محکم اور کثیرہ ... شواہد اقوال ... اسلاف ... کے راہ راست

وانارة الشواهد اللامعات وسميت هذا الوجيز بتنزيل التنذير في نظير البشير والنذير والمرجو

دکھاتا ہوں ... اور اس مختصر کا نام میں نے رکھا ہے تنزیل التنذیر فی نظیر البشیر والنذیر ... اور خدا تعالی سے امید

من الله العليم الخبير ان يتلقاه بالقبول فحول المعقول ورجال المنقول من هو ذو الطبع البصير والو

کہ جو علم معقول میں کامل ہیں اور علم منقول والوں میں صاحب طبع رسا کے ہوں وہ اس کتاب کو

الستر المستنير وان اشماز عنه العقل الشنظير والزنيم الشرير فربي حسبي ونعم المولى ونعم النصير

قبول کریں اگرچہ کوئی سرکش وبدذات اس سے بیزار ہو خدا مجھکو کافی ہے وہ میرا بہتر مددگار ہے

وعلى كل شي قدير وقبل الخوض في المقصود لابد اولا تمهيد المقدمات المقدمة الاولى

اور اسکو سب چیز کی قدرت ہے مقصد سے پہلے میں چند مقدمات بیان کرتا ہوں مقدمہ پہلا یہہ ہے

ان الحكماء اولى الالباب من اهل الملبط واليونان والذين يدينون دين الحق من الذين

کہ جملہ حکماء ملیط اور یونان کے اور جو علماء محققین کہ جو خادم قرآن اور حدیث کے ہیں

اوتوا الكتاب هم سدنة الخبر والقرآن اشروا في قلوبهم عينية الصفات لذات فاطر

وہ اسکے قایل ہیں کہ صفات باری تعالی کے اوسکی عین ذات کے ہیں مذہب حق یہی ہے جسنے اختیار کیا

الموجودات وهذا مشرب عذب سائغ شرابه وثمر نضيج حلو لبابه من اعتصم به عصم و

وہ خطا سے بچا اور جو اسکے برخلاف ہوا اوس سے غلطی ہوئی اور اس مطلب پر کئی دلائل ہیں

من النكل منه وصم لان صفاته تعالى كالعلم والحيوة والقدرة والارادة مثلا لو كانت زائدة

ایک اونمیں سے یہہ ہے کہ علم اور حیات اور قدرۃ اور ارادہ یہہ صفات خدا تعالی کے

على ذاته تعالى ولم تكن عينها فاما ان تكون حادثة فيلزم قيام الحوادث بذاته تعالى وخلوه

عین اوسکے ذات کے ہیں اگر اوسکی ذات پر زائدہ ہوویں یا قدیم ہونگے یا حادث اگر حادث ہوویں تو لازم آتا ہے قیام

في مرتبة ذاته عن هذه الصفات الكمالية فصدورها عنه بالقصد والاختيار يكون مسبوقا

حوادث کا ذات خدا تعالی میں اور خالی ہونا خدا تعالی کا در حد ذات خود ان صفات کاملہ سے پس یہہ صفات اگر خدا تعالی سے باختیار

بعلم وقدرة وحيوة وارادة اخرى فالكلام فيها كالكلام في الاولى فيتسلسل او يدور وهما

صادر ہوویں تو لازم آتا ہے کہ اوسکے سوائی اسکے اور علم وارادہ وقدرۃ وحیوۃ ہووی اونمیں بھی کلام کرینگے دور اور تسلسل

محالان او بالايجاب والاضطرار وهو يفتح عليكم ابواب الزلل والعثار واما ان تكون

لازم آویگا اگر یہہ صفات بایجاب واضطرار صادر ہوویں دروازہ بہت خرابی کا کہلتا ہے واگر یہہ صفات قدیم

قديمة فيلزم تعدد القدماء وهو الكفر والنفاق بالاجماع والوفاق فالحق ان الصفات

ہوں تو کثرت قدماء کی لازم آتی ہے اور یہہ باجماع کفر ہے پس مذہب حق یہہ ہے کہ صفات متحد

الثبوتية الحقيقية عين ذاته تعالى وانما التغاير بينهما وبينه بنحو من الاعتبارات وضرب من الحيثيات

حقیقیہ خدا تعالی کے اوسکی عین ذات کے ہین فقط تغایر اعتباری ہے

بعد مرتبة المصداق بنحو تعمل من العقل وبطور تصرف من الوہم قال الفيلسوف سقراط ان الله

بعد مرتبہ مصداق کے بتصرف وہم کے حکیم سقراط نے کہا ہے خدا تعالی

تعالى عالم وحي من جوہره يعني ان علمه وحيوته عين ذاته قال المعلم الاول اسقف المشائين

علم والا اور زندہ بذات خود ہے یعنی علم و زندگی اوسکی اوسکی عین ذات کی ہے معلم اول پیشوا مشائین کا

ارسطو في اثولوجيا ان الواحد المحض تام فوق التمام ہو بعينه العلم والقدرة وقال الشيخ الاشراقي

ارسطو اپنی کتاب اثولوجیا مین کہتا ہے خدا تعالی کامل پورا ہے وہ بعینہ علم و قدرت ہے اور شیخ شہاب الدین

المقتول في حكمة الاشراق لما تبين ان الابصار ليس من شرط الطباع شبح او خروج شيء

اشراقی سہروردی اپنی حکمۃ اشراق مین کہتا ہے کہ جو چیز ہمکو آنکھون سے معلوم ہوتی ہے یہہ اسی سبب سے معلوم ہوتی ہے کہ

بل نفي عدم الحجاب بين الباصر والمبصر فنور الانوار ظاہر لذاته وغيره ظاہر له فلا يعزب عنه

آنکھون مین منقش ہو جاتی ہے یا کوئی چیز آنکھ سے نکلتی ہے بلکہ مستند دیدہ مین نہ پردہ کا ہونا کافی ہے پس خدا تعالی اپنی ذات سے آگے

مثقال ذرة في الارض ولا في السماء اذ لا يحجبه شيء عن شيء فعلمه وبصره واحد ونوريته قدرته

اپنے ظاہر ہے اور اوسکا غیر اوسکے آگے ظاہر ہے لہذا اوس سے کوئی ذرہ زمین و آسمان مین پوشیدہ نہین اسواسطے کوئی چیز اوسکو پردہ

وقال في موضع آخر منه ولا يلحق نور الانوار ہيئة ما نورية كانت او ظلمانية ولا يمكن له صفة بوجه

کسی چیز سے نہین ہوسکے علم اور بینائی اوسکی ایک ہین اور نور اوسکا قدرت اوسکی ہے اور ایک جگہ یہہ کہتا ہے کہ خدا تعالی کو کوئی صفت

من الوجوه اما اجمالا فلان الہيئة الظلمانية لكانت فيه للزم ان يكون له في حقيقته لنفسه

خواہ صفت نورانی ہو یا ظلمانی ہو عارض نہین ہوتی ہے پس اوسکو کوئی صفت عارض نہین اسواسطے کہ اگر صفت ظلمانی اوسمین ہووے

جہة ظلمانية توجبها اي تقتضي تلك الہيئة ظلمة في ذاته تعالى فيتركب من جہة نورية و

البتہ ہوسکے اوس خدا تعالی کی ذات مین ایک صفت ظلمانی پس وہ مرکب ہوگا ظلمت و نور سے اور صفت نورانی جس چیز مین ہووے

من جہة ظلمانية فليس بنور محض والہيئة النورية لا تكون الا فيما يزداد بہا نور فنور الانوار

ہے اوسمین نور زائد کرتی ہے پس خدا تعالی مین اگر نور ہووے بسبب صفت زائدہ کے البتہ ہوگا وہ خدا تعالی روشن بسبب نور عارضی کے

ان استنار بہيئة فكان ذاته الغنية مستنيرة بالنور الفاني العارض الذي اوجبه ہو

کہ یہہ نور نور ایک مخلوق خدا سے ہے

بنفسه اذ ليس فوقه الواجب فيه هيئة النورية وهو محال اجمال اخر هو ان المنير انور من المستنير

اور یہ محال ہے — دینیز نور دینے والا روشن زیادہ ہے نور لینے والے سے

من جهة اعطائه ذلك النور فيكون ذات الهيئة النورية انور من نور الانوار وذلك ممتنع

بسبب دینے اس نور کے — پس یہ صفت نورانی روشن زیادہ تر ہوگی خدا تعالی سے اور یہ محال ہے اسواسطے اوس سے

اذ لا انور من نور الانوار طريق اخر تفصيلي هو ان نور الانوار ليس له هيئة متقررة في ذاته

زیادہ کوئی روشن نہیں ہے — و نیز خدا تعالی کی ذات میں کوئی صفت زائدہ حلول کئی ہوئی نہیں ہے

لان تلك الهيئة لا تكون واجبة اذ لا واجبين في الوجود ولا معلولة لواجب اخر لعينه

اسواسطے کہ یہ صفت واجب بالذات نہیں اسواسطے کہ واجب بالذات فقط خدا تعالی ہے اور نہ یہ صفت معلول ہے دوسرے واجب کے

بل تكون ممكنة ومعلولة لذات نور الانوار فنور الانوار لو اوجب لنفسه هيئة لفعل وقبل وجهة

اسواسطے کہ واجب بالذات ایک ہے پس یہ صفت ممکن اور معلول ہوگی خدا کی پس خدا تعالی اگر فاعل اس صفت کا ہو تو قابل

الفعل غير جهة القبول ولو كان جهة الفعل بعينها جهة القبول لكان كل قابل لما قبل فاعلا

اور فاعل ہوگا اور جہت فاعل کی غیر جہت قابل کی ہے اگر جہت فعل کی بعینہ جہت قبول کی ہو البتہ ہر قابل فاعل مقبول کا ہوگا — اور ہر فاعل

وكل فاعل لما فعل قابلا بنفس الفعل وليس كذا فيلزم ان يكون فيه جهة تقتضي الفعل

قابل مفعول کا ہوگا اور ایسا نہیں ہے پس لازم آیا کہ ہووے ذات خدا میں ایک جہت فعل کے

وجهة تقتضي القبول ولا يتسلسل الى غير النهاية فينتهي الى جهتين في ذاته فتكون ذاته

اور ایک جہت قبول کی — اور ان جہات میں تسلسل نہوگا یہ ہر دو جہت منتہی ہونگے طرف اول ہر دو جہت کی کہ جو ذات خدا

مركبة لا بسيطة ثم الجهتان ليس كل واحد منهما نورا غنيا اذ لا نورين غنيين بالذات

میں ہیں پس وہ مرکب ہوگا نہ بسیط پس یہ ہر دو جہت واجب بالذات نہ ہونگی کیونکہ واجب بالذات ایک ہے اور یہ کہ ایک واجب

ولا احدهما نور غني والاخر نور فقير لان الفقير امكان هيئة فيعود الكلام اليه من ان علته اما الذات

اور دوسرا ممکن — کیونکہ ممکن اگر ہو اوسکو عارض ہو — کلام عود کرے گی اوسمیں کہ علت اوسکی یا ذات

او غيرها وهما محالان وان لم يكن هيئة فهو امر مستقل فلا يكون فيه وقد فرض جهة في ذاته هذا

خدا ہی یا غیر اور یہ ہر دو محال ہیں اور اگر یہ ممکن عارض نہو بلکہ قائم بذاتہا ہو پس صفت خدا کی نہوگی حالانکہ صفت اوسکی مانا ہے اور یہ خلف ہے

ولا ان يكون احدهما نورا والاخر ظلمة لانه يعود هذا الكلام بعينه في الظلمة الهيئة اما الذات

اور نہ یہ کہ ایک ان ہر دو جہت کا نور ہو اور دوسرا اندھیر کیونکہ عود کرے گی کلام اوسمیں کہ جو اگر ہو اوس صفت و جہت کا یا ذات خدا کی ہے

[illegible] من كل واحد غير متعلق بالآخر مثلاً يكون

جو تو ایک کو دوسری سے علاوہ ہو کا موثر جسمانی بذات خود [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] قال الشيخ ابو علي رئيس اتباع المشائين

[illegible] شیخ بو علی سینا نے الہیات شفا کے آٹھویں مقالہ کی چھٹی فصل

في الفصل السادس من المقالة الثامنة من الهيات الشفاء واجب الوجود تام الوجود لانه ليس

بیان کیا ہے خدا تعالیٰ کا وجود پورا ہے کوئی جز اسکے وجود اور کمالات وجودی کا نہیں

شي من وجوده وكمالات وجوده قاصرا عنه ولا شي من جنس وجوده خارجا عن وجوده يوجد لغيره

ہے [illegible] اور نہ کوئی چیز اسکے جنس وجود سے خارج ہے کہ بسبب غیر کے پائی جاوے بلکہ خدا تعالیٰ ہر طور سے بلند ہے کیونکہ جو خدا تعالیٰ [illegible]

مل [illegible] ب الـ [illegible] [illegible] وجوده

نہیں [illegible]

ولد فائض عنه وواجب الوجود عقل محض لانه ذات مفارقة للمادة من كل وجه وقد عرفت ان السبب

اور خدا تعالیٰ علم صرف اور عقل محض ہے کیونکہ وہ ہمہ وجوہ جدا ہے مادہ سے اور تجھکو معلوم کہ سبب جہل کا کسی چیز میں اور [illegible]

في ان لا يعقل الشي هو المادة وعلائقها لا وجوده واما الوجود الصوري فهو الوجود العقلي وهو الوجود

مادہ ہے یا علائق مادہ کے نہ وجود اوسکا وجود صوری وجود عقلی وہ ہے [illegible] ہے کہ جسوقت

الذي اذا تقرر في شي صار للشي به عقل والذي يحتمل نيله هو عقل بالقوة والذي نال العقل بعد القوة

قرار پاوے کسی چیز میں ہو وے یہ چیز بسبب اسکے عقل اور جس میں امکان ہے ہوسکنے کا وہ عقل بالقوہ ہے اور جسکو عقل [illegible]

هو عقل بالفعل على سبيل الاستكمال والذي هو له ذاته عقل وكذلك هو معقول محض لان

بعد قوت کے ہو سکے وہ عقل بالفعل ہے بر سبیل کمال حاصل کرنے کے اور جو چیز کہ ذات اوسکی اوسکے آگے حاضر ہے وہ عقل [illegible] ہے

المانع للشئ ان یکون معقولاً ہو ان یکون فی مادة وعلائقها وہو المانع عن ان یکون عقلاً فالبری

اور اسیطرح وہ معقول محض ہے اسواسطے جو چیز کسی مادہ میں ہووے یا اوسمیں علائق مادی ہووین وہ معقول نہین ہوتی اور وہ عقل

عن المادة والعلائق المتحقق بالوجود المفارق ہو معقول لذاتہ ولانہ عقل لذاتہ وہو ایضاً معقول

ہوتی ہے پس جو پاک ہے مادہ سے اور علائق مادیہ سے وہ بذاتہ معقول ہے اور بذاتہ عقل ہے جب وہ بذاتہ عقل ہوا بذاتہ معقول ہوگا اور بذاتہ

لذاتہ فہو معقول لذاتہ فذاتہ عقل وعاقل ومعقول لا ان ہناک اشیاء متکثرة وذلک لانہ بما ہو ہویة

عاقل ہوگا پس ذات خدا تعالی کی عقل وعاقل ومعقول ہے نہ اس طور کہ یہاں چند چیزین ہین بلکہ وہ ذات واحد عقل وعاقل ومعقول ہے

مجردة عقل وبما یعتبر لہ ان ہویتہ المجردة لذاتہ فہو معقول لذاتہ وبما یعتبر لہ ان ذاتہ لہ ہویتہ

اس طور کہ اوسکو اگر چیز مجرد لحاظ کیا عقل ہے اور اگر یہہ اعتبار کیا کہ ہویة مجردہ اوسکی بذاتہ اوسکے آگے حاضر ہے وہ معقول ہے اور اگر یہہ اعتبار

مجردة فہو عاقل لذاتہ فان المعقول ہو الذی ماہیتہ المجردة لشئ والعاقل ہو الذی لہ ماہیة مجردة

کہ اوسکے ذات کے آگے اوسکی ذات مجردہ بلا واسطہ وہ عاقل ہے معقول اوسکو کہتے ہین کہ ذات مجردہ اوسکے کسی چیز کے آگے حاضر ہو اور

لشئ ولیس فی شرط ہذا الشئ ان یکون ہو او آخر فانا نعلم یقیناً ان لنا قوة نعقل بہا الاشیاء

عاقل وہ ہے کہ اوسکے آگے ذات مجردہ حاضر ہو اور اوسمیں یہہ شرط نہین کہ ایک دوسرے کا عین ہو یا غیر ہو کیونکہ ہم جانتے ہین کہ ہم مین ایک

فاما ان یکون القوة التی نعقل بہا ہذہ القوة ہی ہذہ القوة نفسہا فیکون ہی نفسہا تعقل ذاتہا

قوة ہے اوس سے ہم چیزونکو جانتے ہین کردہ قوة کہ جس سے ہم اسی قوة کو جانتے ہین وہ عین اس قوة کا ہے پس یہہ قوة اپنی ذات کو بذاتہ جانتی ہے اگر اس قوة کو

او نعقل ذلک بقوة اخری فیکون لنا قوتان قوة نعقل بہا الاشیاء وقوة نعقل بہا ہذہ القوة

کو ہم دوسری قوة سے جانین تو چاہیئے ہم مین دو قوة ہو دوین ایک قوة سے اور چیزونکو جانین دوسری قوة سے اس قوة کو جانین

ثم یتسلسل الکلام الی غیر النہایة فیکون فینا قوی نعقل الاشیاء بلا نہایة بالفعل فقد

پس تسلسل لازم آویگا قوتین ہم مین غیر متناہیہ بالفعل پائی جاوینگی اور یہہ محال ہے پس ظاہر ہوا کہ

بان ان نفس کون الشئ معقولاً لا یوجب ان یکون معقول شئ ذلک الشئ آخر فنفس کونہ

کہ ہونا ایک چیز کا معقول نہین چاہتا ہے اسکو کہ غیر ہو عاقل کا پس عاقل ومعقول مین تغایر بالذات نہین بلکہ تغایر اعتباری

معقولا او عاقلا لا یوجب ان یکون اثنین فی الذات ولا اثنین فی الاعتبار ایضاً ولیس

بھی ضرور نہین دنیز جائز نہین کہ خدا تعالے اشیاء کو اشیاء سے جانے ورنہ ذات مین اوسکے یا داخل ہونگے وہ چیز

یجوز ان یکون واجب الوجود یعقل الاشیاء من الاشیاء والا فذاتہ اما متقومة بما یعقل

کہ جنکو جانے پس ذات اوسکی اشیاء سے بنے گی اور یہہ محال یا علم اشیاء کا اوسکو عارض ہوگا پس خدا واجب الوجود

فيكون تقومها بالاشياء واما عارضة لها ان تعقل فلا يكون واجب الوجود من كل جهة وهذا محال

بسبب وجود نہ ہوا اور یہ محال ہے جب تعقل اشیاء کا اوسکو عارض ہوا ہو گا خداتعالیٰ بدون اشیاء خارجیہ کے ایک حال پر اور بعلم اشیاء

ويكون لولا امور من خارج لم يكن هو بحال ويكون له حال لا يلزم عن ذاته بل عن غيره فيكون لغير

حال دوسری پر کہ بذاتہ اس حال پر نہ تھا پس غیر کو اوسکی ذات تاثیر ہو گی اور باصول سابقہ یہہ باطل ہے

فيه تاثير والاصول السابقة تبطل هذا وما اشبهه ولانه مبدأ كل وجود فيعقل من ذاته ما هو

اور جو اسکے مشابہ ہے وہ بھی باطل ہے ونیز وہ خداتعالیٰ مبدأ ہر وجود کا ہے پس جانتا ہے بذاتہ

مبدأ له وهو مبدأ للموجودات التامة باعيانها والموجودات الكائنة الفاسدة بانواعها

اوس چیز کو کہ جسکا مبدأ ہے اور وہ مبدا ہے موجودات تامہ کا اور موجودات کائنہ فاسدہ کے انواع کا مبدا ہی اور بتوسط

وبتوسط ذلك اشخاصها ومن وجه آخر لا يجوز ان يكون عاقلا لهذه المتغيرات مع تغيرها

اسکے اونکے اشخاص کا مبدا ہے اور وجہ دوسری یہہ ہے کہ وہ خدا نہیں جانتا ہے ان متغیرات کو بایں حیثیت

من حيث هي متغيرة عقلا زمانيا متشخصا بل على نحو آخر فانه لا يجوز ان يكون تارة

کہ یہہ متغیر ہے علم زمانی متشخص کر کے بلکہ اوسکو علم ان متغیرات کا دوسری طرح پر ہے کیونکہ یہہ نہیں جائز ہے

يعقل عقلا زمانيا منها انها موجودة غير معدومة وتارة عقلا زمانيا منها انها معدومة غير

کہ اوسکو علم بعض متغیرات کا ہو علم زمانی کہ وہ موجود ہے اور پھر ہو علم اوسکو بعض متغیرات علم زمانی کہ وہ معدوم ہے

موجودة فيكون لكل واحد من الامرين صورة عقلية على حدة ولا واحدة من الصورتين

پس ان ہر دو امر کے صورۃ علمیہ جدا جدا ہونگے ایک صورت دوسری صورت کے ساتھ باقی نہ رہیگی

تبقى مع الثانية فيكون واجب الوجود متغير الذات بل الواجب الوجود انما يعقل كل شيء

پس خداتعالیٰ متغیر الذات ہو گا بلکہ خداتعالیٰ سے جانتا ہے ہر چیز کو بطور کلی کے

على نحو كلي ومع ذلك لا يعزب عنه شيء شخصي فلا يعزب عنه مثقال ذرة في السموات

اور باوجود اسکے کوئی شخص اور ذرہ زمین و آسمان میں اوس سے پوشیدہ نہیں

والارض وقال في الفصل السابع من هذه المقالة فالاول يعقل ذاته ونظام الخير الموجود في

اور کہا اسی شیخ نے ساتویں فصل میں اس مقالہ کے خداتعالیٰ جانتا ہے ذات اپنی کو اور جانتا ہے نظام

الكل انه كيف يكون فذلك النظام لانه يعقله وهو مستفيض كائن موجود وكل معلوم الكون

خیر کو کہ جو موجود ہے کل میں کہ کیونکر ہے پس نظام اسوا سطے کہ وہ جانتا ہے اس نظام کو کہ یہہ موجود صادر ہے اور ہر

عن مبدأه عند مبدأه وهو خير غير مناف وهو تابع لخيرية ذات المبدأ وكمالها المعشوقين لذاتيهما

اور جو معلول صادر ہے اپنے مبدا سے وہ در نزدیک مبدا اپنے کی خیر غیر منافی ہے اور یہہ خیر تابع ہے خیریت ذات مبدا کو اور اوسکے کمال کو اور یہہ ہر دو

فذلک الشیٔ مراد لکن لیس مراد الاول هو علی نحو مرادنا حتی یکون له فیما یکون عنه غرض بل

اوسکے معشوق ہیں بلا واسطہ پس یہہ شی مراد ہے لکن مراد خدا کی مانند مراد ہماری کی نہیں تا کہ ہووے اوسکو غرض اوس چیز میں کہ جو صادر ہو

هو لذاته مرید هذا النحو من الارادة العقلیة المحضة وحیوته ایضا هذا بعینه فان الحیوة التی

اوس سے بلکہ خدا بذاتہ ارادہ کرنیوالا ہے اس طرح کا ارادہ عقلی طرف اور یہی بعینہ اوس خدا کی حیوۃ ہے اور حیوۃ ہماری کامل

عندنا تکمل بادراک وفعل هو التحریک منبعثان عن قوتین مختلفین وقد صح ان نفس

ہوتی ہے بسبب ادراک وفعل کے کہ یہہ تحریک ہے اور یہہ ہر دو پیدا ہوتی ہیں دو قوۃ جدا جدا سے اور ظاہر ہوا کہ نفس معقول

مدرکه وهو العقل عن الکل هو سبب الکل وهو بعینه مبدأ فعله وذلک ایجاد الکل فمعنی واحد

خدا کا عالم ہے کل کا وہی سبب ہے کل کا وہی مبدا ہے اپنے فعل کا اور یہی ایجاد کل کا پس ایک چیز خدا میں ادراک ہے اور مبدا

منه هو ادراک وسبیل الی الایجاد فالحیوة منه لیس مما یفتقر الی قوتین حتی یتم

ایجاد کا ہے اور زندگی اوسکی ایسی نہیں کہ محتاج ہووی طرف دو قوۃ کی اور حیوۃ اوسکے علم کا

بقوتین ولا الحیوة منه غیر العلم وکل ذلک له بذاته وایضا فان الصورة المعقولة

غیر نہیں اور علم وحیوۃ وارادہ اوسکا اوسکے عین ذات کے ہیں و نیز جو صورت معقولہ ہماری ذہن

التی تحدث فینا فتصیر سببا للصورة الموجودة الصناعیة لو کانت بنفس

میں پیدا ہوتی ہے سبب ہوتی ہے صورت موجودہ صناعیہ کا اگر کافی ہو وجود اس صورت عقلیہ کا اسمیں کہ بنائی اوس سے

وجودها کافیة لان یکون منها الصور الصناعیة بان یکون صورا هی بالفعل مبادی

صورتیں کہ یہہ صورت عقلیہ مبدا ہو صور صناعیہ کا البتہ ہوگی یہہ صورت عقلیہ بعینہ قدرت لکن ایسا نہیں ہے

لما هی صور له لکان المعقول عندنا هو بعینه القدرة ولکن لیس کذلک بل وجودها

وجود صورت عقلیہ کا اسمیں کافی نہیں وجود اس صورت عقلیہ کا محتاج ہے طرف ارادہ نو پیدا کی یہہ ارادہ

لا یکفی فی ذلک لکن یحتاج الی ارادة متجددة منبعثة من قوة شوقیة یتحرک منهما

پیدا ہوتا ہے قوۃ شوقیہ سے حرکت کرتی ہے اس ارادہ اور قوۃ شوقیہ سے قوۃ محرکہ پس حرکہ اعصاب

معا القوة المحرکة فتحرک العصب والاعضاء الادویة ثم تتحرک الآلات الخارجة ثم

واعضاء بدنیہ وغیرہ پس حرکت کرتا ہے مادہ پس نفس وجود اس صورت عقلیہ کا قدرت نہیں ہے اور نہ ارادہ

تحرک المادة فلذلک لم یکن لنفس وجود ہذہ الصورة المعقولة قدرة ولا ارادة بل حتی

اس صورت عقلیہ کا ارادہ ہے بلکہ تب ہم ہی وہ شے کہ جسنے اعصاب و عضلات وغیرہ کو حرکت دی اور یہ صورت عقلیہ حرکت دینے والی

القدرة فہنا عند المبدأ المحرک وہذہ الصورة محرکة لمبدأ القدرة فتکون محرکة المحرک

مبدأ قدرة کو پس یہ صورت محرک المحرک ہوئی پس خدا تعالی کا علم اوسکے ارادہ کی غیر نہیں

فواجب الوجود لیست ارادتہ مغایرة الذات لعلمہ ولا مغایرة المفہوم لعلمہ فقد

نہ تغایر بالذات نہ تغایر اعتباری اور بیان کیا

بینا ان العلم الذی ہو بعینہ الارادة التی لہ وکذلک قد تبین ان القدرة التی لہ ہی

ہمنے کہ علم اوسکا اوسکے عین ارادہ کا ہے اور ظاہر ہوا کہ قدرت اوسکی اوسکا علم ہے کل کو

کون ذاتہ عاقلة للکل عقلا ہو مبدأ للکل لا ماخوذ عن الکل ومبدأ بذاتہ لا متوقف

کر وہ مبدأ کل کا ہے اور نہیں علم اوسکا حاصل ہوا کل سے اور خود مبدأ کل کا

علی وجود شیء واذا قال لہ عقل ومعقول وعاقل لم یعن بالحقیقة الا ان ہذا المجرد مسلوب عنہ

بذات ہے کسی چیز پر موقوف نہیں اور جسوقت ہم اوس خدا کو عقل و معقول و عاقل کہیں اوس سے یہ مراد ہے کہ اس مجرد سے مفارقت مادہ اور

جواز مخالطة المادة وعلائقہا مع اعتبار اضافة ما واذا قال لہ اول لم یعن الا اضافة ہذا

علائق مادیہ جدا کئے گئے ہیں مع اعتبار کسی اضافہ کے اور جسوقت ہم اوسکو اول کہیں مراد ہے اضافہ اوسکے وجود کے

الوجود الی الکل واذا قال قادر لم یعن الا انہ واجب الوجود مضافا الی ان وجود غیرہ

طرف کل کی اور جب قادر کہا مراد ہے یہ کہ اوس واجب الوجود سے وجود کل کا صادر ہے اور جب اوسکو ہم زندہ

عنہ واذا قال لہ حی لم یعن الا ہذا الوجود العقلی ماخوذا مع الاضافة الی الکل المعقول

کہیں مراد اوس سے وجود عقلی ہے مع اضافہ کے طرف کل معقول کے بہ قصد ثانی

ایضا بالقصد الثانی اذ الحی ہو الدراک الفعال واذا قال لہ مرید لم یعن الا کون واجب

کیونکہ زندہ وہ ہے کہ جو دانندہ و کنندہ ہو اور جب ہم اوسکو مرید کہیں مراد ہے یہ کہ وہ واجب الوجود ہے

الوجود مع عقلیتہ ای سلب المادة عنہ مبدأ النظام الخیر کلہ وہو یعقل ذلک انتہی

مع علم کے مسلوب ہی اوس سے مادہ وہ مبدأ ہے کل نظام خیر کا جانتا ہے اس نظام کو تمام ہوا کلام اوسکا ملخصا

کلامہ ملخصا وقال فی التعلیقات العلم فی الاول الحق ہو نفس الارادة لان ہذہ المعلومات

وغیر کیا اوسنے بیچ تعلیقات کے علم خدا تعالی کا عین ارادہ کا ہے کیونکہ ان معلومات کو اوسکی ذات سے

مقتضی ذاته وهذا المعنی هو معنی الارادة هذه الموجودات علی ما هی موجودة علیه مقتضی ذاته وقوة

اقتضا کیا ہے وہی معنی ارادہ کا ہے یہہ موجودات جس حال پر موجود ہیں اوسکے ذات کی اقتضا سے ہیں اور ذات

تقتضی الصلاح ونظام الخیر فی الکل وهی غیر منافیة له وهی علی مقتضی ذاته فهی مرادة له

اوسکی چاہتی ہے صلاح اور نظام خیر کو کل اور یہہ موجودات غیر منافی ہیں اوسکے یہہ حسب اوسکے اقتضا کی ہیں پس یہہ مراد

والارادة فینا فی مثال البناء هو انا لا نرید الا بعد ما نشوق فنا شتی الیه وفی الاول تعالی الا یصح

ہیں اوسکے اور ارادہ ہمارا استال بنانی والی کا ہے ہم ارادہ کسی چیز کا جب کرلی ہیں کہ جب کوئی اوسکے طرف جلا دی اور خدا کو کوئی چیز

ان نشوقه فی الی ایجاد ما هو معلوم له اذ معلومه مراده وکثیرا ما نعلم لا نرید اذ لا یکون لا ارادتنا

صرف ایجاد معلوم کی نہیں چلاوی کیونکہ معلوم اوسکا مراد اوسکی ہے اور ہم بعض چیز کو جانتے ہیں اور ارادہ اوسکا نہیں کرلی

لذلک المعلوم داع او شوق والارادة فینا تحصل من تخیل یتبعه اجتماع او حرکة او نحوه

کیونکہ اس معلوم کا شوق نہیں اور ارادہ ہمکو حاصل ہوتا ہے تخیل سے تابع ہوتا ہوا اسکو شوق و حرکة او ارادہ خدا کا

والارادة فیه تعالی بعینه القدرة لانه کان یصح فینا ان یکون الصورة المعلومة علة لوجود

عین قدرة کا ہے اسواسطے کہ ہوسکتی ہے ہماری ذات میں صورة معلوم علة وجود بنا کی پس وجود اس صورة

البناء فکان وجودها قدرة فینا لان معنی القدرة فینا هو ان نقدر علی ایجاد ما علمنا وذلک

معلومہ کا قدرة ہے ہم میں کیونکہ معنی قدرة کی ہم میں یہہ ہے کہ قدرة ہو ہمکو اوپر پیدا کرنے کے اور یہہ قدرة ہم میں

فینا یتعلق بالحرکة وبالالات المحرکة واذا کان ذلک غیر جائز فی الاول الحق اعنی ان

متعلق ہے ساتھہ حرکة کے اور الات حرکة دہندہ کے اور یہہ نہیں جائز ہے ذات حق تعالی میں یعنی وہ حرکة دی کسی

یحرک شیئا وان یستعمل آلة کان المعلوم کافیا فیه ان یوجد ما هو معلوم له اذ هو سبب

کسی چیز کو یا کہ عمل میں لاوی آلہ کو نفس معلوم اوسکی ذات میں کافی ہے موجود ہونے میں کیونکہ سبب اوسکے فعل کا اوسکا

الفعل لا لقدرة اخری لفعل ذلک بها وهذا بعینه هو الحیوة لان معنی الحی هو الدراک الفعال

علم ہے اور قوة اور یہہ بعینہ حیوة ہے کیونکہ معنے زندہ کے داناوکنندہ ہے اور ہرگاہ ہوا علم اوسکا عین قدرت

ولما کان علمه قدرته وکان ذلک بذاته صح ان یقع علیه اسم الحیوة الا وان اعتبار هذه الاشیاء

بذاته صحیح ہے کہ نام حیوة کا اوسپر بولا جاوی مگر اعتبار علم و ارادہ و قدرت کا او میں

فیه مختلفة فان کونه عالما یکون بسلب المادة عنه فحسب وکونه حیا یکون بالسلب والاضافة

جدا جدا ہے عالم اوسکو فقط بسبب سلب مادہ کے کہا جاتا ہے اور زندہ اوسکو بسبب سلب و اضافہ کے دونوں

الی الموجودات فانہ بالاضافۃ الی الکل یکون حیا ففی العلم یسلب عنہ المادۃ وفی الحیوۃ یسلب

موجودات کی کہا جاتا ہے وہ بسبب اضافہ کا طرف کل ممکنات کی زندہ ہے علم میں فقط سلب مادہ کا ہے اور حیوۃ میں سلب ہوتا ہے

عن المادۃ ویضاف الی الموجودات حتی یصح الحیوۃ والعنایۃ ہی ان یوجد کل شئی علی

اوس سے مادہ اور اضافہ ہوتی ہے اوسکو طرف موجودات ممکنات کی تاکہ صحیح ہووی حیوۃ عنایۃ خدا کی یہ ہے کہ وہ پیدا کری

ابلغ ما یمکن فیہ من النظام وہذہ الموجودات کلہا صادرۃ عن ذاتہ وہی مقتضی ذاتہ فہی غیر

ہر چیز کو ہر وجہ کامل تر سے کہ جو ممکن ہے نظام عالم میں اور کل موجودات صادر ہیں اوسکی ذات سے اقتضاء ہی اوسکے ذات کا

منافیۃ لہ ولانہ یعشق ذاتہ فہذہ الاشیاء کلہا مرادۃ لاجل ذاتہ فکونہا مرادۃ لہ لیس ہو لاجل

اور غیر منافی ہیں اوسکی اور وہ عاشق ہے اپنی ذات کا پس یہ اشیاء مراد ہیں اوسکی ذات کے نہیں ہیں مراد اوسکی بسبب

غرض بل لاجل ذات ولانہا مقتضی ذاتہ فلیس یرید ہذہ الموجودات الا انہا لاجل ذاتہ

کسی غرض کے بلکہ بسبب ذات کے اور مقتضاء ہیں اوسکی ذات کے پس وہ خدا ان موجودات کو واسطے اپنی ذات کے ارادہ کرتا

ولانہا مقتضی ذاتہ مثلا لو کنت تعشق شیئا لکان جمیع ما یصدر عنہ معشوقا لک لاجل ذلک

کہ یہ مقتضا ہیں اوسکی ذات کے مثلا جو تو کسی پر عاشق جو چیز اوس سے صادر ہو وہ معشوق تیری ہوگی بسبب اوس معشوق کے

الشئ ونحن انما نرید الشئ لاجل شہوۃ او للذۃ لا لاجل ذات الشئ المراد وواجب الوجود

اور ہم ارادہ کسی چیز کا بسبب شہوۃ ولذت کے کرتے ہیں نہ بسبب ذات اوس چیز کے اور خدا تعالی جیسا کہ واجب الوجود

بذاتہ واجب من جمیع جہاتہ فان حدث فیہ غرض فلا یکون من جہۃ انفعالہ عن الغرض

بذاتہ واجب ہے ہمہ وجوہ اگر اوسمیں کوئی غرض پیدا ہووی پس وہ بسبب متاثر ہونے اس غرض سے واجب الوجود

واجب الوجود بذاتہ فاذن یجب ان یکون ارادتہ علمہ ان الباری الاول اذا تمثل تبع

بذاتہ نہوگا پس واجب ہوا کہ ارادہ اوسکا اوسکے عین علم کا ہووے خدا کی ذات میں جب کسی چیز کا صورت آوی

ذلک التمثل الوجود کما نحن اذا تمثلنا تبعہ الشوق واذا اشتقنا تبعہ لتحصیل الشئ حرکۃ

اوسی وقت یہ چیز موجود ہوتی ہے جیسا کہ جب ہماری میں کسی چیز کی صورت آتی شوق پیدا ہوتا ہے اور جب ہمکو

الاعضاء فاعلم ان القدرۃ ہی ان یکون الفعل متعلقا بالمشیئۃ من غیر ان یعتبر معہا شئ

شوق ہوا واسطے حاصل کرنے اس چیز کے اعضا کو حرکت ہوتی ہے قدرۃ یہ ہے کہ جو فعل متعلق ساتھ ارادہ کے بدون اسکے کہ معتبر ہو

آخر والقدرۃ فیہ تعالی علمہ فانہ اذا علم وتمثل فقد وجب وجود الشئ والقدرۃ فینا المبدأ

ساتھ اوسکے اور چیز اور قدرۃ خدا کی علم خدا کا ہے جب اوسنے کسی چیز کو اوسیدم اوسکا وجود ہوا اور ہم میں قدرۃ مبدا حرکۃ دہندہ آ

اور ہم میں قدرۃ مبداء حرکۃ وتبدیدہ ہے قوۃ ماتھیم ہو قدرۃ نہیں اور قدرۃ خدا کی امکان سے پاک ہے قدرۃ خدا کی

وہی صدور الفعل عنہ بارادۃ فحسب ولیس قدرتہ مثل القدرۃ فینا ہی بعینہا القوۃ

مانند قدرۃ ممکنات کی نہیں ہے قدرت ممکنات میں قوۃ وامکان اور قدرۃ خدا میں فعلیۃ ہے امکان سے پاک ہے

وہی فیہ الفعل فقط فانہ ان لم یتنبہ علی ہذا الوجہ کان فیہ امکان و واجب الوجود منزہ

اگر ایسا نہو تو اوسمین امکان ہوگا اور وہ امکان سے بالکل پاک ہے اور ایسا ہی اگر قدرۃ اوسکی عین اوسکے ارادہ اور اوسکے علم کا نہو تو

عن ذلک وکذلک ان لم یتنبہ ان قدرتہ ہی بعینہا ارادتہ وعلمہ کان فی صفاتہ نقص

اوسکی صفات میں نقصان لازم آویگا پس مرجع اوسکی قدرۃ کا اوسکا علم ہے جیسا کہ مرجع

فیجب ان یکون مرجعہا الی العلم کما کان مرجع ارادتہ الی علمہ والارادۃ فینا تابعۃ

اوسکے ارادہ کا اوسکا علم ہے اور ارادہ ہمارا تابع غرض کا ہے اور خدا کو

لغرض وہو لم یکن فیہ لغرض البتۃ غیر ذاتہ والارادۃ فینا تختلف لان الاغراض فینا

کوئی غرض سوای اپنی ذات کے نہیں اور ارادہ ہمارا بسبب اختلاف اغراض کے مختلف ہوتا ہے پس قدرۃ خدا کی

تخالف فالقدرۃ فیہ تعالی مخالفۃ لقدرتنا فانہا فیہ بغیر امکان وفینا بامکان وارادۃ

مخالف ہماری قدرۃ کے ہے قدرۃ خدا میں امکان نہیں اور ہماری قدرۃ میں امکان ہے اور ہم میں ارادہ شے کا

الشی فینا غیر تحصیلہ فان ارادۃ الشی بالحقیقۃ لصورۃ لنا لیس نفس ارادتنا لہ تحصیلہ لکنا

غیر تحصیل شے کا ہے جب کسی شے کی صورت ہماری ذہن میں آتی ہے ہم اوسکا ارادہ کرتے ہیں اور یہہ ارادہ

بعد ذلک نرید تحصیلہ والجمہور غافلون عن ذلک الارادۃ فینا لاتکون لذاتنا بل خارجۃ

نفس تحصیل کا نہیں لاکن ہم بعد اسکے ارادہ اوسکے تحصیل کا کرتے ہیں عوام اس نکتہ سے غافل ہیں ارادہ ہم میں بسبب ہماری ذات کے

عنا واردۃ علینا من خارج وکذلک جمیع افعالنا لاتکون لنا لذواتنا فجمیع مایکون لنا

نہیں بلکہ خارج ہے ہماری ذات سے خارج سے آیا ہے اور ایسے ہی جملہ افعال ہماری بسبب ہماری ذات کے نہیں پس ارادہ و علم و حرکۃ

من ارادۃ ومشیۃ وفعل وادراک عقلی وحرکۃ یکون بالقوۃ لا بالفعل ولا بدان

ہماری سب بالقوہ ہیں بالفعل نہیں کسی سبب کے طرف محتاج ہیں کہ جو انکو قوۃ سے طرف فعل کی نکالی اور ہم میں

یحتاج الی سبب معین مخصص یخرج احد الطرفین الی الفعل ونحن اذا اردنا شیئا

ارادہ بعد تصور کرنے کسی چیز مناسب کے ہوتا ہے پس ہمکو لذت آتی ہے اس تصور سے

فانما یکون لنا ذلک الارادة بعد ان نتصور الشئ الملائم لنا فننفعل عنه ای نلتذ به فینبعث منا

پس پیدا ہوتا ہے دوسرا ارادہ واسطے تحصیل اس چیز کے پس ہمارا ارادہ خارج سے آتا ہے

ارادة اخری لتحصیله فیکون الارادة واردة علینا من خارج فیکون لها سبب وارادة الباری

اور اوسکا کوئی سبب ہے اور خدا تعالی

تعالی لا یکون فیها سبب لانه لا ینفعل عن شئ ولا یکون له غرض فی شئ بل لا یکون فیه

کے ارادہ کا کوئی سبب نہیں کیونکہ وہ متاثر کسی چیز سے نہیں اور نہ اوسکو کسی چیز کی غرض ہے بلکہ اوسمیں امکان ارادہ

امکان ارادة وامکان مشیة فرتب منتقدة واتهمت لجنة قال صاحب القبسات

مشیت کا نہیں یہاں تک ترجمہ کلام شیخ رئیس کا ہے صاحب قبسات نے کہا کہ برہان

ان البرهان القائم بالقسط ان کل ما هو کمال مطلق للموجود بما هو موجود من الصفات

قائم اسپر کہ جو کمال ہے واسطے موجود کے یعنی صفات حقیقیہ واجب ہے کہ یہ کمال ثابت ہو خدا کی

الحقیقیة فانه یجب فی مذهب العقل الصریح ان یثبت للقیوم الواجب بالذات

کو بذاتہ نہ بواسطے کسی چیز کے اور نہ زائد ہو بلکہ کمال اوسکے ذات پر پس اس برہان سے ثابت ہوا کہ ارادہ اور اختیار اوس

یجب بنفس ذاته الحقة فی مرتبة ذاته نا هض فی صفة الارادة والاختیار کما فی سائر

خدا کا اوسکی عین ذات ہو وے جیساکہ اور کمالات اوسکے عین ذات کے ہیں

الصفات والکمالات فیجب ان یکون صفة الارادة والاختیار الفعلیین فی ذاته الواجبة

من جمیع الجهات کما سائر صفات الکمال من غیر فرق والقیام الیس جمیع الحقائق بما لها

اسمیں کچھ فرق نہیں اور جمیع حقائق امکانیہ مع جملہ صفات

من الصفات والملکات من فرائض الحقیقة ولوافلها ای الکمالات الاولی والکمالات

و کمالات کے مخلوق ہیں خداتعالے کے مستند ہیں طرف اوسکے صنعت کی اور وجود کی پس وہ خداتعالے

الثانیة مخلوقة لله سبحانه مستندة الی صنعه وجوده وهیئوا فاصنعه فالله سبحانه

علم دیتا ہے عالموں کو اور قدرۃ قادرین کو اور ارادہ مریدین کو اور اختیار مختارین کو

هو الذی سبب العلم للعلماء والقدرة للقادرین والارادة لاولی الارادة والاختیار

المحاذين ومن المركوز في فطرة العقول انه لا يهب الكمال القاصر عنه ومن يجشم ان ينكر

ور ہر ایک بشر کی عقل میں منتقش ہے کہ جس چیز میں کوئی کمال نہ ہو وہ ہرگز غیر کو بھی کمال نہیں دے سکتا اور جو اسکا

ذلک فقد فارق الجبلة الانسانية وتخلع من الفطرة العقلية والغريزة الروحانية ومن

انکار کرے وہ نوع انسانی سے خارج ہے اور ظاہر ہے

المستبين ان كل من ليس الكمال اي كمال كان عين مرتبة ذاته فهو لا محالة قاصر عنه

کہ جو کمال اوسکے خدائی عین مرتبہ ذات میں نہیں پس وہ عاری ہے اس کمال سے اس مرتبہ میں پس واجب ہے کہ ارادہ

فاذن وجب ان يكون الارادة والاختيار عين مرتبة ذاته الاحدية الحقة سبحانه كما العلم

اور اختیار عین مرتبہ ذات خدا تعالی کا ہو وے جیسا کہ علم اور قدرۃ

والقدرة وسائر جهات رتبته الحقيقية وكمالات الوجود والى ذلك يشير قوله عز من قائل في

وغیرہ صفات کمالات اوسکے عین ذات کے ہیں اور قرآن شریف میں قول خدا تعالی کا

التنزيل الكريم والقرآن الحكيم وفوق كل ذي علم عليم اذ يجب ان يكون العلم بحسب ذاته غير

وفوق کل ذی علم علیم استطراف اشارہ کرتا ہے علیم وہ ہے کہ جسکا علم عین ذات کا ہووے اور ذی علم وہ ہے

ذي علم زائد على ذاته حتى يصدق انه فوق كل ذي علم على العموم الاستغراقي ومن المنصرح

کہ اوسکا علم اوسکے ذات پر زائد ہو خدا تعالی نے اپنی آپ کو علیم کہا ہے اور اپنے غیر کو ذی علم کہا اور مناط اسکا

ان مناط ذلك مطلق الحيثية الكمالية لا خصوصية حيثية العلم انتهى كلامه بعبارته والاخوان

مطلق حیثیت کمالیہ ہے نہ خصوصیت حیثیت علم کے تمام ہوا کلام اوسکا اور اہل سنت

في العلم القائمون بالقسط من اهل السنة الذين اوتي لهم نصيب ما من الفطانة وخلاق

وجماعت کے جو بڑی عالم ہیں اور اونکو فطانت و ذکاوۃ سے نصیب ہے وہ اسکا

من الدراية جنحوا الى هذا الطريق السديد واذوا الى ذلك الركن الرشيد قال الفاضل

وا ہیں کہ صفات خدا تعالی کے عین ذات کے ہیں تغایر اعتباری ہے قاضی فاضل

الميبذي من عظماء اهل السنة في الفواتح صوفيه صافيه كثرهم الله تعالى ميگويند چنانچه

میبذی اکابر اہل سنت نے اپنی کتاب فواتح میں کہا ہے

كنه ذات حق معلوم نيست كنه صفات او هم معلوم نيست ليكن چون اشعه صفات

بر ماهیت انسان تا بپایه ادراک آن بوجهی مستند به می توان کرد و وجوب وجود که انسان

را نیست در فهم آن قاصر است و امهات صفات حیوة و علم و قدرة و ارادة و قدرة و

سمع و بصر و کلام است و امام الائمه نزد جمعی حیوة است و مولانا کمال الدین عبد الرزاق

اول نظر او بآنست که حیوة شرط علم است و نظر ثانی بآنکه علم اشرف از حیوة است و صفات

حق تعالی عین ذات است باتفاق صوفیه و حکما و متکلمان امامیه و جمعی از معتزله یعنی

مترتب میشود بر مجرد ذات او تعالی آنچه مترتب میشود بر ذات ممکن با صفة مثلا ذات

تو کافی نیست در انکشاف اشیا بر تو و تا صفة علم که مبدأ انکشافست بتو قائم نباشد

انکشاف حاصل نشود بخلاف ذات خدا که او در انکشاف اشیا محتاج نیست بصفتی که

قائم باشد باو بلکه ذات او مبدأ انکشاف است و این هر دو متحد اند در حقیقة و متغایر اند

در مفهوم و مرجع این سخن نفی صفات است بحصول نتایج و ثمرات آنها بر ذات تنها و

اشاره باین است آنچه مرتضی علی رضی الله عنه فرمود کمال التوحید نفی الصفات عنه و

فی بعض الروایة کمال الاخلاص و توهم نکنی که برین تقدیر نتوان گفت خدا عالم است چه مراد

از عالم ذوات نیست که اشیا بهر او منکشف باشند خواه مبدأ انکشاف ذات باشد یا صفتی

زائد بر ذات و درین مسلک چنانچه میتوان گفت صفات عین ذات ست میتوان

گفت غیر ذات ست باعتبار مفهوم و میتوان گفت که نه عین ذات ست و نه غیر ذات انتهی کلامه

اقول ومن المتجلی لمن دمض علی بصیرته البرق العلمی ان غیریة الصفات عن الذات الحقة

القیومیة سبحانه باعتبار المفهوم لیس مما یتنازع فیه نزاعا حقیقیا وانما النزاع المستمر والخلاف

المستقر فی غیریة الصفات عن الذات الواجبة القیومیة باعتبار الحقیقة وحقیقة

الذات وجماعة من المتکلمین وحزب من الملیین قالوا بهذا التغایر الحقیقی بین

الصفات وذات واجب الوجود فلا یصح علی مسلک هولاء المتکلمة المتعسفة

کما ان الصفات عین ذاته تعالی باعتبار حصول النتائج والثمرات علی الذات کذلک هی

غیر ذاته تعالی باعتبار المفهوم وقال العلامة الزبیری الاسدی مولانا محمد رضا

اور علامہ زبیری اسدی ۔ مولانا محمد رضا مشہدی

المشهدی من اجدادنا الکرام فی حاشیة رسالة اثبات الواجب ان الافکار الصحیحة

کہ اس بندہ کے اجداد کرام سے ہیں حاشیہ رسالہ اثبات واجب میں کہتے ہیں کہ افکار صحیحہ

والانظار السلیمة یدعوننا رغبا ورهبا الی ان صفاته تعالی عین ذاته ولم یتبین لی العهد

وانظار سلیمہ ہمکو بلاتی ہیں رغبت سے اور خوف سے طرف اسکی کہ صفات خدا کے عین اوسکی ذات کے ہیں اور خوف

لا من البرهان العقلي ولا من الكلام الالهي والوحي السماوي ان صفاته تعالى زائدة على

نہ ظاہر ہوا مجکو دلیل عقلی اور کلام الٰہی اور وحی آسمانی سے کہ صفات اوسکے زائد ہیں اوسکی ذات پر جیسا کہ

ذاته كما زعم قوم تسلط عليهم اوهامهم وضلت افهامهم وان جرنا حرص الى التقليد

گمان کیا ایک گروہ نے بسبب غلبہ وہم کے اگر حرص ہمکو طرف تقلید اسلاف کی کھینچے تو کافی ہمکو

الاسلاف كفانا ما قال صفوة الاصفياء وامام الاولياء آخر خلافة خاتم الانبياء علي ابن

جو کہا برگزیدہ اصفیا نے اور امام اولیا نے اور خاتم خلافۃ خاتم انبیا نے وہ علی علیہ السلام ہے

ابيطالب عليه السلام ان كمال التوحيد نفي الصفات عنه ونحن الموحدون نفينا

کہا اوسنے کہ کمال توحید کا یہہ ہے کہ نفی صفات کی خدا سے کرے اور ہم موحد ہیں نفی صفات کی

الصفات عنه وآمنا بانه سبحانه صفته انتهت عبارته نور الله تربته وقال المحقق

اوس سے کرتے ہیں اور ایمان ہمارا یہہ ہے کہ صفت اوسکی عین ذات کی ہے تمام ہوا کلام اوسکا روشن ہو قبر اوسکی اور محقق دوانی

الدوانی من سادة اهل السنة في شرح الهياكل ان الصفات الكمالية عين ذاته تعالى

کہ سرداران اہل سنت سے ہے شرح ہیاکل میں کہتا ہے کہ صفات کمالیہ خدا کی عین اوسکے ذات کے ہیں

بمعنى انه من حيث انه سبب لانكشاف الاشياء عليه علم ومن حيث انه مبدأ

بایں معنی کہ وہ خدا بایں حیثیت کہ مبدا انکشاف اشیا کا ہے علم ہے و بایں حیثیت کہ ممکنات میں موثر ہے

للتاثير في الممكنات قدرة ومن حيث انه مخصص لاحد طرفي الممكن ارادة وهكذا في

قدرۃ ہے و بایں حیثیت کہ ہر دو طرف ممکن سے ایک کو خاص کر لیتا ہے ارادہ ہے اور اسیطرح جملہ صفات

جميع الصفات وتفصيله ان الآثار المترتبة على الصفات الكمالية في حق غيره تعالى

اوسکے تفصیل اسکی یہہ ہے کہ جو ممکنات میں آثار مترتب صفات کمالیہ پر ہوتے ہیں یہہ آثار خدا کی ذات پر

مترتبة في حقه تعالى على الذات البحت فان العلم فينا صفة زائدة على ذواتنا

مترتب ہوتے ہیں علم ہم میں ایک صفت زائدہ ہے کہ جسکے سبب سے انکشاف

مستلزمة لانكشاف الاشياء فهي صفة حقيقية ذات اضافة وكذا القدرة والارادة

اشیا کا ہوتا ہے اس صفت کو اضافہ لازم ہے اور ایسا ہی قدرۃ اور ارادہ ہمارا

وغيرها والحاصل في حقه تعالى هو تلك الاضافات بدون تلك الصفات وهذا الكمل

اور خدا تعالی میں یہہ اضافات بدون صفات کے حاصل ہیں اور جسکی ذات پر آثار صفات کمالیہ کے مترتب ہوں

اعلیٰ فان المحتاج فی انکشاف الاشیا الی امر مغایر فذاتہ ناقص بالذات مستکمل بالغیر
دوانی ہے کیونکہ جو محتاج ہووے انکشاف اشیا کی طرف غیر کی وہ بذاتہ ناقص ہے بہ سبب غیر کے کامل اور صفات

وصفاتہ تعالیٰ ترجع الی اضافات محضۃ انتہی کلامہ وقال العلامۃ الکاتبی من اعاظم
خدا تعالیٰ کی رجوع کرتی ہیں طرف اضافات کی فقط تمام ہوا ترجمہ کلام محقق دوانی کا

اہل السنۃ فی حکمۃ العین والواجب بذاتہ عالم بذاتہ لحضور ذاتہ ویعلم الاشیا بذاتہ التی

ہی مبدا التفاصیل الاشیا فیکون عندہ امر بسیط ہو مبدا التفاصیلہا ولا یفتقر فی

ذاتہ صفۃ والا لکان فاعلا لہا وقابلا وہو محال وواجب من جمیع جہاتہ ای ذاتہ کافیۃ

فی حصول جمیع مالہ من الصفات وجودیۃ کانت او عدمیۃ والا لتوقف حالۃ من احوالہ

علی غیرہ وذاتہ المعینۃ تتوقف علی تلک الحالۃ فتکون متوقفۃ علی الغیر فیکون ممکنا

لذاتہ انتہی کلامہ والسید الزاہد من اہل السنۃ العظما راغ الی منہج الحکما والعرفا قال
اور میر زاہد کہ بزرگان اہل سنت سے ہے وہ بھی طرف مسلک حکما و عرفا کی جھکا

الشیخ الرئیس فی اثبات ان النفس الناطقۃ تعلم ذاتہا بذاتہا لا بامر اخر غیر ذاتہا قال
شیخ رئیس نے ثابت کیا کہ نفس ناطقہ اپنی ذات کو بذات خود جانتا ہے نہ بواسطہ چیز دوسری کے کہا اوسنے

فی التعلیقات ان وجد اثر من ذاتی فی ذاتی کنت ادرک ذاتی کما ادرک شیئا
تعلیقات میں اگر میری ذات کی صورت میری ذات میں حاصل ہووے تو ادراک ہمکو اپنی ذات مانند ادراک دیگر

اخر بان یوجد منہ اثر فی ذاتی ولکن لیس لوجود الاثر الذی ادرکت منہ ذاتی تاثیر فی ادراکی
اشیا کا ہوگا کہ وقت ادراک اوسکے صورت ہم اپنی ذات میں پاتی ہیں مگر ہم وقت ادراک اپنی ذات کے کوئی اور چیز نہیں پاتے

لذاتی الا لسبب وجودی لی فاذا کان وجودی بالی لم تحتج فی ادراکی لذاتی الی ان یوجد اثر
اور ادراک ہمکو اپنی ذات کا بسبب حاضر ہونے ذات کے آگے ذات ہماری کے پس جب ذات ہماری ہماری ذات کے آگے حاضر ہو تو

اخص فی سوی ذاتی انتہی کلامه قال ہذا السید فی شرح الرسالة بعد نقل کلام الشیخ حاصله

اب ہم دلت ادراک ذات خود بطرف حصول صورت کی محتاج نہیں۔ سید نے شرح رسالہ میں بعد نقل کرنے کلام شیخ کے کہا حاصل اسکا

ان التعقل ہو وجود الشیء وحصوله للذات المجردة فالمجردات لما کان وجودہا لانفسہا

یہ ہے کہ تعقل حصول و وجود شے کا ہے ذات مجردہ کو پس جبکہ ہوا وجود مجردات کا لانفسہا تعقل اونکو بذواتہا ہوگا پس تعقل

یکون تعقلہا ایضا بذواتہا لان تعقلہا بالمعنی المصدری ہو عین وجودہا لہا وتعقلہا بالمعنی

یعنے مصدر سادہ وجود اونکا ہے اونکو اور تعقل بمعنے حاصر نزدیک مدرک کے سادہ عین

الحاصل عند المدرک ہو عین ذواتہا المجردة ومما ینبغی ان یعلم ان لیس بین العاقل و

اونکی ذات مجردہ کا ہے اور جاننا چاہیے کہ عاقل ومعقول میں ہرگز تغایر نہیں

المعقول ہہنا تغایر لا حقیقة ولا اعتبارا اذ لیس ہہنا حیثیة تقییدیة موجبة للتکثر

نہ تغایر حقیقی ونہ تغایر اعتباری اور نہ یہاں حیثیت تقییدیہ موجب تکثر کی ہے

ومن ذہب الی ذلک فقد اخطأ کیف والذات الماخوذة مع الحیثیة امر اعتباری

اور جسنے تغایر سمجھا باحیثیت موجب تکثر کے اوسنے خطا کی کیونکہ ذات ماخوذہ مع حیثیت کے امر اعتباری ہے

یعتبرہا العقل والعلم المتعلق بہا علم حصولی وقال فی الحاشیة توضیحه ان الذات

اور علم متعلق ساتھ ذات ماخوذہ مع حیثیت کے علم حصولی ہے۔ اور حاشیہ میں بیچ اوسکی توضیح کی کہ ذات مجردہ

المجردة الماخوذة مع الحیثیة موجودة فی الذہن ولیست موجودة فی الخارج وہذا ظاہر

ماخوذہ مع حیثیت کے موجود ذہنی ہے موجود خارجی نہیں پس علم اس ذات مجردہ کا

فیکون العلم بتلک الذات المجردة علما حصولیا اذ العلم بہا لا یکون الا بحصولہا فی

علم حصولی ہوگا کیونکہ علم اوسکا بسبب اوسکے حصول ذہنی کے

الذہن واعتبارہا مع تلک الحیثیة فان قلت العاقل ہو الہویة المجردة الحاضرة

اور مع اعتبار اس حیثیت کے ہے اگر کوئی کہے عاقل وہ ہے کہ جو ہویۃ مجردہ ہووے اور اوسکے

عندہا الہویة المجردة والمعقول ہو الہویة المجردة الحاضرة عند الہویة المجردة فیجب

آگے ہویۃ مجردہ حاضر ہو اور معقول ہویۃ مجردہ ہے حاضر نزدیک ہویۃ مجردہ کے پس تغایر

التغایر بینہما بالضرورة ولو بوجه قلت مہ ان التغایر بین مفہومیہما ثابت بالضرورة

بوجہ البتہ ضرور ہے جواب اسکا یہ ہے کہ تغایر انکے مفاہیم میں ضرور ہے اور یہ ہمارا مقصود

لکنہ بمعزل عن ذلک والمقصود ان مصداق العاقل والمعقول فیما نحن فیہ ہو الہویۃ المجردۃ

مقصود ہمارا یہہ ہے کہ جب مجرد اپنی ذات کو جانے مصداق عاقل و معقول کا ہویۃ مجردہ بدون حیثیۃ تقییدیۃ

من غیر ان یوخذ معہا حیثیۃ تقییدیۃ موجبۃ للتکثر ای بالفعل لہ العاقل ہہنا ہو بعینہ بالفعل

کے ہوگی یہہ حیثیۃ موجب تکثر کی جسکو یہاں عاقل کہتے ہیں وہی بعینہ معقول ہے

لہ المعقول وان الامر فیما نحن فیہ لیس کما فی المعالج والمعالج حیث یوخذ فی الاول حیثیۃ

یہاں علاج کنندہ اور علاج پذیر نہ جیسا حال ہے علاج کنندہ میں قوۃ فعلیۃ ماخوذ ہے اور علاج پذیرندہ میں قوۃ

القوۃ الفعلیۃ وفی الثانی حیثیۃ القوۃ الانفعالیۃ فالعاقل والمعقول والعقل بمعنی الحاضر

انفعالیہ پس جب مجرد نے اپنی ذات کو جانا عاقل و معقول و عقل واحد ہیں وہ ایک ذات مجردہ ہے

عند الذات المجردۃ ہہنا امر واحد ولیس بینہا تغایر اصلا ولو بالاعتبار نعم یصح ان یق

وہی عقل و عاقل و معقول ہے تغایر اعتباری بھی نہیں البتہ صحیح ہے یہہ کہا جاوے

ان تلک الہویۃ المجردۃ من حیث انہا عاقلۃ ای مع وصف العاقلۃ مغایرۃ لہا من

کہ یہہ ہویہ مجردہ باین حیثیۃ کہ عاقلہ ہے مغایر ہے ہویۃ مجردہ کے باین حیثیۃ کہ وہ معقولہ ہے ہم اسکی نفی

حیث انہا معقولۃ ای مع وصف المعقولیۃ لکن کلامنا لیس فی نفیہ وبتحقیقنا ہذا ظہر

کرتے ہیں تغایر مفہوم میں ہے مصداق ہر دو کا ایک ہے اور اس ہماری تحقیق سے ظاہر ہوا کہ علم حضوری

ان اتحاد العلم والمعلوم فی العلم الحضوری مطلقا کذلک واتحادہما فی العلم الحصولی حیث

میں علم و معلوم میں مطلق اتحاد ہے اور علم حصولی میں اسطور پر اتحاد ہے کہ ماہیۃ

کان العلم فیہ الماہیۃ من حیث انہا مکتنفۃ بالعوارض الذہنیۃ والمعلوم فیہ مع قطع النظر

بحیثیۃ اکتناف عوارض ذہنیہ کے علم ہے اور جب قطع نظر اس حیثیۃ سے کی معلوم ہے

عن تلک الحیثیۃ وما سبق الی بعض الاذہان ان العلم فی العلم الحصولی مجموع العارض

اور فاضل مرزاجان نے کہا کہ علم حصولی مجموعہ عارض و معروض کا ہے

والمعروض والمعلوم ہو المعروض فقط فلیس بشیء وبہذا التحقیق یظہر ان ما اشتہر

اور معلوم فقط معروض ہے یہہ قول اوسکا ہیچ ہے و نیز اس ہماری تحقیق سے ظاہر ہوا کہ یہہ جو مشہور ہے

عندہم ان علم النفس بصفاتہا علم حضوری لیس علی الاطلاق بل المراد من الصفات

نفس کو اپنی صفات کا علم حضوری ہے یہاں مراد صفات سے

الصفات الثبوتية دون الاعم منها ومن الصفات الاضافية والسلبية وبه يظهر ايضا

صفات ثبوتیہ ہیں مطلق صفات سلبیہ واضافیہ مراد نہیں — وہ نیز ظاہر ہوا کہ یہہ جو کہتے

ان معنى عينية صفات الواجب له ان هناك اتحادا محضا وان الحيثية في قولهم ذاته

ہیں کہ صفات واجب الوجود کی عین اوسکی ذات کے ہیں یہاں انکی وحدت محض ہے اور یہہ جو کہتے ہیں کہ ذات خدا کی

تعالى من حيث انه مبدأ الانكشاف علم ومن حيث انه مبدأ الآثار قدرة هي الحيثية المتأخرة

بایں حیثیت کہ مبدأ انکشاف کا ہے علم ہے وبایں حیثیت کہ مبدأ آثار کا ہے قدرة ہے یہاں حیثیت متأخر ہے

عن اعتبار مفهوم العلم والقدرة لا الحيثية المتقدمة على صدقهما حتى يثبت الكثرة فيه بوجه ما

اعتبار مفہوم علم وقدرة سے حیثیت متقدم صدق پر نہیں تاکہ کثرت بوجہ ما ثابت ہووے تمام ہوا کلام سید زاہد کا

انتهى كلامه بعبارته وقال الفاضل قاضي مبارك في حاشية شرح السلم والحق

اور قاضی مبارک نے اپنی شرح سلم کے حاشیہ میں کہا کہ حق یہہ ہے کہ عقول ہماری

ان عقولنا نورانية من حيث التجرد وبها ينكشف الاشياء عند وجودها لها بالانطباع

نورانی ہیں اور مجرد ہیں بلحاظ حیثیت تجرد کے اشیاء جو منکشف ہوتی ہیں بالانطباع

كما انها منكشفة عنده سبحانه لوجودها له عز اسمه بالمعلومية فمناط انكشاف الاشياء

جیسا کہ یہہ اشیا منکشف ہوتی ہیں نزدیک خدا کے بمعلومیہ کیونکہ وجود ان اشیا کا واسطے خدا کی تحت وتصرف میں ہے

في الواجب تعالى والممكن نفس وجود العالم النوراني لا غير فعلمه تعالى لذاته ولغيره نفس

پس مناط انکشاف کا واجب تعالی اور ممکن میں نفس وجود انکے نورانی کا ہے نہ کوئی اور پس خدا اپنی ذات کو اور غیر کو بذاتہ جانتا ہے

ذاته تعالى وهو وجود بحت ونور حق وعلم الممكن لذاته ولغيره هو وجوده النوري من حيث

وہ وجود صرف اور نور حق ہے اور ممکن کو اپنی ذات کا اور غیر کا علم بسبب اوسکے وجود نوری کے ہے بایں حیثیت

استناده اليه تعالى انتهى كلامه فتفكر وقال بحر العلوم في حاشيته على الحاشية الزاهدية

کہ استناد اس وجود کی ہے طرف خدا کی تمام ہوا کلام اوسکا شرح مواقف پر جو میر زاہد کا حاشیہ ہے اور بحر العلوم نے اپنی

لشرح المواقف والمحققون من المتأخرين قالوا ان صفاته تعالى عين ذاته وقال

حاشیہ میں کہا کہ اہل تحقیق متأخرین سے یہہ کہتے ہیں کہ صفات خدا تعالی کے عین ذات کے ہیں

ايضا هذا البحر في حاشيته على الشرح الزاهدي للرسالة ان قوله وبه يظهر ايضا ان معنى

معتبرة في مصداق الصفات فالذات في كونها قادرا وعالما يحتاج الى هذه الحيثية المغايرة

للذات فيلزم استكماله تعالى بالغير تعالى عنه انتهى كلامه والزاعمون بزيادة الصفات

اور جو اشخاص صفات خدا کو اوسکی ذات پر

على جاعل الموجودات قالوا قولا رجما بالغيب فتاهوا في تيه الريب لم ياتوا عليه

زائد کہتے ہیں یہہ قول اونکا ایک غیب کا پتھر ہے حیران ہیں وہ جنگل شک میں کوئی اونکے قول پر

بالسلطان وما اقاموا عليه البرهان لا من العقل ولا من الخبر والقران بل انسجوا في هذا البيان من

دلیل محکم ہرگز نہیں نہ دلیل عقلی ہے نہ نقلی کہیں قران وحدیث سے ثابت نہیں ہوتا کہ صفات خدا کے ذات خدا پر زائد

سبيل الوهم والحسبان فاتبعهم زمر البلهاء والصبيان واصغى اليهم من اذنا قلبه غشاوات

ہیں اسے وہم وگمان سے اونہوں نے یہہ بات کہی کم عقلوں نے اونکی پیروی کی

والعروة الوثقى عند قرائحهم الخالية عن الذكاء والنهى ان العلم لو كان نفس الذات والقدرة

دلیل محکم اونکی اپنی مطلب پر یہہ ہے اس علم خدا کا عین اوسکی ذات کا ہو تو اوسکی قدرة بہی اوسکی عین

ايضا نفسها لكان العلم نفس القدرة فكان المفهوم من العلم والقدرة امرا واحدا وهو باطل

ذات کی ہو گی پس علم نفس قدرة کا ہوگا پس مفہوم علم وقدرة کا ایک ہوگا اور یہہ باطل ہے

وانت تعلم ان القدرة عند الحكماء في حق الواجب تعالى عين علمه وانما الاختلاف بالحيثيات

کیونکہ اونکا مفہوم جدا جدا ہے جواب اسکا یہہ ہے کہ قدرة خدا کی عین اوسکے علم کا ہے جیسا کہ گذرا اختلاف انکا بلحاظ حیثیة

والاعتبارات لا بالذات وقد اورد على هذا الدليل صاحب المواقف وغيرهم ان هذا

واعتبار کے ہے اختلاف بالذات نہیں ہے اور صاحب مواقف وغیرہ نے اس دلیل پر یہہ اعتراض کیا کہ اس بیان تغایر مفہوم

البيان يدل على تغاير مفهومي العلم والقدرة لا على تغاير حقيقتهما وتغايرهما لها وقد

علم وقدرة میں ثابت ہوتا ہے اور یہہ اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ علم کی حقیقة جدا ہے قدرة سے یا علم وقدرة جدا

يتشبثون بتشبثور السخافة ويتجحون بانف السفاهة ان مفهوم كونه تعالى عالما وحيا

اور کبھی یہہ لوگ [illegible] سے لیوں لگاتے ہیں اور ناک بیوقوفی سے لیوں لگاتے ہیں کہ مفہوم علم وحیوة وقدرة خدا کا عین

وفاذ الوكان نفس ذاته لم حملها على ذاته وكان قولنا الله عالم بمنزلة قولنا الله الله

اوسکی ذات کا پوری پیمانہ ہے حمل اسکا اوسپر قول ہمارا خدا عالم ہے اسکا یہہ معنے ہوگا خدا خدا ہے

بمثابة حمل الشئ على نفسه واللازم باطل فكذا الملزوم وفيه نظر من وجوه لان الحمل

جیساکہ حمل شئے کا اپنی ذات پر ہوتا ہے اور بطلان لازم کا مستلزم ہے بطلان ملزوم کا اور اسپر کئی وجہ سے اعتراض ہے اول یہہ کہ حمل

الاولى على انحاء بعض منها مفيد وبعضها غير مفيد بل قد يكون الحمل الاولى نظريا

اولی چند قسم ہے بعض قسم مفید ہے اور بعض غیر مفید بلکہ کبھی حمل اولی نظری بھی ہوتا ہے

ايضا كما تقرر في موضعه ولان هذا البيان انما يفيد زيادة هذه المفهومات على مفهوم

جیساکہ کتب قوم میں مذکور ہے دوم یہہ کہ اس دلیل سے زیادتی مفہوم علم وغیرہ کی اوسکی ذات پر ثابت ہوتی ہے

الذات ولا نزاع فيه بل النزاع فيما صدق عليه هذه المفهومات ولا شك انه نفس

اسمیں نزاع نہیں نزاع ان مفہومات کے مصداق میں ہے مصداق ان سب کا واحد ہے بلا شک ذات خدا تعالی کی

ذاته مبدأ الانكشاف ومبدأ الايجاد والدراك الفعال ويلوح على مسلك الحكماء

بذاتہ مبدا انکشاف ومبدا ایجاد کا ہے اور دانا وکردگار ہے اور اسپر طریقہ حکما پر

آثار رضوان السيد الشريف حيث قال في شرح المواقف فان قلت كيف يتصور

یہہ سید شریف راضی ہوا کہا اوسنے شرح مواقف میں اگر کوئی کہے صفۃ عین ذات کا نہیں ہوسکتے

كون صفة الشئ عين حقيقته مع ان مفهوميهما متغاير لصاحبه بالوجدان قلت ليس معنى

کیونکہ صفت وموصوف تغایر ضرور ہے جواب اوسکا یہہ ہے معنے کلام حکماء کے یہہ نہیں

كلامهم ان هناك ذاتا وله صفة وهما متحدان حقيقة كما زعم بل معناه ان ذاته تعالى

کہ خدا کی ذات ہے اور اوسکو صفت ثابت ہے یہہ ہردو متحد ہوگئے بلکہ معنی اون کی کلام کے یہہ ہے کہ اوسکے فقط

يترتب عليها ما يترتب على ذات وصفة معا مثلا ذاتك ليست كافية في انكشاف

ذات پر وہ آثار مترتب ہوجاتے ہوں کہ جو ممکن کی ذات وصفۃ پر مثلا ذات زید کی انکشاف اشیاء میں کافی نہیں جب تک

الاشياء عليك بل انك تحتاج في ذاتك الى صفة العلم التي تقوم بك بخلاف ذاته

اوسمیں صفۃ علم کی کہ وہ صورۃ حاصلہ ہے یا حالہ ادراکیہ ہے قائم نہووی بخلاف ذات خدا تعالی کے

تعالى سبحانه فانه لا يحتاج في انكشاف الاشياء وظهورها عليه الى صفة تقوم به بل

کہ وہ انکشاف اشیاء میں کسی صفۃ زائدہ کے طرف محتاج نہیں بلکہ ذات اوسکی بذاتہ مبدا انکشاف کلی اشیاء کا ہے

المفہومات باسرہا منکشفۃ علیہ لاجل ذاتہ فذاتہ بہذا الاعتبار حقیقۃ العلم وکذا الحال

پس ذات اوسکی اس اعتبار سے علم ہے اور ایسا ہی حال قدرۃ کا ہے

فی القدرۃ فان ذاتہ تعالی موثرۃ بذاتہا لا بصفۃ زائدۃ علیہا کما ہی فی ذواتنا فہی بہذا

کہ ذات اوسکی خدا بذاتہا تاثیر کرنیوالی ہے نہ بسبب صفۃ زائدہ کے جیسا کہ ہم میں قدرۃ صفۃ زائدہ ہے پس ذات

الاعتبار حقیقۃ القدرۃ فالذات والصفات متحدۃ بالذات متغایرۃ بالاعتبار انتہی

خدا کی اس اعتبار کہ موثر بذاتہا ہے قدرۃ ہے پس ذات و صفۃ میں اتحاد بالذات ہے اور تغایر بالاعتبار یہاں تک ترجمہ

کلامہ وروی ان زندیقا قال لجعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی ابن ابیطالب

کلام سید شریف کا ہے اور مروی ہے کہ ایک زندیق نے حضرت امام جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابیطالب علیہم السلام

علیہم السلام انقول ان اللہ تعالی سمیع بصیر فقال علیہ السلام انہ سمیع بغیر جارحۃ

سے کہا کیا تو خدا کو بینا و شنوندہ کہتا ہے امام جعفر نے جواب دیا کہ وہ بینا و شنوندہ بدون آنکھ

بصیر بغیر آلۃ بل سمیع بنفسہ وبصیر بنفسہ ولیس قولی انہ سمیع بنفسہ انہ شئ والنفس

اور کان کے ہے اپنی ذات سے سنتا ہے اور اپنی ذات سے دیکھتا ہے اور یہہ جو میں کہتا ہوں کہ وہ بنفسہ شنوندہ ہے اسکا یہہ

شئ آخر ولکنی اوردت عبارۃ عن نفسی اذ کنت مسئولا وافہاما لک اذ کنت

معنی نہیں کہ خدا شے جدا ہے اور نفس اوسکا شے جدا ہے یہہ عبارت میں اپنی نفس سے تعبیر سمجھانے کو کہی ہے وہ خدا اپنی تمام

سائلا فاقول یسمع بکلہ لا ان کلہ لہ بعض ولکنی اردت افہامک والتعبیر عن نفسی

ذات سے سنتا ہے وہ ایسا تمام وکل نہیں کہ اوسکا کوئی جزو ہو لاکن میرا ارادہ تیری سمجھانیکا ہے حاصل میری کلام

ولیس فی مرجعی فی ذلک کلہ الا الی انہ السمیع البصیر بلا اختلاف الذات ولا

یہہ ہے کہ وہ شنوندہ وبینا بلا اختلاف ذات وبلا اختلاف معنے کے ہے تمام ہوا

اختلاف المعنی انتہی کلامہ المعلی وقال مولانا عطا رضا قدس سرہ من اماجدنا

کلام مبارک حضرت امام جعفر علیہ السلام کا اور مولانا عطا رضا قدس سرہ کہ جو بندہ کے اجداد

الکرام فی شجرۃ الانساب ان محمد بن عبد اللہ بن ہارون الزبیری قال سمعت

کرام سے ہیں وہ اپنی کتاب شجرۃ الانساب میں لکھتے ہیں کہ محمد بن عبد اللہ بن ہارون الزبیری نے کہا کہ میری وقت میں

بعض المعاصرین من العلما یقولون ان صفات اللہ تعالی زائدۃ علی ذاتہ

بعضے علما یہہ کہتے تھے کہ صفات خدا کی اوسکی ذات پر زائدہ ہیں

ومنهم من يقول لا عينه ولا غيره فسئلت عن محمد بن علي بن موسى بن جعفر بن

اور بعض یہ کہتے ہیں کہ نہ عین ہیں وہ نہ غیر پس اس مسئلہ میں سوال کیا میں نے امام محمد بن علی بن موسے بن جعفر بن

محمد بن علي بن الحسين بن علي ابن ابيطالب عليهم السلام فقال الله هو الله فهو

محمد بن علی بن حسین بن علی ابن ابیطالب علیہم السلام سے جواب دیا اونہوں نے خدا خدا ہے وہ خدا

كما هو الله هو العلم والقدرة والحيوة والارادة لا فاقة له الى شئ هو كمال مطلق فوق

جیسا کہ خدا ہے وہ بعینہ علم و قدرۃ و حیوۃ و ارادہ ہے اوسکو حاجۃ کسی شئے کی طرف نہیں وہ کمال مطلق ہے

الكمال كل كمال وخير هو سبحانه لنا افتقار الى صفات واردة علينا لانها ليست

بلکہ بالا ہر کمال پر ہے جو کمال و خیر ہے وہ خدا ہے ہمکو احتیاج ہے طرف صفات زائدہ کی کیونکہ صفات ہماری عین

انفسنا وليست منا الله الغني وانتم الفقراء اياك والظنون والاهواء انتهى

ذات کے نہیں اور نہ ہمسے صادر ہیں وہ خدا پاک ہے حاجت سے اور ہر ممکن محتاج ہے ای محمد بن عبد اللہ زبیری تو اپنی گمان ظنوں سے

كلامه البيضا وقال الشيخ فيه ان عمر بن مصعب بن عامر الزبيري قال سمعت ابا امى

بچا تمام ہوا کلام اوسکا و نیز مولانا علماء رضا نے اسی کتاب میں کہا کہ عمر بن مصعب بن عامر زبیری نے کہا کہ میں نے اپنی نانا سے

بن حسن المثنى بن حسن بن علي ابن ابيطالب عليهم السلام قال ان الله عز وجل كله

بن حسن مثنے بن حسن بن علی ابن ابیطالب علیہم السلام سے کہتے تھے وہ خدا تعالے کل و تمام

قدرة وكله علم وكله ارادة وكل كمال وجمال وبهاء وسناء فهو عينه انتهى كلامه رفع الله

قدرۃ اور کل و تمام علم ہے اور کل تمام ارادہ ہے اور جو کمال و جمال ہے وہ اوسکا عین ذات کا ہے تمام ہوا کلام ترجمہ ہوا

مقامه وروي عن امير المومنين وامام المسلمين علي ابن ابيطالب عليه السلام الحمد لله

مقام رضا کا اور حضرت امیر المومنین و امام المسلمین مرتضیٰ علی علیہ السلام سے مروی ہے کہا اونہوں نے ستائش اوس

الذي لا يبلغ مدحته القائلون ولا يحصي نعماءه العادون ولا يؤدي حقه المجتهدون

خدا کی کہ جسکی مدح کو گوندوں کا نہیں پہنچتی اور شمار کرنے والے اوسکے نعمت کو نہیں گن سکتے اور ادا اوسکے حق کو مجتہدین

الذي لا يدركه بعد الهمم ولا يناله غوص الفطن الذي ليس لصفته حد محدود ولا

نہیں ادا کر سکتے دوری ہمتوں کی اوسکو نہیں ادراک کرتے اور غوطہ دانا کی رسائی تک نہیں ہو سکتا اوسکی صفت کو حد

نعت موجود ولا وقت معدود ولا اجل ممدود فطر الخلائق بقدرته ونشر الرياح برحمته

اور سکو کوئی نعت ہی اور سکو کوئی وقت و عرصہ معین کیا گیا — پیدا کیا اوسنے خلق کو اپنی قدرت سے اور چلایا ہوا کو اپنی

ووتد بالصخور میدان ارضه اول الدين معرفته وكمال معرفته التصديق به وكمال التصديق

رحمت سے اور محکم کیا پتھروں سے میدان زمین کو

به توحيده وكمال توحيده الا [illegible]

اوسکی توحید ہے اور کمال توحید کا اخلاص اوسکا ہے اور کمال اخلاص کا یہہ ہے کہ نفی صفات کی اوس سے کری بدلیل اسکے

كل صفة انها غير الموصوف وشهادة كل موصوف انه غير الصفة فمن وصف

کہ ہر صفت غیر موصوف کی ہے اور ہر موصوف غیر صفت کا جسنے اوسکو صفت ثابت کی اوسنے اوسکو غیر سے ملایا جسنے اوسکو غیر سے ملایا

الله سبحانه فقد قرنه ومن قرنه فقد ثناه ومن ثناه فقد جزاه ومن جزاه فقد جهله

اوسنے اوسکو دو کیا — جسنے اوسکو دو کیا اوسنے اوسکے ٹکڑی کئی جسنے اوسکے ٹکڑی کئی اوسنے اوسکو

انتهى كلامه الشريف وقوله المنيف شعر كلام علي كلام علا ٭ وما قاله المرتضى

یہانتک تمام ہوا کلام شریف حضرت علی کا — کلام علی ہے کلام بلند — کہا جو علی کا وہ سب کو

مرتضى ٭ والى لا اظن مرتابا من اوتي لحظا من العلم والايمان وقسطا من الفهم

پسند — اور جس شخص کو خدا نے علم وایمان اور فہم وایقان عطا فرمایا وہ خوب جانتا ہے کہ اہل بیت ہی خزائن

والايقان في ان اهل بيت النبوة الذين هم خزنة اسرار المعرفة وحملة اسفار الولاية

اسرار معرفت — اور حاملان دفاتر ولایت کے ہیں جہاں

اولى للتمسك والاعتصام في مواضع مزال الاقدام ومواقع مضال الافهام منصوص

اختلافات موردی علماء اس اہل بیت نبی کے قول وفعل پر تمسک مناسب ہے جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل بیت

الوحي من سيد الانام عليه وعلى آله الصلوة والسلام اخرج احمد وابن جرير والحاكم في

کے حق میں بہت احادیث تعریف کی فرمائی ہیں — روایت کی ہے احمد وابن جریر نے اور حاکم نے مستدرک

المستدرك والطبراني في الكبير عن ابي ذر والبوبكر احمد بن عمر البزار عن عبد الله بن عباس

میں — اور طبرانی نے معجم کبیر میں ابی ذر رضی اللہ عنہ سے اور بزار نے عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ

وعبد الله ابن الزبير رضي الله عنهم قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مثل اهل بيتي

بن زبیر رضی اللہ عنہم سے — فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری اہل بیت

قوله اولى للتمسك اول ان یاردی من ائمة اہل بیت النبوة
من الرواة النطاة العترة فی المعاملات والعبادات
والاعتقادات اولی للتمسک والعمل ...
الرحمة والتعقد ... العترة المنشر ...

فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبہا نجا ومن تخلف عنہا ہلک وزاد الطبرانی ومثل باب

مانند کشتی حضرت نوح کی ہیں جو اوس پر سوار ہوا عذاب دارین سے بچا اور جو اوس سے بہا گا وہ موا اور طبرانی نے بہ کلمہ زیادہ کیا

حطۃ فی بنی اسرائیل واخرج مسلم عن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ قال قال رسول

مانند دروازہ حطہ بنی اسرائیل کے ہیں اور مسلم نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے فرمایا رسول اللہ

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا ایہا الناس انما انا بشر یوشک ان یاتینی رسول

صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے ای مسلمانوں میں ایک بندہ خدا کا ہوں عنقریب ہے موت میری ہیں

ربی فاجیب وانا تارک فیکم الثقلین اولہما کتاب اللہ فیہ الہدی والنور فخذوا

تمہاری پاس دو چیز بڑی رتبہ کی چھوڑتا ہوں ایک قرآن شریف کہ جسمیں ہدایت اور نور پس تم پیروی

بکتاب اللہ واستمسکوا بہ فحث علی کتاب اللہ ورغب فیہ ثم قال واہل بیتی

کرو قرآن کی اور لوگوں کو رغبت دی قرآن سے اور دوسری میری اہل بیت ہیں

اذکرکم اللہ فی اہل بیتی اذکرکم اللہ فی اہل بیتی اذکرکم اللہ فی اہل بیتی واخرج الحاکم والطبرانی

خدا کو یاد دلاتا ہوں اپنی اہل بیت میں یعنی خدا کی معرفت کا راستہ میری اہل بیت سے حاصل ہوتا ہے اور روایت کی

عن زید بن ارقم والترمذی عنہ وعن جابر وابن الانباری عن زید بن ثابت وابو یعلی

حاکم و طبرانی نے زید بن ارقم سے اور ترمذی نے اوس سے اور جابر رضی اللہ عنہ سے اور ابن انباری نے زید بن ثابت سے

والطبرانی فی الکبیر ومحمد بن محمد الباوردی عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہم قال

اور ابو یعلی اور طبرانی اور باوردی نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے فرمایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی

رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے میں تم میں ایسی چیز چھوڑ کر جاتا ہوں جب تک تم اوسکی پیروی کرو گے

احدہما اعظم من الآخر کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اہل

بعد میری گمراہ نہو گے ایک قرآن شریف ہے گویا رسی آسمان سے زمین تک لٹکی ہے اور دوسری میری اقارب اہل

بیتی ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیہما وزاد الطبرانی

بیت ہیں قرآن اور اہل بیت باہم متفق ہیں ایک دوسری سے قیامت تک جدا نہیں ہونگا ۔ اور طبرانی کی روایت میں یہ

وسالت لہما ذلک ربی فلا تقدموہما فتہلکوا ولا تعلموہما فانہما اعلم منکم واخرج

یہی ہے کہ فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میں قرآن واہلبیت کے حق خدا سے سوال کیا ان دونوں سے آگے مت ہو کہ موجب ہلاکت کا ہے

قول علی رضی اللہ عنہ

المسند الاسدی وابن ابی شیبہ والحکیم الترمذی وابو یعلی والطبرانی فی الکبیر وابن
روایت کی مسند اسدی وابن ابی شیبہ وحکیم ترمذی وابو یعلی وطبرانی وابن
عساکر عن ایاس بن سلمہ بن الاکوع عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال
عساکر نے سلمہ بن اکوع سے فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے
النجوم امان لاہل السماء واہل بیتی امان لامتی واخرج الحاکم فی المستدرک علی شرط
ستارے امان ساکنان فلک ہیں اور میری اہل بیت امان میری امت کی ہیں اور حاکم نے مستدرک میں بر شرط شیخین
الشیخین عن ابن عباس رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النجوم امان لاہل
ابن عباس سے روایت کی ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ستارے امان ساکنان
الارض من الغرق واہل بیتی امان لامتی من الاختلاف واخرج ابو یعلی والضیاء
زمین کے ہیں غرق سے اور میرے اہل بیت امان میری امت کے ہیں اختلاف سے روایت کی ابو یعلی وضیا نے
عن ابی سعید والطبرانی فی الکبیر عن کعب بن عجرہ وابن مردویہ عن عائشۃ
ابی سعید سے اور طبرانی نے کعب بن عجرہ سے اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
رضی اللہ عنہم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی مع الحق والحق معہ یزول معہ
سے فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے علی ہمراہ حق کے ہے اور حق ہمراہ علی کے ہے جہاں
حیث ما زال وعندنا اہل السنۃ کثرہم اللہ تعالی ان اللہ سبحانہ کما یرید الایمان
علی جاتا ہے حق اوسکے ساتھ ہے اور ہم اہل سنت خدا زیادہ کرے اونکو یہہ کہتے ہیں کہ خدا تعالے بندوں سے جیسا ارادہ ایمان
والطاعۃ من العباد کذلک یرید الکفر والفسق منہم لقولہ سبحانہ یہدی من یشاء
وطاعۃ کا کرتا ہے ویسا ہی ارادہ اونسے کفر وفسق کا کرتا ہے دلیل یہہ ہے کہ خدا نے کہا ہدایت کرتا ہے خدا جسکو
ویضل من یشاء وقولہ فمن یرد اللہ ان یہدیہ یشرح صدرہ للاسلام ومن یرد ان یضلہ
چاہے اور گمراہ کرتا ہے جسکو چاہے وغیرہ کہا خدا جسکی ہدایت کا ارادہ کرے سینہ اوسکا واسطے اسلام کے کھولدیتا ہے اور جسکو گمراہ کرے
یجعل صدرہ ضیقا حرجا کانما یصعد فی السماء کذلک یجعل اللہ الرجس علی
وہ اوسکا سینہ تنگ کرتا ہے گویا وہ آسمان پر چڑھتا ہے خدا پلید کرتا ہے اون لوگوں کے دلوں پر کہ جو کافر ابدی ہیں
الذین لا یؤمنون وہذا صراط ربک مستقیما کذلک نفصل الایات لقوم یذکرون
اور خدا کی طرف سے ہدایت وضلالت کا ہونا یہہ راہ سیدھی ہے جو لوگ دانا ہیں اونکے واسطے یہہ آیات ہم بیان کرتے ہیں

والشیعة ما بالوا الی ہذہ المحجة المستقیمة فزعم منہم ابو جعفر محمد بن یعقوب الکلینی

اور شیعہ نے اس راہ راست کو اختیار نہ کیا اور انہیں سے ابو جعفر کلینی نے یہ گمان کیا کہ ارادہ خدا کا

ان ارادة اللہ تعالی غیر علمہ لانہ سبحانہ یعلم کل شیٔ ولا یرید شرا ولا ظلما ولا کفرا ولا

اوسکے علم کا غیر ہے کیونکہ وہ خدا سب شے کو جانتا ہے اور شر و ظلم وغیرہ

شیئا من القبائح والسیئات فعلمہ تعالی متعلق بکل شیٔ ولا کذلک ارادتہ فارادتہ

قبائح کا ارادہ نہیں کرتا ہے علم اوسکا متعلق ساتھ ہر شے کی ہے اور ارادہ اوسکا متعلق ساتھ ہر

تعالی غیر علمہ سبحانہ وعلمہ سبحانہ عین ذاتہ الاحدیة وارادتہ امر آخر وراء صرف

ارادہ اوسکا اوسکے علم کا غیر ہے اوسکا علم اوسکے عین ذات کا ہے ارادہ اوسکا اوسکی عین ذات کا نہیں بلکہ اوسکی

حقیقة وزائدة علی نفس ذاتہ والسید الباقر الفلسفی منہم مع الاخوان العلمیة

ذات پر زائد ہے سید باقر من جملہ شیعہ کے ہمراہ حکماء کی ہے قائل اسکا ہے

والجیران الحکمیة سلک مسلک الحکماء بان جملة صفاتہ الکمالیة عین ذاتہ سبحانہ

کہ جملہ صفات کمالیہ عین ذات خدا کی ہیں

دفع ہذہ الشبہة بضابطة الحکمة فی کتابہ المسمی بالقبسات ان الجواد الحق

اپنی کتاب قبسات میں حسب ضوابط حکمیہ کے اس شبہہ کو اسطور سے دفع کرتا ہے ان منہ خیر کا جواد مطلق سے ہرگز

والغنی المطلق یمتنع ان یکون افاضة الخیر منافیة لذاتہ بل ان اختیارہا لازم

اوسکے منافی نہیں ہوتا ہے بلکہ اختیار افاضہ خیر کا لازم ہے ذات خدا کو پس نظام وجود میں جس چیز کو خدا خیر

ذاتہ فکل ما یعلمہ خیرا فی نظام الوجود فانہ یصنعہ ویفیضہ غیر مناف لذاتہ ولا غیر

جانے اوسکو ضرور کرتا ہے اور یہ منافی اور غیر مرضی اوسکے ذات کا نہیں ہوتا اور جو افاضہ خیر کا منافی اوسکے

مرضی بہ بالنظر الی ذاتہ وکون افاضة الخیر مرضیا بحسب ذاتہ ہو معنی ارادتہ

مرضی کے ہووے اوسیکا نام اوسکا ارادہ ہے اور یہ ارادہ اوسکے

التی ہی من صفات ذاتہ وہی عین ذاتہ فنفس مرتبة ذاتہ سبحانہ علم تام

عین ذات کا ہے پس مرتبہ ذات خدا کا علم ہے ہر شے کا اور

لکل شیٔ وارادة حقة واختیار حق لکل خیر وہو بنفس ذاتہ مستحق اسم العالم لکل

ارادہ و اختیار سچا ہر خیر کا وہ خدا بذاتہ مستحق اسکا کہ اوسکو عالم و مرید و مختار ہر خیر کا کہا جاوے

شئ واسم المريد المختار لكل خير من غير روية وہمة وتفكر وقصد وماليس ہو من الخير

اور ارادہ ہے بہ تفکر و تردد نہیں ہے اور جو چیز شر مطلق ہے

المطلق ولا من الغالب خيره على الشر فلا يختاره ولا يقبضه ولا يدخله في حريم الصنع

یا شر اوسکے غالب یا مساوی خیر کے ہے اوسکو وہ خدا تعالی ہرگز نہیں پیدا کرتا

والتكوين والايجاد والافاضة اصلاً والشرور القليلة اللازمة للخيرات الكثيرة

اور جو شرور تھوڑے ہیں خیرات کثیرہ کو لازم ہیں اونکو اسواسطہ پیدا کرتا ہے

انما يريدها بما هي لوازم الخيرات لا بما هي شرور فلذلك كانت الطفائف

کہ یہہ لوازم خیرات کثیرہ کے ہیں بنظر اونکی شریت کے اونکو نہیں پیدا کرتا اسیواسطے وہ شرور قلیلہ جو لوازم

القلائل من الشرور التي هي من لوازم البركات العظيمة والخيرات الكثيرة داخلة

خیرات کثیرہ کی ہیں داخل ہیں قضا و ارادہ خدا تعالی ہیں بالعرض نہ بالذات

في قضاء الله تعالى لا بالذات بل انما بالعرض فاذن كون الارادة الحقة الالهية

پس ارادہ خدا کا نہ متعلق ہونا ساتھہ شرور کے

غير متعلقة بالشرور بالذات لا يصادم كون ارادة الخير عين العلم الذي هو بعينه

بالذات اسکا منافی نہیں کہ ارادہ خیر کا عین اوس علم کا ہووی کہ جو علم عین ذات کا ہے

مرتبة الذات الحقة الاحدية فارادة الخير وزانها بالاضافة الى صفة وزان السمع

پس ارادہ خیر کا اوس خدا کا ایسا ہے جیسا کہ اوسکا سمع و بصر سمیع و بصر اوسکی اوسکے

والبصر اليس السمع والبصر من صفات وعين الذات الحقة الواجبة التي هي بعينها

صفات ذات سے ہیں اور اوسکے عین ذات کے ہیں وہ ذات کہ جو علم تام ہے

العلم التام المحيط بكل شئ نعم السمع سمع لكل مسموع والبصر بصر الى كل مبصر لا بالنسبة

ہر چیز کا پہہ سمیع سمیع ہے ہر شنیدہ کی اور بصر بصر ہے ہر دیدہ کی نہ بہ نسبة

الى كل شئ فكذلك الارادة الحقة فذاته سبحانه علم لكل شئ ممكن وارادة لكل خير ممكن

ہر چیز کے پس اسیطرح سے ارادہ ہے پس ذات خدا تعالے کی علم ہر چیز کا اور ارادہ ہے ہر خیر کا

وسمع بالنسبة الى كل شئ مسموع وبصر بالقياس الى كل شئ مبصر وقدرة على كل شئ

اور سمیع ہے بہ نسبة ہر چیز شنیدہ کی اور بصر ہے بہ نسبة ہر چیز دیدہ کی اور قدرت بہ نسبة اوس چیز کی

مقدور علیہ والشرور الواقعۃ فی نظام الوجود سواء علیہا کانت فی ہذہ النشاۃ

جو مقدور ہے اور شرور واقعہ نظام وجود ہیں خواہ دنیا میں ہوویں یا آخرت میں

الاولی ام فی تلک النشاۃ الاخرۃ لیست ہی مرادۃ بالذات ومقتضیۃ بالذات

مراد خدا کے بالذات نہیں ہیں

بل انما ہی مرادۃ بالعرض ومقتضیۃ بالعرض فہی داخلۃ فی القضاء لا بالذات

بلکہ مراد واسکے بالعرض ہیں پس یہ شرور قلیل داخل ہیں قضاء الٰہی میں بالعرض نہ بالذات

بل بالعرض من حیث انہا لوازم الخیرات العظیمۃ الواجبۃ الصدور عن الحکیم الحق

بالعرض قضاء الٰہی میں یہ شرور قلیل اسواسطے داخل ہیں کہ یہ لوازم خیرات کثیرہ کے ہیں اور جو شرور قلیلہ

والخیر المطلق وانکانت واقعۃ فی القدر بالذات فان قلت فما شانک فیما رواہ

لوازم خیرات کثیرہ کے ہیں اونکا صدور خدا سے ضرور ہے اگرچہ یہ شرور قلیلہ قدر میں بالذات واقع ہیں اگر کوئی کہی

ابو جعفر ان الکلینی وابن بابویہ عن ائمتنا المعصومین فی حدوث الارادۃ والمشیۃ

کہ ابو جعفر کلینی و ابن بابویہ نے حضرات ائمہ اہلبیت سے نقل کیا ہے کہ ارادہ و مشیۃ صفات

وانہا من صفات الفعل لا من صفات الذات قلت سبیلی فی ذلک الحق

فعل سے ہیں صفات ذات سے نہیں اور یہ حادث ہیں جواب اسکا یہ ہے کہ ارادہ سے

الارادۃ قد تطلق ویرام بہا الفعل المصدری بفتح الفاء اعنی الاحداث والایجاد وقد

کبھی فعل بالفتح مراد ہوتا ہے جو مصدر یعنی ایجاد و احداث کے ہے یعنی پیدا کرنا اور کبھی

یرام بہا الفعل الحاصل بالمصدر بالکسر اعنی نفس المعلول الحادث المتجدد وانہ کما

مراد ارادہ فعل بالکسر حاصل بالمصدر ہوتی ہے وہ نفس معلول حادث ہے اور جیسا کہ علم

بعلمہ سبحانہ بالاشیاء مراتب واخیرۃ مراتبہ وجود الموجودات وصدورہا عنہ

بہ نسبت اشیاء کے مراتب ہیں آخیر مرتبہ یہ ہے کہ وجود موجودات اوس سے صادر ہے اور یہ

سبحانہ منکشفۃ غیر محتجبۃ علی معنی ان وجودہا وفیضانہا عنہ منکشفۃ عندہ

موجودات منکشف ہیں اوسپر بایں معنی کہ وجود انکا اوس سے ہے اور یہ سب منکشف ہیں اوسپر

غیر عازبۃ عنہ ولا محتجبۃ عنہ ہو بعینہ معلومیتہا لہ لا عالمیتہ لہا اذ عالمیتہ لہا غیر

غیر پوشیدہ ہیں اوس سے یہ بعینہ معلومیتہ ان اشیاء کی ہے اوسکو نہ عالمیتہ اوسکو انکی کیونکہ عالمیتہ اوسکو انکی نہیں

منبعثة عن وجودها بل انها من جهة علمه بنفس ذاته سبحانه علی اتم الوجوه وافضل الانحا

پیدا ہوتی ہے انکی وجود سے بلکہ حالیت اوسکی بہ نسبت اوسکی ذات کے ہے بوجہ کامل ایسا ہے اوسکے ارادہ کے بہی مراتب

فلذلک لارادته جل سلطانه مراتب واخیرة مراتب الارادة ہی بعینها ذوات الموجودات

ہین اخر مرتبہ اوسکے ارادہ کا ذوات موجودات کے ہے

وہو بانہا المتقررة بالفعل وانما ہی عین الارادة بمعنی مرادیتها له لا بمعنی مریدیته لها

جو متقرر ہے بالفعل اور یہ موجودات اوسکے عین ارادہ کا ہین بمعنی مرادیت کے نہ بمعنی مریدیت کے

ثم المرادیة ایضا بمعنی صدورها عنه بالفعل مرضیا بها لا بمعنی کونها مرضیا بها عنده

پس مرادیت ہے بدین معنی کہ انکا صدور ہے بالفعل اوس سے اور رضا ہے اوسکے ساتھ انکی نہ باین معنی کہ رضا اوسکے

فان مابه فعلیة الرضاء ومبدائیة التخصیص ہو نفس ذاته سبحانه بحسب جوده

ساتھ انکی نزدیک اوسکے کیونکہ وہ چیز کہ جو سبب فعلیت رضا کا اور مبدا التخصیص کا ہے وہ ذات خدا کی ہے اور یہ اقوی ہے

ورحمته وعنایته وخیریته وذلک اقوی فی الاختیار مما ان یکون انبعاث الرضا بالفعل

اختیار مین اوس سے کہ جو وہی پیدا ہونا رضا کا بالفعل کسے امر زائد سے کہ زائد ہے ذات فاعل پر اور لاحق ہے

عن امر ما زائد علی نفس ذات الفاعل ومما ان یکون فاعلیة الفاعل لا بنفس ذاته بل

اوسکو پس ظاہر ہوا کہ اوسکے معلولات کا مرضی بہا

بامر ما یلحق جوہر ذاته فاذن مجعولاته سبحانه مرضی بها قبل الصدور وعند الصدور علی

ہونا نزد صدور کے اور قبل صدور سے ایک ہے وقت صدور معلول کے

سبیل واحد ولیس یتجدد له الرضاء عند الصدور عنه بالفعل بل انما الحادث المتجدد

رضا تو حادث نہین ہوتی ہے بالفعل بلکہ تو حادث وجود اشیا کا ہے بالفعل اوس سے

وجود الاشیاء عنه سبحانه بالفعل مرضیة لا امر ما فی ذات الفاعل او فی جہات

اور یہ اشیا مرضیہ ہین ذات فاعل مین کوئی چیز تو حادث نہین ہے تمام ہوا

ذاته اصلا انتہی کلامه فتامل فاتضح واستبان بالحجج الغراء العقلیة والبراہین البیضاء

ترجمہ کلام سید باقر کا پس ان دلائل عقلیہ و نقلیہ سے صاف ظاہر ہوا

النقلیة ان صفات الباری عز وجل سبحانه عین ذاته الحقة الواجبة ونقلیه

کہ صفات کمالیہ خدا تعالے کے عین اوسکی ذات کے ہین

الاموات الاسلاف مع شروق البرهان الساطع على الخلاف عند الذين اوقاد وتشقاف

اور جب کسی چیز پر برہان روشن و دلیل محکم قائم ہو وے اوسکے برخلاف اموات و اسلاف کی تقلید کرنا خروج ہے

خروج عن الانصاف والتصاف بالاعتساف بل الحق ان التقليد لا يجوز الى امكان

دائرہ انصاف سے اور مشہور ہوتا ہے ساتھ جور و اعتساف کے بلکہ حق یہہ ہے کہ جہاں تک تحقیق ممکن ہو

التحقيق قال العلامة نظام الملة والدين النيشاپوري رحمه الله في تفسير قوله تعالى

تقلید کسی کی جائز نہیں خدا تعالی نے فرمایا کہ میری کلام ایات ہیں اونکے واسطے کہ جنکو عقل ہے علامہ نظام الدین نیشاپوری

ان في ذلك لآيات لقوم يعقلون انما خص الآيات بهم لانهم الذين يتمكنون

اسکی تفسیر میں کہتا ہے ایات کو ساتھہ عقلا کے اسواسطے خاص کیا کہ اونکو قدرت ہے استدلال کی وجود باری تعالی پر

من النظر والاستدلال الى الباري الفعال وفيه من الفوائد منها ان التقليد

اور اسمیں چند فوائد ہیں ایک یہہ کہ جہاں تک تحقیق ممکن ہو

مذموم فيما الى تحقيقه سبيل ومنها ان جميع المعارف ليست ضرورية والالم يحتج

تقلید اچھی نہیں دوم یہہ کہ جمیع معارف بدیہیات نہیں ہیں ورنہ ہمکو احتیاج نظر و فکر کی

الى النظر في شئ منها انتهى كلامه وقال الامام الرازي في تفسير قوله تعالى وكان الانسان

ہیچ علم کسی چیز کے نہ ہوتی تمام ہوا کلام علامہ نیشاپوری کا اور نیز فرمایا خدا تعالی نے اکثر انسان جھگڑا کرنیوالا ہے امام رازی

اكثر شئ جدلا قال بعض المحققين ان هذه الاية دالة على ان الانبياء عليهم الصلوة والسلام

اسکی تفسیر میں کہی کہ اس ایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام نے مقدمہ دین میں کفار سے

[illegible] بين لان المجادلة انما تحصل من الطرفين

جدال و جھگڑا کیا ہے حتی کہ یہہ انبیاء بھی مجادل ہوئی کیونکہ مجادلہ ہر دو طرف سے حاصل ہوتا ہے

فهذا يدل على ان القول بالتقليد باطل انتهى كلامه ثم اقول ان جما من العلماء الراسخين

پس اس سے ثابت ہوا کہ قول تقلید کی باطل ہے قول محقق درست تمام ہوا کلام اوسکا اور نیز میں یہہ کہتا ہوں کہ علماء کبار

وقوافل الفضلاء المحققين صرحوا بان ايمان التقليد غير معتبر والركن الاعظم من

اہل تحقیق نے کہا ہے کہ ایمان تقلیدی معتبر نہیں اور بڑا استون ایمان کا خدا کے

الايمان هو الاذعان لوجود الله تعالى سبحانه وباحدية المطلقة وبالملية الفائقة

وجود کی تصدیق ہے اور تصدیق احدیت اوسکے اور اوسکے الملیت کے بایں طور کہ خدا ایک ہے

اى بانه تعالى واحد احد واجب الوجود من جميع الوجوه والكمال المطلق من سائر الانحاء

بہمہ وجوہ وہ کامل ہے بلکہ وہ مطلق کمال ہے جو کمال ہے اوسمیں بالفعل موجود

ليس له كمال منتظر وجمال متوقع وخير منتظر صدر خارج من ذاته سبحانه بل هو كل الكمال و

ہے کوی کمال بالقوہ یہان کوی کمال وخیر وفضیلت اوسکی ذات سے خارج نہین ہے بلکہ وہ جملہ کمالات کا کل ہو

فوق التمام له الاكملية والاتمية بمراتب لا تتناهى والعلم والقدرة والحيوة من الكمالات

اوسکو اکملیت بمراتب غیر متناہی سکے ہے اور ظاہر ہے کہ علم وقدرت وارادہ صفات کمالیہ سے ہین

فهى تكون عين ذاته الحقة الواجبة والا يكون هو سبحانه فى مرتبة ذاته ناقصا وفاقد الكمالات

اگر یہ صفات اوسکے عین ذات کے نہ ہووین تو وہ مرتبہ ذات مین ان کمالات سے عاری ہوگا پس خدا خدا

تعالى عن ذلك علوا كبيرا وايضا يكون هو بالفعل من كل الوجوه بل يكون بالقوة من

نہوا خدا وہ ہے کہ اوسکو جملہ کمالات مرتبہ ذات مین ہووین تو تقریر یہ کمالات جب اوسکے ذات پر زائد ہوئی

بعض الوجوه فلا يكون مخرجا الشئ من القوة الى الفعل اذ المخرج من القوة الى الفعل شيئا

تو وہ خدا بہمہ وجوہ بالفعل نہوگا کیونکہ بنظر ان صفات کمالیہ کے بالقوہ ہے کہ یہ اوسکے عین ذات کے نہین جب یا نفل

انما هو الشئ بالفعل من كل الوجوه قال امام المشائين وعصاهم ارسطوطاليس فى

بہمہ وجوہ نہوا ایسے چیز کو قوہ سے طرف فعل کی لانی والا نہوگا قوہ سے طرف فعل کی وہ لانیوالی چیز بالفعل بہمہ وجوہ ہووی ارسطو لی

الميمر الثالث من اثولوجيا ان الله عز وجل علة للعقل والعقل علة للنفس والنفس علة

اثولوجیا کے میمر سوم مین کہا ہے خدا تعالی علة ہے عقل کی اور عقل علة ہے نفس کی اور نفس علة ہے

للطبيعة والطبيعة علة للاكوان الجزئية غير انه وان كانت الاشياء بعضها علة لبعض

طبیعة کی اور طبیعة علة ہے امور جزئیہ حادثہ کی اگرچہ بعض چیز بعضی چیز کی علة ہے

فان الله تعالى علة لجميعها كلها غير انه علة لبعضها بغير توسط والدليل على ذلك ما

مگر خدا تعالی جملہ چیز کی علة ہے کسی چیز کے علة بلا واسطہ ہے اور کسی چیز کی علة وہ خدا بالواسطہ ہے اور دلیل

نحن ذاكرون ان شاء الله ان الشئ بالقوة لا يكون شيئا بالفعل الا ان يكون بالفعل شئ

اسپر یہ ہے کہ جو انشاء خدا کے ہم ذکر کرتے ہین کہ جو چیز بالقوہ ہے وہ بالفعل نہین ہو سکتی مگر کوئی چیز بالفعل ہووی وہ

آخر يخرجه الى الفعل والا لم يخرج من القوة الى الفعل لان القوة لا يقدر على ان يصير

اوسی بالقوہ کو بالفعل کردی والا نہ وہ کبھی قوہ سے طرف فعل کے نہ آویگا کیونکہ قوہ مین یہ قدرت نہین کہ بذاتہا

بالفعل من ذاتها لانه اذا لم يكن شيء بالفعل فاين يلقي القوة بصرها واين يأتي فاما الشيء

بالفعل ہووی جسوقت کوئی چیز بالفعل نہ ہووی یہ قوۃ کہاں اپنی نظر ڈالے گی اور جو چیز بالفعل

الكائن بالفعل فانه اذا اراد ان يخرج شيئا من القوة الى الفعل وبقي هو دائما على

وہ جب ارادہ کری کسی چیز کو قوۃ سے طرف فعل کی لانا ہمیشہ ایک حالت پر رہتی ہے کیونکہ اوسکی

حالة واحدة لانه لا حاجة الى ان يصير الى شيء آخر اذ هو ما هو بالفعل واذا اراد ان يخرج

حاجت توجہ کسی اور چیز کیطرف نہیں اسواسطے کہ وہ بذاتہ بالفعل ہے جسوقت کسی چیز کو قوۃ سے

الشيء من القوة الى الفعل لم يحتج ان ينظر من ذاته الى خارج بل انما ينظر الى ذاته فيخرج

طرف فعل کی لاوی فقط اپنی ذات کی طرف نظر کرتی ہے اپنی غیر کے طرف ہرگز نظر نہیں کرتی ہے

الشيء من القوة الى الفعل فان كان هذا هكذا قلنا ان الشيء الكائن بالفعل هو افضل من

ایسا ہوا اب ہم کہتے ہیں جو چیز بالفعل ہے افضل ہے اوس سے کہ جو بالقوۃ ہے

الشيء الكائن بالقوة فالباري عز وجل يحدث انيات الاشياء وصورها غير انه

پس خداتعالے پیدا کرتا ہے ذوات اشیا کو اور اونکی صورتوں کو بعض کو

يحدث بعض الصور بغير توسط وبعضها بتوسط وانما يحدث انيات الاشياء

بلا توسط اور بعض کو بتوسط اور ذوات اشیاء اور اونکے صور کو

وصورها لانه هو الشيء الكائن بالفعل حقا بل هو الفعل المحض فاذا فعل فانما ينظر

بسبب اپنی بالفعل ہونے کے پیدا کرتا ہے بلکہ وہ خداتعالے محض ہے یعنی بہمہ وجوہ بالفعل ہے جسوقت

الى ذاته التامة فيفعل فعله دفعة واحدة واما العقل فانه وان كان العقل هو ما هو

ارادہ کری کسی فعل کا فقط اپنی ذات پر نظر کرتا ہے پس ایکبارگی اوسکو کردیتا ہے لاکن عقل مجرد اگرچہ وہ بالفعل ہے مگر خدا

بالفعل فانه لما كان من فوقه شيء آخر نالته قوة ذلك الشيء ومن اجل ذلك يحرص

وہ بھی ہے اوسکو قوۃ خداتعالے سے پہونچتی ہے اسیواسطے عقل کو حرص ہے

على ان يتشبه بالفاعل الاول هو فعل محض فاذا اراد فعلا فانما ينظر الى ما هو فوقه

کہ مشابہ ساتھ خدا کی ہووی کہ وہ بہمہ وجوہ بالفعل ہے پس عقل جب کسی فعل کا ارادہ کری نظر کرتی ہے طرف

فيفعل فعله غاية في النقاوة وكذلك النفس وان كانت هي ما هي بالفعل فانها لما

خداکی پس جانتی ہے ایک چیز کو لاکن اسکے معلول ہیں اور معلول خدا میں بڑا فرق ہوتا ہے اور اب یہی نفس ناطقہ

صار العقل فوقہا ان الہا شئی من قوتہ فاذا انفعلت فانہا الی العقل فتنفعل بالفعل فاما

عقل ہے تو وہ عقل سے اوسکو آتی ہے جب نفس کوئی فعل کری نظر کرتا ہے طرف عقل کی پس کرتا ہے جو کرتا ہے

الفاعل الاول ہو فعل محض فانہ انما یفعل فعلہ وہو ینظر الی ذاتہ لا الی خارج لان ما ہو

لکن خدا تعالی وہ فعل محض بہہ وجوہ بالفعل ہے جسوقت کوئی فعل کری فقط اپنی ذات پر نظر کرتا ہے غیر پر نظر نہین

خارج منہ لیس اعلی منہ او ما یفتقر ہو الیہ انتہی کلامہ ملخصا قال المحقق الطوسی فی شرح

تو وہ غیر کا محتاج ہے اور نہ غیر اوس سے اعلی ہے تمام ہوا ترجمہ اوسکے کلام کا ملخصا اور محقق طوسی نے شرح رسالہ

رسالۃ العلم والقائلون بالصفات المختلفۃ اختلفوا فی ان ای الصفات اقدم

علم مین کہا ہے جو قائل صفات کے ہین اونمین اختلاف ہے کہ کونسی صفۃ مقدم سب سے ہے غیر پر

من غیرہا فقال البعض ان العلم اقدم لان القدرۃ یتعلق بما یعلم امکان وقوعہ لا غیرہ

بعض نے کہا کہ علم سب پر مقدم ہے کیونکہ قدرۃ اوسکے متعلق ہو سکتی ہے کہ جسکے امکان وقوع کا علم

قال بعضہم القدرۃ اقدم لان المعلوم ما لم یصدر عنہ لم یکن تعلق العلم بہ وقال قوم

ہووے اور بعض نے کہا کہ قدرۃ مقدم ہے کیونکہ معلول جب تک نہ صادر ہوگا علم ساتھ اوسکے نہ متعلق ہوگا اور بعض نے کہا

الجود اقدم لان الصفات اذا کانت متغایرۃ لذات کانت صادرۃ عنہ ولا اصدار

کہ جود مقدم ہے کیونکہ صفات جب مغائر ذات کے ہووین صادر ہو نگے اوس سے اور انکا اصدار جود ہے

ہو الجود انتہی کلامہ المقدمۃ الثانیۃ ان حزبا من الجنود الذین زعموا ان

تمام ہوا اوسکا کلام مقدمہ ثانیہ یہہ ہے کہ جو صفات زائدہ کے قائل ہین

صفات الباری سبحانہ زائدۃ علی ذاتہ قالوا ان صفۃ التکوین لیست صفۃ

اونمین سے ایک گروہ یہہ کہتا ہے کہ صفۃ تکوین کی صفۃ علیحدہ نہین

علیحدۃ بل ہی القدرۃ او الارادۃ قال الامام الرازی ان الصفۃ التی یسمونہا

بلکہ وہ قدرۃ وارادہ ہے امام رازی نے اپنی کتب مین کہا جس صفۃ کا نام بعض نے

التکوین یکون تاثیرہا بالنظر الی نفسہا اما علی سبیل الجواز فلا تمیز عن القدرۃ او

تکوین رکہا ہے تاثیر اس صفۃ کی بنظر ذات اس صفۃ کے یا جائز ہو سکے پس یہہ صفۃ قدرۃ ہے یا

علی سبیل الوجوب فلا یکون الواجب مختارا بل موجبا انتہی وفی المواقف وشرحہ

واجب ہو سکے پس خدا تعالے موجد باختیار خود نہوگا بلکہ موجد بالایجاب ہوگا تمام ہوا کلام اوسکا اور مواقف

ان التكوين اثبتہ الحنفیۃ صفۃ زائدۃ علی السبع المشہورۃ اخذا من قولہ تعالی کن فیکون

مراد اسکی شرح میں کہا ہے کہ جو تکوین کو زائدہ سات صفات سے کہتے ہیں اونکی دلیل یہہ ہے کہ خدا تعالی فرمایا ہو تو پس ہوا وہ

فقد جعل قولہ کن متقدما علی کون الحادث اعنی وجودہ والمراد بہ التکوین والایجاد

مقدم کیا اوسنے کن اور ہو کو اوپر وجود معلول کے پس مراد اس کن اور ہو سے تکوین وایجاد ہے

والتخلیق قالوا انہ غیر القدرۃ لان القدرۃ اثرہا الصحۃ والصحۃ لایستلزم الکون فلا

یعنی معلول کا پیدا کرنا اور یہہ کن غیر قدرۃ کا ہے کیونکہ اثر قدرۃ کا امکان ہے اور امکان مستلزم وجود کو نہیں پس موجود

یکون الکون اثرا للقدرۃ واثر التکوین ہو الکون والجواب ان الصحۃ ہی الامکان

ہونا اثر قدرۃ کا نہیں اور اثر تکوین کا موجود ہونا ہے جواب اسکا یہہ ہے کہ صحۃ امکان ہے

وانہ للممکن ذاتی فلا یصلح اثرا للقدرۃ لان ما بالذات لا یعلل بالغیر بل یجعل المقدور

اور امکان ذاتی ہے ممکن کا پس امکان اثر قدرۃ کا نہیں ہوسکتا کیونکہ جو چیز بالذات ہوتی وہ معلل ساتھہ غیر کے نہیں

فیقال ہذا مقدور لانہ ممکن وذلک غیر مقدور لانہ واجب او ممتنع فاذن اثر

بلکہ مقدور ساتھہ امکان معلل ہوتا ہے کہتے ہیں یہہ چیز مقدور ہے اسواسطے ممکن ہے اور یہہ چیز بسبب نہ ممکن ہونے کے غیر مقدور ہے

القدرۃ ہو الکون ای کون المقدور ووجودہ لا صحتہ وامکانہ فاستغنی عن اثبات

پس اثر قدرۃ کا وہ موجود ہونا ہے ای موجود ہونا مقدور کا نہ امکان اوسکا پس ہمکو حاجۃ نہیں دوسری صفۃ کی کہ جسکا اثر کون

صفۃ اخری یکون اثرہا الکون فان قیل المراد بالصحۃ التی جعلناہا اثر القدرۃ ہو

وموجود ہوناہے اگر کوئی کہے مراد صحۃ امکان سے کہ جو اثر قدرۃ کا ہے وہ امکان فعل کا ہے

صحۃ الفعل بمعنی التاثیر والایجاد من الفاعل ولا صحۃ المفعول فی نفسہ وہذہ

معنی تاثیر وایجاد کے فاعل سے نہ امکان معلول کا درحد ذات خود اور یہہ

الصحۃ ہی امکانہ الذاتی الذی لا یعلل بغیرہ واما الصحۃ الاولی فہی بالقیاس الی

امکان معلول کا ذاتی ہے معلول معلل ساتھہ غیر کے نہیں ہوتا مگر امکان اول بقیاس طرف فاعل کے ہے

الفاعل والمعللۃ بالقدرۃ فان القدرۃ ہی الصفۃ التی باعتبارہا یصح من الفاعل

وہ معلل ہے ساتھہ قدرۃ کے کیونکہ قدرۃ ایسی صفۃ ہے کہ جسکے اعتبار سے فاعل کو

طرفا الفعل والترک علی سواء من الشئ المقدور لہ فلا یحصل بہا احدہما بعینہ بل لابد

فعل اور ترک شئے مقدور کا برابر ہے پس اس قدرۃ سے ایک طرف معین تعین حاصل ہوتی ہے پس اسکو صفۃ

فی حصول الاثر من صفة اخری متعلقة بذلک الطرف وهی التکوین قلنا کل من ذینک الطرفین یصلح اثرا

اور سوای قدرة کے حاجت ہے کہ جو ایک طرف معین کے ساتھ متعلق ہو وہی وہ تکوین ہے جواب اسکا یہ ہے کہ ہر ایک کو ہر دو طرف

للقدرة وانما یحتاج صدور احدهما بعینه عنها الی مخصص بعینه وهو الارادة المتعلقة بذلک الطرف فلا

صلاحیت اسکی کہ اثر قدرة کا ہو وہی صدور خاص ایک طرف کا قدرة سے محتاج ہے طرف مخصص کے وہ ارادہ ہے متعلق ساتھ اس طرف

حاجة الی مبدأ التکوین غیر القدرة المؤثرة فیه بواسطة الارادة المتعلقة به انتهی کلامهما قال شارح المقاصد

کے پس حاجت نہیں طرف قدرة کی کہ جو موثر ہے بواسطہ ارادہ متعلقہ کی اور اس قدرة کی سوا ہو اور مبدا تکوین

فان قیل المراد بالتکوین صفة ازلیة بها یکون الاشیاء او فانها وتخرج من العدم الی الوجود فیما لا یزال ولیست

اوسکی حاجت نہیں تمام ہوا کلام صاحب مواقف و شارح کا علامہ تفتازانی نے شرح مقاصد میں کہا اگر مراد تکوین سے

نفس القدرة اذ القدرة ومتعلقها انما هو صحة المقدور وکونه ممکن الوجود ومتعلق التکوین هو

صفت ازلیہ ہے اوسکی سبب سے اشیا پیدا ہوتی ہیں اور عدم سے طرف وجود کی آتی ہیں اور یہ تکوین نہیں

وجود المکون فی وقته قلنا ما الدلیل علی ان تلک الصفة غیر القدرة المتعلقة باحد طرفی الفعل

قدرت کا نہیں کیونکہ متعلق قدرت کا امکان مقدور کا ہے اور متعلق تکوین وجود مقدور کا ہے اپنی وقت پر تو ہم اوسکو یہ کہتے ہیں

والترک المقترنة بالارادة کیف وقد فسروا القدرة بانها صفة تؤثر علی وفق الارادة فی المقدور

دلیل اسپر کہ تکوین غیر ہے اوس قدرة کا کہ جو متعلق ہے ساتھ ایک دو طرف فعل و ترک کے اور ملی ہوئی ہے ساتھ ارادہ کے کس طرح مگر یہ قدرة کی تعریف کی ہے

الاثر عند انضمام الارادة واما بالنظر الی نفسها وعدم اقترانها بالارادة المرجحة لاحد طرفی المقدور

قدرة کی اوسکو ازلیہ کی ہے کہ وہ ایک صفت ہے موثر فعل میں موافق ارادہ کے اور واجب ہے صدور معلول کا اوس سے وقت انضمام ارادہ کے اور یہ قدرة

فلا یکون الا جائز التأثیر فلهذا لا یلزم وجود جمیع المقدورات انتهی کلامه

بلحاظ ذات خود بدون انضمام ارادہ کے واسطے ایک دو طرف فعل و ترک کے جائز التاثیر ہے اسی واسطے نہیں لازم ہوتا ہے وجود جمیع مقدورات

النسفی تحت قول المص والتکوین صفة الله تعالی ازلیة وهو المعنی الذی یعبر عنه بالخلق

تمام ہوا کلام اوسکا اور اس علامہ نے شرح عقائد نسفی میں کہا ہے کہ تکوین کو خلق اور فعل اور احداث و ایجاد و پیدا کرنا کہتے ہیں صاحب عقائد نسفی

والتخلیق والایجاد والاحداث والاختراع ونحو ذلک ویفسر باخراج المعدوم من العدم الی الوجود

بھی اوسیطرح یہ ہے کہ تو صفت تکوین کے قائل ہیں مگر ارباب علم کلام سے جو محققین اہل تحقیق ہیں

والمحققون من المتکلمین علی انه من الاضافات والاعتبارات العقلیة مثل کون الصانع

وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ تکوین امور اضافیہ سے اور اعتبارات عقلیہ سے جیسا کہ ہونا صانع کا

ومعه وبعده ومذكورا بالسنتنا ومعبودا ومحييا ومميتا ونحو ذلك والحاصل في الازل هو مبدأ التخليق

اور ساتھ سب کے اور بعد سب کے اور جو ہم اپنی زبانوں سے مذکور اور معبود اور زندہ کرنیوالا اور مارنے والا اور حاصل ازل میں مبدأ پیدا کرنیکا ۔ اور روزی دینیکا

والترزيق والاماتة والاحياء وغير ذلك والدليل على كونه صفة اخرى سوى القدرة والارادة فان القدرة

اور موت و زندگی دینیکا ہے اور کوئی دلیل اسپر نہیں کہ تکوین صفت علیحدہ ہے قدرة سے اور ارادہ سے نسبت قدرة کی

وان كانت نسبتها الى وجود المكون وعدمه على السواء لكن مع انضمام الارادة تخصيص احد الجانبين

اگرچہ طرف وجود و عدم معلول کی برابر ہے مگر بانضمام ارادہ کے متعین ہوتا ہے ایک ہر دو طرف سے کلام تمام ہوا

انتهى كلامه وقال العلامة نظام الملة والدين النيشاپوري في تفسير قوله تعالى اذا قضى امرا فانما يقول له

کلام اوسکا خدا نے فرمایا جسوقت خدا ارادہ کرے کسی چیز کا کہتا ہے ہو تو بس ہوتی ہے وہ اسکی تفسیر میں علامہ نیشاپوری نے

كن فيكون اي ان قوله كن عبارة عن نفاذ قدرته ومشيئته والا فليس ثمه قول لان الخطاب مع المعدوم عبث

کہا قول اوسکا کن اور جو کہ مراد ہے اوسکے قدرة کی جاری ہونی سے ورنہ یہاں کوئی کلام نہیں کیونکہ خطاب معدوم کو عبث ہے اور

ومع الموجود تحصيل للحاصل ومن الناس من زعم ان المراد من قوله كن هو صفة التكوين فانها زائدة

ساتھ موجود تحصیل حاصل کا ہے اور بعض نے یہ گمان کیا کہ مراد کن سے صفت تکوین کی ہے کہ جو جز ہے قدرة کی کیونکہ وہ

على صفة القدرة عنده لانه قادر على خلق عوالم اخر سوى هذا وغير مكون لها ولعل هذا الزاعم سمى تعلق

سوای اس عالم کے اور عالم کے پیدا کرنے پر قادر ہے اور عالم کا مکون نہیں شاید کہ یہ کہا ہو تعلق قدرة کو

القدرة بالمقدور تكوينا انتهى كلامه المقدمة الثالثة ان الجبل من الحكماء والذين اغترفوا

ساتھ مقدور کے تکوین لیتا ہے تمام ہوا کلام اوسکا مقدمہ تیسرا یہ ہے کہ جن حکما نے پانی چاہے نہر حق سے

غرفة من سلسبيل الحق والملأ من العلماء الذين مجوا المجة من كوثر الصدق جبلت قلوبهم على الاعتراف

اور گھونٹ لئے ہیں اونہوں نے کوثر صدق سے اور اونکے دلوں کو کردہ ہاین عوندس کے

وفطرت نفوسهم على الاتيان بالبرهان ناديا واندا جهريا ورفعوا صوتا عليا ان واجب الوجود سبحانه

اور نفوس اونکے پیدا ہوئی دلیل لانیکے پر اور عیان سے ایک گروہ کثیر نے یہہ اواز پکار کے دی ہے کہ خدا تعالی کو اپنی مخلوقات

له بالمعلومات الموجودات الممكنات علمان علم فعلي قبل الايجاد وعلم انفعالي بعد الايجاد وليس العلم الانفعالي

کا دو طرح سے علم ہے ایک علم فعلی ہے قبل پیدا کرنے کے دوسرا علم انفعالی ہے بعد پیدا کرنے کے اور یہہ علم انفعالی

له سبحانه نفس المعلومات الممكنات كما ذهب اليه اوهام شرذمة عامية كيف والا لزم كونه

نفس ممکنات و معلومات کا نہیں جیساکہ عوام اشخاص نے گمان کیا اگر علم اوسکا عین ممکنات کا ہو وہی لازم آتا ہے

علمه تعالى حادثا ومباينا منفصلا عنه انما العلم ذاته سبحانه والمعلومات الممكنات معلومة بانه فذاته سبحانه بما هى مبدا

اس سے کہ علم خدا کا حادث اور جدا ہوا اوسکی ذات سے کیونکہ ممکنات حادث ہیں اور اوسکی ذات پاک سے جدا ہیں علم اوس خدا کا اوسکی

انكشافها قبل الايجاد علم فعلي وبما هى مبدا انكشافها بعد الايجاد علم انفعالي قال صاحب القبسات فان المعلومات

ذات ہے اور ممکنات اوسکے معلومات معلومات ہیں اگر اوسکی ذات کو مبداء انکشاف کا قبل ایجاد کے اعتبار کیا علم فعلی ہے و اگر بعد ایجاد

التى هى بعينها ذوات الموجودات المتقررة وهوياتها انما معناها وجود الاشياء وتقررها بالفعل منكشفة

مبداء انکشاف کا اعتبار کیا علم انفعالی ہے اسے قول کے موافق صاحب قبسات نے کہا ہے جو ذوات ممکنات موجود ہیں یہی انکی معلومیت ہے

او ... [illegible] ... او حيث ان ... [illegible]

[illegible]

لا هو وى لكنه تكه منكشفة

او كان ... الا انكشاف

انکی اوسکو قبل تقرر و قبل تقرر کے ایک سے ہی اسواسطے مبداء انکشاف کا ذات خدا کی ہے اور یہاں منکشفة قوی اوس سے کہ جب مبدا

هو وجود جوهر ذات المعلوم بالفعل او حصول صورته الظلية فمن المستبين ان الشيء الواحد بعينه يصح

انکشاف ذات معلوم و ممکن کے ہو وہی یا صورت ظلیہ اوسکی ہو وہ ایسا علم کو ظاہر ہے کہ ایک چیز خاص باعتبار اذہان کثیرہ و اوقات

ان يكون له صورة ظلية غير محصورة بحسب اذهان كثيرة او بحسب اوقات كثيرة وليس يصح الا ان جوهر

کثیرہ کے صور بے شمار ہو سکتے ہیں اور نہیں ہو سکتا ہے ترتب وجود معلول معین کا مگر ذات جاعل و فاعل

ذات المجعول الواحد بعينه على فرض نقش جاعل الدائم الواحد بعينه فلا محالة انكشاف الجاعل التام اقوى واتم افادة

معین پر پس جیسے انکشاف کہ مبدا ذات جاعل حقیقی کی ہو وے وہ انکشاف قوی ہو گا اوس انکشاف سے

للتعين ظل الذى ... [illegible]

کہ جسکا مبدا ذات مجعول کے ہو یا اوسکے صورت ظلیہ ہو وے کہ یہاں انکشاف پیدا ہوا ہی معلول کی طرف سے تمام ہوا کلام صاحب

والحجج المؤسسة لبنيان الحكمة الحقة والبراهين المشيدة لقواعد الفلسفة والمعرفة على اثبات العلم الفعلي له

قبسات کا یہ کلام اوسکی میری نزدیک درست و محکم ہے اور اوسکے علم فعلی کے اثبات پر دلائل محکمہ و حجج مؤلفہ حسب ضوابط

سبحانه عديدة واخصرها واسهلها ما اتفق عليه الحكماء العظام وارباب الكلام وهو ان مصنوعاته تعالى شأنه متقن

و قوانین حکمۃ و معرفت کے کثیر ہیں اور اسہل و مختصر اون دلائل سے یہ ہے کہ جمیع حکما اور متکلمین کا اتفاق ہے وہ یہ ہے کہ خدا تعالی کے مصنوعات ایسے

اتقانا بديعا ومحكم منتظم نظاما غريبا تتحير فيه العقول ولا تهتدى الى كمال ما فيه من المصالح والمنافع

ایسے عجائب و غرائب حکم اور مصالح موجود ہیں کہ جسکے دیکھنے سے عقل حیران ہوتی ہے اور جسکے مصنوعات ایسے ہو دین

وكل من كان مصنوعا محكما متقنا فهو حكيم عليم اما الكبرى فظاهرة واما الصغرى فظاهرة لمن نظر في الآفاق والانفس

وہ انکو اپنی علم و حکمت سے پیدا کرتا ہے۔ کبریٰ تو ظاہر ہے اور جسنے عالم آفاقی اور عالم انفسی کو غور کیا اور ارتباط عالم علوی کا

ولاحظ ارتباط العلويات مع السفليات خصوصا في الحيوانات بما اعطاها الله تعالى من مصالحها والآتها المناسبة

ساتھ عالم سفلی کے ملاحظہ کیا خصوصا ملاحظہ کیا اوسنے حیوانات کے مصالح و آلات مناسبہ و اعضاء نافعہ کا

واعضائها النافعة مما لا تحصى وقد كثرت فيها المجلدات قال الله تعالى سنريهم آياتنا في الآفاق وفي انفسهم

اوسکو صغریٰ کا بھی ظاہر ہے۔ فرمایا خدا تعالیٰ نے ہمکو اونکو دکھاتے ہیں اپنی معرفت کے دلائل عالم آفاقی و عالم انفسی میں

حتى يتبين لهم انه الحق وللمتكلمين برهان مختص بهم وهو انه تعالى قادر وكل قادر عالم اما الثاني فلان

تاکہ حق چیز اونکو ظاہر ہووے اور متکلمین کا اثبات علم فعلی میں ایک برہان خاص ہے وہ یہ ہے کہ خدا قادر ہے اور ہر قادر عالم ہے کبریٰ پر یہ

القادر هو الذي يفعل بالاختيار فلا بد من سبق العلم عليه واما الاول فلان الحوادث لا ترتبط بالقديم الا بعد

دلیل ہے کہ قادر وہ ہے جو باختیار خود فعل کرے پس ضرور ہے کہ اوسکا معلول پر اوسکا علم مقدم ہے صغریٰ پر یہ دلیل ہے کہ حوادث کو ربط

سبق اختيار القديم فيلزم منه ان حدوث اي حادث كان من الحوادث اليومية او اجزاء الحركة او الزمان يدل قطعا

ساتھ قدیم کے بسبب سبقت اختیار قدیم کے ہے پس اس سے لازم کہ کوئی حادث ہووے خواہ ذوات خواہ جزء حرکۃ کا خواہ جزء زمانہ کا یہ

على ان ايجاده وايجابه انما تم بقدرة ازلية وتفصيله للمحقق السبهالي كمال الملة والدين في العروة الوثقى

دلالت کرتا ہے اوپر کہ اسکا پیدا ہونا نہیں ہے مگر ساتھ قدرۃ ازلیہ کے اور تفصیل کی اس دلیل کی محقق کمال الدین سبہالی نے عروۃ الوثقی میں

ان الحادث عند حدوثه لا بد له من علة موجبة متوسطة رابطة له مع القديم فتلك العلة الموجبة اما حادثة معه

وقت حدوث حادث کے ضرور کوئی علۃ موجبہ ہووے کہ وہ ربط دے اوسکو ساتھ قدیم کے اگر یہ علۃ موجبہ حادثہ ہو ساتھ

فيه [illegible] الدور او التسلسل في المجتمعات وذلك باطل قطعا او

معلول کے اسپر اسلئے اور علۃ موجبہ رابطہ چاہئے یہاں تک دور و تسلسل لازم اوے مجتمعات میں اور یہ باطل ہے

اما حادثة قبله ولتلك الموجبة موجبة اخرى قبلها حتى لا يلزم التسلسل في المجتمعات بل في المتعاقبات على

یا علۃ موجبہ حادث مع معلول کے نہیں قبل اوسکے حادث ہے اب اسکے واسطے اور علۃ موجبہ اسکے قبل چاہئے تاکہ نہ لازم

سبيل الاعداد سواء كانت تلك المتعاقبات امورا منفصلة كالحوادث اليومية او متصلة كاجزاء الحركة او الزمان

اوے تسلسل مجتمعات میں بلکہ ہووے تسلسل متعاقبات خواہ یہ متعاقبات امور منفصلہ ہووین جیسا کہ حوادث یومیہ یا متصلہ ہووین

المتصلتين وح يلزم التناقض لان الكلام في الرابط الموجب فكونه موجبا بالاسر يقتضي امتناع

جیسا کہ اجزاء حرکۃ و زمان کے اور یہ بھی باطل ہے بسبب لزوم تناقض کے اسواسطے کہ کلام ہماری رابط موجب والکریں ہے

انفکاک الموجب بالفتح وکونہ سابقا علیہ یقتضی خلافہ وقد عرفت ان ایجاب القدیم لشئ من الحوادث بتوسط

کہ جو موجب بالفتح سے ہرگز جدا نہیں ہوتا ہے اور سابقیۃ جدائی کو چاہتی ہے بیہ خلاف ہے اور ہم بیان کرچکے ہیں کہ قدیم اگرچہ موجب کے

وسائط ولو بلا نہایۃ بحیث لا یکون ذلک القدیم الا علۃ ناقصۃ لکل واحد من الحوادث ولا یکون تامۃ لواحد

جز کا ہو وسائط غیر متناہی سے ہوویں مگر بیہ قدیم کسی حادث کے حوادث سے علۃ تامہ نہ ہووی علۃ ناقصہ ہوویگا ہرگز معبد وجوب وجود کا

[illegible]

یا حادث بالکل منتفی ہوگا یا عدم استناد اوسکے طرف موثر کے یا التسلسل یا تخلف اثر کا موثر موجب تام سے اور بیہ اسواسطے کہ

الموجب التام وذلک لانہ اما ان لا یوجد حادث اصلا او وجد فاما بلا موثر توجبہ او مع موثر توجبہ فالمو

یا حادث نہ پایا جاوی یا پایا جاوی لیس یا بلا موثر موجب کے یا مع موثر موجب کے لیس موثر موجب یا حادث ہے اسکے حادث

الموجب اما حادث ولذلک الحادث حادث آخر لا الی نہایۃ سواء کانت تلک الحوادث مجتمعۃ

کہ واسطے اوس حادث کا چاہیے بلا نہایۃ خواہ بیہ حوادث مجتمعہ ہوں یا متعاقبہ یا بیہ موثر قدیم ہو کا لیس اول پر اول لازم آتا ہے

او متعاقبۃ واما ان یکون ذلک الموثر قدیما فعلی الاول یلزم الاول وعلی الثانی الثانی وعلی الثالث الثالث

اور ثانی پر ثانی اور سوئم پر سوئم یعنے تسلسل خواہ مجتمعات ہو

ای التسلسل وذلک باطل سواء کان فی المجتمعات او المتعاقبات الماضیۃ وعلی الرابع یلزم الرابع ولبطلان

یا متعاقبات ہیں اور چہارم پر چہارم اور کل باطل ہیں اور ان چار اشکالوں سے

اللوازم کلہا ضروری قطعا وانما لزم احدی ہذہ المحذورات المستحیلۃ بالقول بالایجاب بالذات واذا

ایک اشکال جب لازم آتا ہے کہ جب خدا کو فاعل موجب بالذات کہو اور جب اوس قدیم کو فاعل باختیار

کان فعل القدیم باختیارہ وارادتہ ویکون المراد علی حسب الارادۃ الازلیۃ ویجوز انفکاک المراد وتخلفہ

وارادہ کے کہو اور مراد حسب ارادہ ازلیہ کے ہو اور جدائی مراد کی ارادہ سے جائز ہووی اگرچہ تخلف

عن نفس الارادۃ وان لم یجز تخلفہ عن نحو خصوصیۃ الارادۃ بمعنی ان المراد انما یکون علی حسب

مراد کا نحو خصوصیۃ ارادہ سے جائز نہیں بایں معنے کہ مراد نہیں موجود ہوتی ہے مگر جب اقتضا کری اوسکو

ما ارادہ واقتضاہ خصوصیۃ الارادۃ الازلیۃ فلا یلزم شئ من المحذورات نعم تخلف المعلول عن العلۃ

خصوصیۃ ارادہ ازلیہ کے کوئی اشکال نہیں لازم آتا ہے البتہ تخلف وانفکاک معلول کا علت موجبہ

مستحيل قطعا دون العلة الاختيارية بل على هذا التقدير قد
اضطراریہ سے اور جبکہ تخلف ایک آن کا بھی محال ہے اور علت اختیاریہ سے محال نہیں بلکہ اسمیں اختیار ہر کبھی ہوسکتا ہے
يكون معية المعلول مع الموجب التام من التخلف الغير المستحيل وذلك اذا اراد الفاعل الازلي وجوده في حد
معیت معلول کی ساتھ موجب تام کے تخلف غیر مستحیل کے قبیل سے ہے اور یہ جب ارادہ کرے فاعل ازلی وجود معلول کا ایک حد معین
من الازل واثبات ان التخلف والانفكاك بين المعلول وفاعله التام مستحيل مطلقا سواء كان اختياريا
زمانہ میں اور یہ قول اونکا کہ تخلف معلول وفاعل میں خواہ فاعل اختیاری ہو یا اضطراری ہے محال ہے
او اضطراريا محال لا سبيل اليه انتهى كلامه رفع الله مقامه ثم ان الحكماء والعلماء بعد وفاقهم بالايمان بالعلم
بلا دلیل ہے ہم اسکو تسلیم نہیں کرسکتے تمام ہوا کلام محقق سبزواری کا خدا بلند کرے درجہ اونکا پس یہ حکماء وعلماء بعد اتفاق کے علم فعلی خدا تعالی پر
الفعلي له سبحانه وتعالى قد تشاجروا وتشاغبوا فكانوا طرائق قددا فمنهم من ضل ومنهم من قد جد شدا
مختلف ہوئے بعض نے خطا کی اور بعض نے صواب کو پہونچا وجہ اختلاف کی یہ ہے کہ یہ سب ایمان لائے اسپر کہ خدا تعالی
ووجه التخالف والتفرق فيما بينهم انهم لما امنوا بالعلم الفعلي له سبحانه وهو متقدم على الايجاد فورد
کو علم فعلی ہے مقدم ایجاد اشیاء ممکنہ پر پس ایک اعتراض سخت ان پر وارد ہوا تقریر اوسکی یہ ہے کہ علم چاہتا ہے معلوم کو
عليهم ان العلم يقتضي المعلوم والمعلومية فرع التميز والتميز فرع الوجود ولا وجود للممكنات قبل الايجاد فكيف يكون
اور معلومیت فرع تمیز وجدائی کی اور جدائی فرع ہے ہستی ووجود کی اور قبل ایجاد کے ممکنات کو وجود نہ تھا پس کیونکر خدا تعالی کو
له سبحانه علما فعليا بالممكنات ولدفع هذه الاعضال القوي تحيروا وتفكروا فقال افلاطون الالهي
علم فعلی مقدم ایجاد اشیاء پر ہوگا اس اعتراض قوی کی دفع میں وہ متحیر ومتفکر ہوئے حکیم افلاطون الہی نے یہ جواب دیا
ان العلم الفعلي له سبحانه هو ان صور المعلومات كلها جوهرا كانت او عرضا مجردا كان او ماديا كانت موجودة
کہ قبل ایجاد عالم کے صورتیں کل اشیاء ممکنہ کے خواہ جوہر ہو یا عرض مادی ہو یا مجرد حاضر تھیں نزدیک خدا تعالی کے
عنده تعالى قائمة بانفسها لا قائمة في ذاته تعالى وهي لا تتغير ولا تندثر باقية ابد الاباد وتلك الصور النورية
بذاتہا قائم تھیں ذات خدا میں نہ قائم تھیں اور یہ قابل تغیر وفنا کی نہیں ہیں باقی ہیں اور ہمیشہ رہیں یہ صورتیں نوری
والمثل العقلية صادرة عنه تعالى بالرضا لا بالقصد والاختيار فلا يرد عليه ما قيل ان تلك الصور ممكنات
نوریہ حادث ذاتی ہیں بعد یہ انفکاک خدا سے نہیں اور یہ صور صادر ہیں خدا تعالی سے برضا نہ بقصد واختیار اور یہ صور
صادرة عنه تعالى فصدورها عنه ان كان بالاختيار فلا بد من سبق العلم عليها فيلزم ان يكون لهذه الصور العلمية
حاضرہ اوسکا علم فعلی ہے اب یہ اعتراض اسپر نہیں وارد ہوتا ہے کہ صور ممکنہ صادر ہیں اوس سے اگر صدور انکا اوس سے باختیار ہے

صور اخری وہکذا فیلزم التسلسل وامکان بالایجاب والاضطرار فلیکن صدور ہذا العالم کلہ بالوجود

اور اسکا علم صدور سے سابق ہوتا ہے پس صور کیواسطے اور صور چاہئیں اور اگر یہہ صور بالایجاب اوس سے صادر ہیں پس چاہیے کہ یہہ عالم بوجود خارجی

العینی بالایجاب والاضطرار فلا حاجۃ الی ہذہ الصور قبل الایجاد ووجہ الاندفاع ان الفاعل بالرضا ہو ما یکون علمہ

اوس سے بالایجاب صادر ہووی کچہہ حاجۃ ان صور کی قبل ایجاد کے نہیں اور وجہ دفع کی یہہ ہے کہ فاعل برضا اوسکو کہتے ہیں کہ اوسکو

بذاتہ سببا وعلۃ موجبۃ لصدور معلولہ عنہ فہو سبحانہ فاعل بالرضا بالنسبۃ الی ہذہ الصور العلمیۃ والمثل العقلیۃ

اپنی ذات کا علم علۃ موجبہ ہو واسطے صدور معلول کے اوس سے پس وہ خدا تعالی بہ نسبۃ ان صور نوریہ ومثل عقلیہ قائمہ

القائمۃ بذاتہا کما صرح بہ عمر وابن الخیام ہو من ارشد تلامذۃ الشیخ الرئیس فی بعض رسائلہ وصرح بہ العالم

بذاتہا کے فاعل برضا ہے شیخ بوعلی سینا کے ارشد تلامذہ سے جو عمر وبن الخیام ہے اوسنے اپنی رسالہ میں اسکی تصریح کی خدا ایسا

الفاضل الصدر الشیرازی ایضا بہ حیث قال فی الاسفار الاربعۃ الفاعل لہ اقسام منہا الفاعل بالقصد

صور علمیہ نوریہ کے فاعل برضا ہے اور فاضل صدرا شیرازی ملا بالشیع اوسکے ایسا ہے اسفار اربعہ میں کہا ہے کہ فاعل کے چند اقسام ہیں

وہو ان یتساوی نسبتہ الی الطرفین فیحتاج الی ضمیمۃ اخری کعلم جدید او وجود قابل او صلوحہ کحاجۃ

ایک فاعل بالقصد ہے وہ یہہ کہ برابر ہو نسبۃ اوسکی ہر دو طرف پس محتاج ہے طرف دوسری چیز کے جیسا کہ علم نیا یا وجود قابل کا یا صلاحیۃ

الکاتب الی لوح واستواء سطحہ او آلۃ کحاجۃ الی القلم وحاجۃ النجار الی المنشار او معاون کحاجۃ

اسکی جیسا کہ کاتب محتاج ہے طرف لوح کی اور سطح مستوی کی اور قلم کی اور حاجۃ نجار کی طرف آرہ کی یا مددگار کی یا حاجۃ حضور

النشار الی النشار او حضور وقت کحاجۃ صانع الادیم الی الصیف او داع کحاجۃ الاکل الی

وقت کی جیسا کہ دباغ محتاج ہے سرما کا یا حاجۃ بلانیوالے کی جیسا کہ حاجۃ خورندہ کی طرف بہوک کے یا حاجۃ طرف زوال مانع کی جیسا

الجوع او الی زوال مانع فی المادۃ کحاجۃ الصبغ الی زوال الوسخ او شئی غیرہا کحاجۃ الغسال للشمس

رنگریز محتاج ہے طرف زوال میل کے کپڑے سے یا اسکے سوا جیسا کہ دہوبی محتاج ہے دہوپ کا اور زوال ابر کا

الی زوال الغیم ومنہا الفاعل بالعنایۃ وہو الذی منشا فاعلیتہ وعلیۃ صدور الفعل عنہ والذی

اور دوسرا فاعل بالعنایۃ ہے وہ یہہ ہے کہ منشاء اوسکی فاعلیۃ کا اور علۃ صدور فعل کے اوس سے علم اوسکا سابقہ

لہ علی الاصدار مجرد علمہ بنظام الکل والجود ولا غیرہ من الامور الزائدۃ ومنہا الفاعل بالرضا وہو

نظام کل کے ہے اور جود اوسکا نہ کوئی اور چیز اور تیسرا فاعل بالرضا ہے وہ یہہ کہ جو اوسکو

الذی علمہ بذاتہ الذی ہو عین ذاتہ یکون سببا لوجود معلولاتہ ومعلوماتہ ای اضافتہ

علم اپنی ذات کا ہے کہ وہ عین ذات کا سبب ہے وجود معلولات ومعلومات کا یعنی اضافہ اوسکے عالمیۃ کے

عالمیۃ بہا ای بعینہا النفس فاضیۃ لہا من غیر تعدد ولا تفاوۃ لا فی الذات ولا فی الاعتبار الا بحسب اللفظ

سا تہہ اگرچہ ہی بعینہا اوسکا پیدا کرتا ہے انکو کچھ فرق بالذات و بالاعتبار نہیں فقط فرق لفظی ہے

والتعبیر فہذہ الثلاثۃ مشترکۃ فی کون کل منہا فاعلا بالاختیار وان کان الاول منہا فی اختیارہ کلام

اور ان ہر سہ اقسام میں فاعل بالاختیار ہوتا ہے البتہ فاعل بالقصد کے اختیار میں کلام ہے

لان اختیارہ حادث فیہ بعد ما لم یکن ولکل حادث محدث فیکون اختیارہ عن سبب مقتض وعلۃ

کیونکہ اختیار اوسکا [illegible]

[illegible]

[illegible]

سبب نفس فاعل کی اپنی اختیار کو یا باختیار خود ہے یا نہیں بر تقدیر اول کلام عود کریگی اور تسلسل لازم اونکا اختیارات

الی غیر النہایۃ وعلی الثانی یکون وجود الاختیار فیہ لا بالاختیار فیکون مضطرا او مجبولا علی ذلک

غیر متناہیہ میں — بر تقدیر ثانی وجود اختیار کا اوسمیں باختیار خود نہ ہوگا بلکہ مضطر ہوگا یا یہہ اختیار کسی غیر سے

الاختیار من غیرہ فینتہی الی الاسباب الخارجۃ عنہ وینتہی بالآخرۃ الی الاختیار الازلی الذی اوجب

ہوگا پس منتہی ہوگا طرف اون اسباب کی جو خارج ہیں اوس سے آخر کو منتہی ہوگا طرف اختیار خدا تعالی اوسکے

[illegible] مستانف وعروض عارض ومنہا الفاعل

[illegible] کر پیدا کیا ہے — اور چوتہا فاعل بالطبع

[illegible] عائق ومنہا الفاعل بالقسر وہو الذی

[illegible] کوئی فعل کری اور چہٹم فاعل بالقسر ہے وہ برخلاف

یفعل بالطبیعۃ المقسورۃ علی خلاف مقتضی طبیعتہ [illegible] ولغیرہ تحریک قاسر وتحویل محول ومنہا

فاعل بالطبع کے جیسے قاسر اپنی قسر سے اوس سے یہہ فعل کراتا ہے اور برخلاف اوسکے طبیعۃ کو اوسکو حرکۃ دیتا ہے اور

الفاعل بالتسخیر وہو الطبیعۃ التی تفعل باستخدام القوۃ القاہرۃ علیہا فی ما ینشاء منہا فی المادۃ

ہشتم فاعل بالتسخیر ہے وہ فعل طبیعۃ کا ہے باستخدام اوس قوۃ کے کہ جو زبردست ہے اوسپر اوس چیز میں کہ جو

السفلانیۃ من الحرکات والاستحالات کالقوی الحیوانیۃ والنباتیۃ فی ما یصدر عنہا طاعۃ

ظاہر ہوتا ہے اوس سے مادہ سفلیہ میں وہ حرکات و استحالات ہیں جیسا کہ فعل قوۃ حیوانیہ ونباتیہ کا اوسمیں کہ جو صادر ہے

[illegible]

کہ جو موقوم ہیں اور انکے وجود کے پس فاعلیت اسکے مخالف فاعلیت طبیعہ و فاعلیت قسریہ کے ہے بلکہ مخالف فاعلیت ارادہ کی

الارادی مثال ذلک ان النفس اذا حرکت البدن بالاختیار فہذہ الحرکۃ لہا النسبۃ فی الصدور

بھی ہے مثال اسکی یہ ہے کہ جب نفس نے باختیار خود بدن کو حرکت دی اسمیں حرکت کو نسبت صدور میں طرف نفس

[illegible]

[illegible] وغیرہ

[illegible]

یسخرون لہ فی ما یفعلونہ سواء کانوا مختارین او مجبورین فان کثیرا من الفاعلین مجبورین فی افعالہم

افعال میں اوسکے مسخر ہیں خواہ مختار ہوں خواہ مجبور ہوں اکثر فاعل اپنے اختیار میں مجبور ہیں اور

[illegible]

وذہب صاحب الاشراق الی انہ فاعل للکل بالرضا، انتہی کلامہ وتلک الصور العلمیۃ الافلاطونیۃ

اور شیخ الاشراقیین کہتا ہے کہ فاعلیۃ اوسکی بہ نسبۃ کل کے بالرضا ہے تمام ہوا کلام صدرا کا اور یہ صور علمیہ افلاطونیہ حقیقت میں

انما ہی بالحقیقۃ معلومات للباری تعالی بالعلم الفعلی لا علمہ الفعلی انما علمہ الفعلی ذاتہ سبحانہ وانما لقی

معلومات خدا تعالی کے ہیں بعلم فعلی نہ علم فعلی ہیں علم فعلی اوسکی خدا کی ذات ہے مجازا ان صور علمیہ افلاطونیہ

لہا العلم مجازا من حیث انہا تنکشف اولا لہ سبحانہ ومعلومۃ لہ بعلمہ الفعلی واطلاق العلم علی

کو علم کہتے ہیں باین اعتبار کہ بعد خدا کو اول منکشف ہوویں اور بعلم فعلی اوسکے اوسکو معلوم ہوویں اطلاق

المعلوم شائع قال اللہ تعالی ولا یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء ای لا یحیطون بشیء من معلوماتہ فلا یرد

علم کا معلوم پر جائز ہے خدا تعالی نے کہا کہ جو خدا کا علم ہے اوسکو کل اشیا احاطہ نہیں کرسکتے یہاں علم سے مراد معلوم ہے لیکن اوسکے

علیہ کون علمہ سبحانہ منفصلا عنہ واستکمالہ بالغیر وہذہ الصور الافلاطونیۃ ہی الاعیان الثابتۃ عند

معلومات کو احاطہ نہیں کرسکتے پس نہیں وارد ہوتا افلاطون پر کہ جب علم فعلی اوسکا یہ صور قائمہ بذاتہا ہو دیں لازم آیا کہ علم فعلی

العرفاء، وذہب بعض القدماء فی ذہب الشک المذکور الی ان قبل الایجاد کانت صور الممکنات مرتسمۃ

خدا کا خدا سے جدا ہوا اور اوسکا کمال غیر سے اور یہی صور افلاطونیہ نزدیک عرفا کے اعیان ثابتہ ہیں اور بعض قدما نے شک مذکور میں کہا ہے

فی ذاتہ سبحانہ وہذا مختار الشیخین ابی نصر الفارابی وابی علی حسین بن عبد اللہ بن سینا قال

جواب دیا کہ قبل ایجاد کے صور ممکنات کی ذات خدا میں مرتسم تھی بوعلی سینا اور فارابی نے یہی مذہب اختیار کیا فارابی نے فصوص میں کہا

الفارابی فی الفصوص واجب الوجود مبدأ کل فیض وہو ظاہر فلہ الکل من حیث لا کثرۃ فیہ فہو

کہا ظاہر ہے کہ خدا تعالی مبدأ ہر فیض کا ہے پس صور اشیا جملہ کی اوسمیں مرتسم ہیں اس سے اوسکے نفس ذات میں کثرت نہیں

من حیث ہو ظاہر فہو ینال الکل من ذاتہ فعلمہ بالکل بعد ذاتہ وعلمہ بذاتہ نفس ذاتہ وتتحد الکل

لازم آتی ہے وہ بذاتہ ظاہر ہے وہ موجد کل کا بذاتہ ہے علم اوسکو کل کا بہ سبب صدور مرتسمہ کے بعد مرتبہ ذات کے اور علم اوسکو اپنی ذات

بالنسبۃ الی ذاتہ فہو الکل فی وحدتہ فعلمہ الاول لذاتہ لا ینقسم وعلمہ الثانی عن ذاتہ اذا تکثر لم

کا بذاتہ ہے کل کو نسبۃ معلومیۃ کی طرف اوسکی ایک سی ہی اوسکی ذات صور کل کے مجتمع ہیں وہ اپنی وحدت میں گویا کل ہے علم اوسکو

یکن الکثرۃ فی ذاتہ بل بعد ذاتہ ما تسقط من ورقۃ الا یعلمہا ولا حبۃ فی ظلمات الارض ولا رطب

جو اپنی ذات کا ہے منقسم نہیں ہوتا اور علم ممکنات کا اوسکو جو بارتسام صور کے ہے وہ کثیر ہے اسواسطے کثرت اوسکی ذات میں لازم نہیں

ولا یابس الا فی کتاب مبین ومن ہناک تجری القلم فی اللوح جریا متناہیا الی القیمۃ اذا کان منبع

آتی جو پتا گرتا ہے اور جو دانہ زمین میں خشک وتر ہے سب کا اوسکو علم ہے بارتسام صور کے یہ سب صور بحکم اوسکے منقول اور ادہر آتی ہیں

بصرک ذلک الحناب و مذاقک من ذلک الفرات کنت فی طیب ثم تدہش علمہ بذاتہ لیس مفارقا

کہ جسکو قلم کہتے ہیں عقل اول سے ہر نفس کلی فلک میں مرتسم ہوتی ہیں کہ جسکو لوح محفوظ کہتے ہیں جب اس دقائق کا تجھکو علم ہوا تو خوش رہیگا پھر تحیر ہو گا

لذاتہ بل ہو ذاتہ و علمہ بالکل صفۃ لذاتہ لیست ہی ذاتہ بل لازمۃ لذاتہ و فیہا الکثرۃ الغیر المتناہیۃ

علم اوسکو اپنی ذات کا عین ذات کا ہے اور علم کل کا اوسکو بہ سبب صور کے صفۃ مضمہ اوسکے ذات میں ہے عین ذات کا نہیں اور ان صور

بحسب کثرۃ المعلومات الغیر المتناہیۃ بحسب مقابلۃ القوۃ والقدرۃ الغیر المتناہیتین فلا کثرۃ فی

میں کثرت غیر متناہی ہے حسب کثرۃ معلومات غیر متناہی کے موافق اوسکے قوۃ و قدرۃ غیر متناہی کے معلومات غیر متناہی ہیں بہ سبب ارتسام

الذات بل بعد الذات فان الصفۃ بعد الذات لا بزمان بل بترتیب الوجود لکن لتلک الکثرۃ ترتیب

صور کثیرہ کے کثرت اوسکے ذات میں لازم آتی یہہ کثرت بعد ذات کیونکہ صفۃ بعد ذات بترتب وجود کے ہے نہ بعد زمان کے لاکن

یرتقی بہ الی الذات والترتیب یجمع الکثرۃ فی نظام والنظام وحدۃ ما و اذا اعتبر الحق ذاتا و صفاتا

اس کثرۃ کو ترتیب ہے جو منتہی طرف ذات کی اور ترتیب جمع کرتی ہے کثرۃ کو نظام میں اور نظام ایک طرح کی وحدت ہے جب اعتبار کیجاوے ذات

کان کلا فی وحدۃ فان الکل متمثل فی علمہ و قدرتہ و منہما حقیقۃ الکل مقررۃ ثم یکسو المواد فہو کل الکل

خدا کی مع ان صور کے ہو گا وہ کل وحدۃ میں کیونکہ کل کے صور اوسکے علم و قدرۃ میں ہیں اور اس علم و قدرۃ سے حقیقۃ کل کی ہے پھر وہ مواد کو موجود

من حیث صفاتہ وقد اشتملت علیہا وحدیۃ ذاتہ انتہی کلامہ قال الشیخ الرئیس فی النمط السابع من

کرتا ہے پس وہ باعتبار صفات کے کل کا کل ہے اور کثرۃ کو اوسکے وحدۃ شامل ہے تمام ہوا کلام فارابی کا اور ابو علی سینا نے اشارات کے نمط سابع میں کہا ہے

الاشارات ادراک الاول تعالی للاشیاء من ذاتہ فی ذاتہ وہو افضل انحاء کون الشیء مدرکا و مدرکا و یتلوہ ادراک

علم فعلی خدا تعالی کا اشیاء کو جاننا اپنی ذات سے ہے اپنی ذات میں کہ وہ علۃ ہے اشیاء کی اور علم علۃ کا مستلزم ہے علم معلول کو پس بعد

الجواہر العقلیۃ للاول باشراق الاول و لما بعدہ منہ من ذاتہ و بعدہا الادراکات النفسانیۃ التی ہی نقش

اوسکے جواہر عقلیہ اپنی علۃ کو بواسطہ روشنی دینے علۃ کے جانتی ہیں اور اپنے معلول کو بذات خود جانتے ہیں اور بعد علم خدا و عقول کے علم

و رسم عن طابع عقلی متبدد بالمبادی والمناسب و لعلک تقول ان کانت المعقولات لا تتحد بالعاقل و

نفوس کا ہے کہ یہہ حصولی ہے بسبب عقل مجرد کے حاصل ہوتا ہے اور اسباب و مبادی علم نفس کے متفرق ہیں اگر کوئی کہے معقولات متحد ساتھ عاقل کے نہیں

لا ببعضہا مع بعض لما ذکرت ثم قد ذکرت ان واجب الوجود یعقل کل شیء فلیس واحدا حقا بل ہناک

ہوتی اور نہ باہم متحد ہوتی ہیں جیسا کہ خود تو نے ذکر کیا پھر تو کہتا ہے کہ خدا کل شے کو جانتا ہے انکی صور اوسکی ذات میں ہوتی جاتی ہیں پس خدا واحد محض

کثرۃ فنقول انہ لما کان یعقل ذاتہ بذاتہ ثم یلزم قیومیتہ عقلا بذاتہ لذاتہ ان یعقل الکثرۃ جاء

نہ رہا ملکہ کثرۃ لازم آئی جواب اسکا یہہ ہے ہر گاہ اوسنے اپنی ذات کو بذاتہ جانا اور علم اوسکا اوسکے ذات کو مستلزم ہے علم کثرت کو پس صور اشیاء کثیرہ کے

الكثرة لازمة متاخرة لا داخلة في الذات متقومة وجاءت ايضا على ترتيب وكثرة اللوازم للذات

لازم و متاخر ہیں اوس سے یعنی داخل ہیں اوسکی ذات میں اور یہہ کثرة بترتیب ہے اور کثرت لوازم کی خواہ یہہ کہ لوازم مباین ہوں

مباينة او غير مباينة لا تثلم الوحدة فالاول يعرض له كثرة لوازم اضافية وغير اضافية وكثرة سلوب وبسبب

یا غیر مباین ذات کے وحدۃ کو نقصان نہیں کرتی پس خداتعالی کو کثرت لوازم اضافیہ کے وغیر اضافیہ عارض ہے اور ایسا ہی کثرت سلبیت کے و اسماء کی

ذلك كثرة الاسماء لكن لا تأثير لذلك في وحدانية ذاته انتهى كلامه واعترض عليه الامام الرازي والمحقق الطوسي

اوسکی وحدة ذات میں داخل ہوتی ہے حاصل یہہ کہ صورتیں اشیاء کی قبول ایجاد کی خدا اور اوسکی ذات میں ہیں یہہ اوسکی لوازم ہیں مترتب ذات سے تمام ہوا کلام شیخ ابو علی کا امام

ان القول بتقرر لوازم الاول في ذاته قول بكون الشيء الواحد قابلا وفاعلا وقول بكون الاول موصوفا بصفات

رازی اور محقق طوسی نے اوسپر چند اعتراض کئی اول یہہ کہ جب اوسکی ذات میں صور اشیاء کے ہوئیں وہ فاعل و قابل ان صور کا ہوگا دوم یہہ کہ وہ موصوف بصفات

غير اضافية ولا سلبية وقول بكونه محلا لمعلولاته الممكنة المتكثرة وقول بان معلوله الاول غير مباين

غیر اضافیہ وغیر سلبیہ کے ہوگا سوم یہہ کہ وہ محل اپنی معلولات متکثرہ کا ہوگا چہارم یہہ کہ معلول اول اوسکا اوس سے جدا نہوگا پنجم

لذاته وبانه تعالى لا يوجد شيئا مما يباينه بذاته بل بتوسط الامور الحالة فيه الى غير ذلك مما يخالف

یہہ کہ جو چیز اوسکا غیر ہے اوسکو وہ نہیں کر سکتا بلا واسطہ صورۃ علمیہ کے کہ جو اوسکے ذات میں مرتسم ہے اور یہہ سب امور خلاف مذہب حکما کی ہیں

مذهب الحكماء والجواب عن الاول ان القابل بمعنى المستعد للشيء الذي هو فاعله لا يجتمع معه واما القابل

جواب اول کا یہہ ہے کہ قابل باین معنی کہ وہ مستعد ہے اوس چیز کا کہ جسکا فاعل نہیں جمع ہوتا ہے ساتھ فاعل کے لاکن قابل بمعنی موصوف

بمعنى الموصوف بالفعل فيجوز ان يكون الشيء الواحد قابلا وفاعلا معا كما صرح به هذان الشيخان قالا

بالفعل کے جائز ہے کہ ایک چیز قابل وفاعل ہو دونوں ایکبار کی جیسا کہ تشریح کی شیخ ابو نصر فارابی و شیخ بو علی سینا نے کہا اونہوں نے قابل کے

القابل يعتبر فيه وجهان احدهما ان يكون يقبل شيئا من خارج فيكون ثمه انفعال وهيولى يقبل ذلك

دو معنی ہیں ایک یہہ کہ کسی چیز کو خارج سے قبول کری پس یہاں غیر سے اثر لینا ہوگا ہیولی ایسے چیز کو خارج سے قبول کرتا ہے

الشيء من خارج وثانيهما قابل لما هو في ذاته من ذاته لا من خارج فلا يكون ثمه انفعال وهذا الوجه الثاني

دوم یہہ کہ قبول کری ایسے چیز کو بذاتہ نہ خارج سے پس یہاں تاثر نہیں یا یہی معنی خداتعالی کو قابل کہا جاتا ہے اور فرق اسمیں کرکہا

يقع على الباري تعالى وفرق بين ان يوصف جسم بانه صار ابيض لان البياض يوجد فيه من خارج و

حاوی جسم کو ہوگیا وہ سپید اور کہا حاوی سپید ہے وہ اول میں سپیدی خارج سے آئی ہے دوسری سپیدی اوسکے

بين ان يوصف بانه ابيض لان البياض من لوازمه وانما وجد فيه واذا اخذت حقيقة الاول تعالى

لوازم سے کہ موجود ہے اوسمیں اور جو وقت کہ لحاظ کیجاوی ذات خداتعالی کا اس وجہ سے اور اوسکے لوازم کی اسی وجہ سے بلاشک یہہ

على هذا الوجه ولوازمه على هذه الجهة استمر هذا المعنى فيه وهو انه لا كثرة فيه وليس هناك قابل وفاعل

معنی اوسمیں جاری ہونگے اورکسی وجہ سے [illegible]

بل من حيث هو قابل هو فاعل [illegible]

اوسی حیثیت سے فاعل ہے اور یہ حکم جاری ہے جملہ بسائط میں کہ انکی ذوات سے انکی لوازم صادر ہوتی ہیں اور یہ لوازم انکی

اللوازم وفي ذواتها تلك اللوازم على انها من حيث هي قابلة وفاعلة فان البسيط عنه وفيه شيء

ذات میں موجود ہیں پس یہ بسائط قابل و فاعل ہیں بسیط سے جو چیز صادر ہو وہ اوسمیں ہے کچھ کثرت

واحد اذ لا كثرة فيه انتهى كلامهما مع حذف لبعض عباراتهما وانت تعلم ان قولهما بكون القابل

نہیں تمام ہوا کلام اون ہر دو کا میں یہ کہتا ہوں کہ قول اونکا قابل بمعنی ثانی سے واحد ہوتی ہے۔ ذات خدا میں

بالمعنى الثاني والفاعل شيئا واحدا في الواجب تعالى مسلم واما حكمهما باطراد هذا الحكم في جملة البسائط

مسلم ہے لیکن جملہ بسائط میں اس حکم کا جاری ہونا میں نہیں مانتا یہ حکم اجب صحیح ہووی کہ جب لوازم

ففيه دغدغة لانه انما يصح اذا صح ان لوازم الماهية مجعولة ومعلولة للماهية ولم يثبت بعد

ماہیت کا پیدا ہونا ماہیت سے ثابت ہووی اسپر آجتک کوی برہان قائم نہیں ہوی

برهان عليه بل الحق ان الممكنات كلها مستندة اليه تعالى اذ لا موثر في الوجود الا الله الا الله

بلکہ حق یہ ہے کہ جملہ ممکنات مستند ہیں طرف خدا تعالی کے کیونکہ موثر و فاعل حقیقی سوای اوسکے کوی نہیں

تصير الامور والجواب عن الثاني ان تلك الصور العلمية ليست من الصفات الكمالية له تعالى

اوسیکی طرف سب امور کا مرجع ہے دوسری اعتراض کا یہ جواب ہے کہ یہ صور علمیہ صفات کمالیہ خدا تعالی سے نہیں ہیں صفات

انما من الصفات الكمالية له تعالى هو العلم وهو عين ذاته المقدسة وتلك الصور انما سميت

کمالیہ سے اوسکی وہ علم ہے کہ جو اوسکے عین ذات کا ہے اور جو علم اوسکے عین

علما فعليا لكون العلم الحقيقي الذي هو عين ذاته متعلقا بتلك الصور قبل ايجاد الاشياء

ذات کا ہے بسبب اوسکے تعلق کے ساتھ صور علمیہ کے ان صور علمیہ کو علم فعلی کہا جاتا ہے کہ وہ متعلق ساتھ ان صور کے قبل ایجاد

وكونها مبادي انكشاف الاشياء في الجملة قال بهمنيار في التحصيل ان الله تعالى اذا كان يعقل ذاته

اشیاء کے ہوا ہے اور یہ صور فی الجملہ مبادی انکشا[illegible]

فيعقل لوازم ذاته والا ليس يعقل ذاته

ورنہ علم اپنی ذات کا بوجہ تام نہوگا اور یہ صور عقلیہ لوازم اوسکے اگرچہ اعراض ہیں

موجودة فيه فليس مما يتصف به او ينفعل عنها فان كونه واجب الوجود بذاته هو بعينه كونه مبدأ

موجود اوسکی ذات میں مگر وہ خدا تعالی ایسے متصف و منفعل نہیں ہوتا ہے اوسکا واجب الوجود ہونا بعینہ مبدا اپنی لوازم کا ہوتا ہے

للوازم هي معقولاته بل ما يصدر عنه انما يصدر عنه بعد وجوده و وجوده تام ويمتنع ان يكون في ذاته محلا

کہ یہہ اوسکے معقولات ہیں بلکہ جو چیز اوس سے صادر ہے بعد وجود اوسکے اوس سے صادر ہے اور نہیں ہوتی ذات اوسکی اوس

ينفعل عنها او يستكمل بها او يتصف بها بل كماله في انه بحيث يصدر عنه هذه اللوازم لا في ان تحل

چیز کی کہ جس سے منفعل یا کامل یا متصف ہو کمال اوسکا بذاتہ یہہ ہے کہ صادر ہوں اوس سے یہہ لوازم نہ یہہ کہ موجود ہوں اوسکی

له فاذا وصف بانه يعقل هذه الامور فانما يوصف به لانه يصدر عنه هذه لا لانه محلها ولوازم ذاته

اوسکو عاقل ان امور کا اسواسطے کہتے ہیں کہ یہہ صادر ہیں اوس سے نہ یہہ کہ وہ محل ہے انکا اور لوازم اوسکی ذات کے یہہ

هي صور معقولة لا على ان تلك الصور تصدر عنه فيتعلقها بل نفس تلك الصور لكونها مجردة عن اللواحق

صور معقولہ ہیں نہ باینمعنے نہ باین معنی کہ یہہ صادر ہوویں اوس سے پس جانا اوسنے انکو بلکہ یہہ صور بہ سبب تجرد کے

تفيض عنه وهي معقولة له فنفس وجودها عنه نفس معقوليتها له فمعقولاته اذن فعلية لا انفعالية

اوس سے معقول صادر ہوتی ہیں پس نفس وجود انکا اوس سے انکی معقولیت ہے اوسکو پس اسیطرح ان صور سے اوسکو انفعال نہیں

انتهى كلامه واما الاعتراض الثالث فمسلم عندي لان الذات الواجبة الغنية لا يسوغ العقل

بلکہ اوسکو انکی فعلیت تمام ہوا کلام اوسکا اور اعتراض سوم کو میں بھی مانتا ہوں کہ میرا ذہن نہیں قبول کرتا اس امر کو کہ ذات غنی خدا تعالی کی

الصمدي والسر النقي ان يكون محلا للممكنات فاقرة الحقيقة والوجود والجواب عن الرابع بانه ان

محل ممکنات محتاجہ کی ہووی اور جواب اعتراض چہارم کا یہہ ہے اگر مراد

رام بقدم المباين ارتسامه فيه فهو اول المسئلة وان نوى به انه متحد به ذاتا ووجودا بلا تغاير ما

عدم مباین سے ارتسام معلول اول کا ہے اوسکی ذات میں تو یہہ اول مسئلہ ہے کہ جسمیں گفتگو ہے واگر مراد اوس

فبطل والجواب عن الخامس بانه عين معتقد اصحاب هذا المذهب بان الشي العيني الذي يترتب

اتحاد معلول کا ہے ساتھہ خدا کے بلا کسی تغایر کے یہہ باطل ہے اور جواب اعتراض پنجم کا یہہ ہے کہ ہمارا مذہب یہی ہے کہ شئے خارجی جو اوس

عليه الآثار لا يوجد الا بسبق العلم عليه والمعلوم بهذا العلم السابق صور علمية لا يترتب عليها

بدون علم سابق کے نہیں پایا جاتا اور معلوم بعلم سابق وہ صور علمیہ ہیں کہ جنپر آثار خارجی مترتب نہیں ہیں حضرت محی الدین ابن العربی کے فصوص کی شرح میں

الآثار وقال القيصري في شرح فصوص ابن العربي قدس سره ان علم الله تعالى بذاته هو عين ذاته

عارف قیصری نے کہا کہ خدا کو علم اپنی ذات کا بذات خود ہے اور حکمت کہ علم اسی وجہ سے کہ قبل از ایجاد صور انکے

وعلمه بالعالم صور الاشياء فيه كليا كان او جزئيا لا يعزب عنه مثقال ذرة في الارض ولا في السماء ولا

اوسمین موجود ہین کلی و جزئی ذرہ کے مانند کوئی جز اوس آسمان و زمین مین پوشیدہ نہین اور اس سے یہہ اعتراض لازم نہین آتا ہے

يلزم محذور بكونه تعالى محلا الامور متكثرة لان الاشياء عينه تعالى باعتبار الوجود والحقيقة وغيره باعتبار

کہ وہ محل کثیر کا ہو جاوی کیونکہ اشیاء اوسکے باعتبار وجود و حقیقۃ کے عین ہین اور باعتبار تقیید و تعین کے

التقييد والتعين والحيثية وليس في الحقيقة حال ولا محل بل وجود واحد ظهر في صورة حال ومحل ونفس

اوسکے غیر ہین در حقیقۃ حال و محل کوئی نہین ایک ہی چیز ہے کہ بصورۃ حال و محل کے ہے اور جسکو نفس الامر کہتی ہین

الامر الذي تحير فيه العلماء هو هذا العالم المحيط انتهى كلامه ويشير اليه بعض كلمات المعلم الاول ارسطو حيث

وہی صور علمیہ ہین تمام ہوا کلام اوسکا اور بعض کلام ارسطو کی بہی طرف مذہب شیخین کی اشارہ کرتی ہے

قال في الميمر الرابع من اثولوجيا وهذه الصورة التي احدثتها الصناعة في حجر لم يكن في الهيولى لكنها كانت

کہا اوسنے اثولوجیا کے میمر رابع مین یہہ صورۃ جو صناعۃ نے بنائی پتھر مین نہ تہے یہہ ہیولی مین لاکن تہی یہہ صورت عقل صانع

في عقل الصانع الذي توهمها وعقلها قبل ان يصير في الحجر والصورة كانت في الصانع ليس كما

مین کہ جانا اوسنے اس صورت کو قبل اسکی کہ یہہ صورت پتھر مین آوی اور صورت تہی صانع مین نہ جیساکہ کوئی کہی صانع کی

تقول ان للصانع عينين ويدين ورجلين لكنها كانت فيه بانه عالم بتلك الصناعة التي احكمها

دو آنکہہ دو ہاتہہ دو پاون ہین لاکن تہے صانع مین باینوجہ کہ وہ عالم ہے اس صناعۃ کا محکم کیا اس صناعۃ کو

وصار العمل بها ويؤثر في الصناعة آثارا حسنة وصورة فائقة والصورة التي احدثها الصانع في

اور آثار اچہے صناعۃ مین کئی صورت خوب ظاہر ہوئی اور جو صورت صانع نے پتہر مین

الحجر كانت في الصناعة احسن وافضل مما في المصنوع والصورة التي في الصناعة ليست هي التي

بنائی یہہ صورت صناعۃ مین افضل تہی اوس صورت سے کہ جو پتہر مین ہے اور جو صورت صناعۃ مین ہے وہ باقی رہی ہے

اتت الى الحجر بنفسها فصارت فيه بل تبقى ثابتة في الصناعة وتاتي منها الى الحجر صورة اخرى

وہ نہین پتہر مین آئی اوسکا مثل اور ادنی اوس سے بوسیلہ صانع کے پتہر مین آتا ہے تمام ہوا کلام اوسکا ملخصا

هي اقل وادنى حسنا بتوسط الصانع انتهى كلامه ملخصا وقال في الميمر الخامس ان الاشياء كلها

و نیز کہا اسی حکیم نے اثولوجیا کے میمر خامس مین کہ کل اشیاء کے جو حالات بر ابدیہ ہین

ابدعت على الاحوال التي هي عليها الآن بالحكمة الاولى ولو ان حكيما فاضلا الى نهاية روى في

اسے حالات پر بحکمت اقدم پیدا ہوئے ہین اگر کوئی حکیم ... مثل ان اشیاء کا بنانا چاہے

مر دله هو ان المبدع ولا شي مبدع فالبدع الذي ابدع ولا صورة له عنده في الذات لان قبل الابداع

یہ ہے کہ وہ مبدا کنندہ ہے اور اسکے سوا کوئی پیدا کنندہ نہیں ہے جو اوسنے پیدا کیا اوسکی صورت اوسکے ذات میں نہیں ہے کیونکہ قبل

انما هو فقط واذا كان هو فقط فليس يقع جهة وجهة حتى يكون هو وصورة او حيث وحيث بها

ایجاد کے فقط وہ ہے اور نہیں ہے کوئی اور جب قبل ایجاد کے وہ اور صورۃ ہوئی وہ فقط ہوا اور وحدۃ خالص اسکے منافی

يكون هو والصورة والوحدة الخالصة تنافي هذين الوجهين والابداع تأييس ما ليس بأيس واذا كان

ہے — اور ایجاد موجود کرنا معدوم کا ہے لیس جب وہ موجد

هو مؤيس الأيسيات فالتأييس لا من شي متقدم وهو مؤيس الاشياء لا يحتاج الى ان يكون عنده صورة

معدومات کا ہو لیس ایجاد اوسکا بلا مادہ درد دوسری کے ہو کا لیس موجد اشیا کو اسکا محتاج نہیں کہ نزدیک اوسکے صورت معلوم

الأيس بالأيسية والا فقد لزمه ان كانت الصورة عنده ان يكون منفردا عن الصورة التي عنده فيكون

کی موجودی ورنہ لازم آتا ہے کہ وہ اور ہے اور صورت اور لیس دو چیز کی ہو گی قبل ایجاد کی ایک وہ اور ایک صورت حالانکہ ہم قبل ایجاد کی فقط

هو وصورة وقد بينا ان قبل الابداع انما هو فقط وايضا فلو كانت الصورة عنده اكانت مطابقة

اوسکو ثابت ہیں و نیز جو صورت اوسکے نزدیک ہے یا مطابق موجود خارجی کے ہے یا نہیں اگر مطابق موجود خارجی کی ہے تو موجودات

للموجود الخارج ام غير مطابقة فان كانت مطابقة فليتعدد الصورة بتعدد الموجودات ولكن

خارجیہ متعدد ہیں یہ صورت بھی متعدد ہونی چاہیے کلیات کلیات کے مطابق جزئیات جزئیات کے مطابق اور یہہ

كلياتها مطابقة للكليات وجزئياتها مطابقة للجزئيات المتغير متغيرها كما تكثرت تتكثر ماد

محال ہے وحدت خالصہ کے منافی ہے اگر یہ صورت مطابق موجود خارجی کے نہیں

اراد بالوحدة ای البسیط ... الصورة ... وصادر عنه قبل الایجاد ...

فكل ذلك مح لانه ينافي الوحدة الخالصة وان لم تطابق الموجود الخارج فليست اذن صورة عنه انما هو

تو موجود خارجی کی صورت نہین کسے اور چیز کی صورت ہے لاکن اوس خداتعالی نے اول

لشئ آخر لكنه تعالى ابدع العنصر الاول الذي فيه صور الموجودات والمعلومات كلها فانبعث من كل صورة

سب سے ایک اس عنصر پیدا کیا کہ جسمین کل موجودات کے صورتین تہین ہر صورت سے ہر موجود موافق

موجود في العالم على المثال الذي في العنصر الاول فمحل الصور ومنبع الموجودات هو ذات العنصر

اپنی صورت علمیہ ازلیہ کے پیدا ہوا پس محل صور کا اور منبع موجودات کا یہہ عنصر اول

ما من موجود في العالم العقلي والعالم الحسي الا وفي ذات العنصر صورة ومثال عنه ومن كمال ذات

ہر موجود حسی وعقلی کے اس عنصر اول مین صورت اور مثال ہے اور کمال ذات خداتعالی سے

الاول الحق انه ابدع مثل هذا العنصر فما يتصوره العامة في ذاته تعالى صور المعلومات اخر لا كثير بل انما

یہہ ہے کہ اوسنے ایسا عنصر پیدا کیا پس جو عوام گمان کرتے ہین کہ قبل ایجاد کے صور اشیاء اسکے ذات مین تہین یہہ حق نہین

صور المعلومات فيما هو ابدعه وتعالى الوحدانية وهوية عن ان يوصف بما يوصف به مبدعه

بلکہ صور اشیاء کے اوسکے معلول مین تہین اور خداتعالی پاک ہے موصوف ہونا ساتہہ اوس صفت کے جسکے ساتہہ اوسکا معلول

انتهى كلامه فظن اكثر العلماء ومنهم المحقق الطوسي من هذا الكلام ان مراد هذا الفيلسوف من العنصر

موصوف ہے تمام ہوا کلام اوسکا محقق طوسی وغیرہ نے اس کلام سے یہہ گمان کیا کہ مراد اس حکیم کی عنصر اول سے عقل اول ہے قبل ایجاد

الاول هو العقل الاول كان فيه قبل الايجاد صورة كل شئ من المعلومات وهذا الجوهر العقلي مع ما

اوسمین صور سب اشیاء کے موجود تہین پس یہہ عقل اول مع جملہ صور کے حاضر ہے

فيه من صور الموجودات حاضر عنده تعالى فلا يعزب عنه مثقال ذرة في الارض ولا في السماء

خدا کے نزدیک پس اوس سے کوئی مثل ذرہ کے زمین و آسمان مین پوشیدہ نہین یہہ ملخص اوسکا

هذا ملخص ما قال المحقق في شرح الاشارات وفيه نظر من وجهين الاول انه يلزم على هذا ان يصدر

ہے کہ جو محقق طوسی نے شرح اشارات مین کہا ہے اسپر دو اعتراض ہین اول یہہ کہ لازم آتا ہے کہ عقل اول اوس سے

عنه العقل الاول بلا سبق العلم عليه لان صور جميع الموجودات قبل ايجادها كائنة في العقل الاول

بلا سبقت علم کے صادر ہووی کیونکہ صور جملہ موجودات کے قبل ایجاد کے عقل اول مین تہین اور عقل

وليس قبل العقل الاول عقل آخر حتى يكون صورته قبل ايجاده فيه وهذا الفيلسوف قد شنع على من قال

اول سے قبل کوئی اور عقل نہین کہ جسمین صورۃ قبل عقل اول کے قبل اوسکے ایجاد کے ہووی اور یہہ حکیم نالس ملیطی

بارتسام صور المعلومات في ذاته تعالى قبل ايجادها وصدور العقل الاول من البارى تعالى بالرضا

ارتسام صور اشیا کا قبل ایجاد کے ذات خدا میں قابل نہیں اور صدور عقل اول کا خدا تعالی سے بر سبیل رضا کے

يمج عنه الطبع الوقاد والذهن النقاد لان العقل الاول موجود عيني اصلي يترتب عليه الآثار و

انکار ان کا ایسے کمتر کیونکہ پسند نہیں ہوگا عقل اول موجود خارجی ہے کہ جس پر آثار مترتب ہوتی ہیں اور صادر ہو

انما صدر عنه بالرضا ماله وجود علمي ظلي لا يترتب عليه الآثار كالصور الافلاطونية القائمة بذاته

برضا وہ وجود ظلی ہے کہ جس پر آثار نہ مترتب ہوں جیسا کہ صور افلاطونیہ کہ بذات خود خدا کے نزدیک حاضر

او الصور العلمية المرتسمة في ذاته تعالى والثاني ان العقل الاول لا شك في كونه من العالم العقلي لا من

ہیں یا وہ صور کہ جو اوسکے ذات میں مرتسم ہیں اور دوم یہ کہ عقل اول بلاشبہ عالم عقلی ہے نہ عالم حسی سے

العالم الحسي وهذا الفيلسوف النحرير قد صرح وما من موجود في العالم العقلي والعالم الحسي الا في ذات

اور حکیم ناس نے تصریح کی کہ جو چیز موجود عالم عقلی و حسی میں ہے اوسکی صورت و مثال عنصر اول میں

العنصر صورة ومثال عنه فلو كان المراد من هذا العنصر العقل الاول لزم ان يكون صورة العقل

موجود ہے اگر مراد اس عنصر سے عقل اول ہووی لازم آتا ہے کہ صورت عقل اول کے

الاول قبل ايجاده موجودا في العقل الاول وبطلانه من الظاهرات الاول بل الحق عندي ان مراده

قبل ایجاد کے عقل اول میں موجود ہو اور یہ بدیہی البطلان ہے بلکہ حق میری نزدیک یہ ہے کہ مراد اوسکی

من العنصر الاول هو امر نوري مجرد بسيط ظل نور الانوار كانه هيولى للصور العلمية والاعيان

عنصر اول سے ایک نور مجرد ہے پرتو نور خدا کا گویا وہ صور علمیہ و اعیان ثابتہ کا ہیولی ہے

الثابتة كلها فيه صور جميع الاشياء الممكنات قبل ايجادها كما ان هيولى العناصر فيها صور

صور جمیع ممکنات کی قبل ایجاد کے اوس میں موجود ہیں جیسا کہ ہیولی عناصر صور محسوسات کے موجود

المحسوسات كلها وهي حاملة لها كذلك هو العنصر الاول النوري المجرد حامل صور علمية مثل

ہیں اور یہ ہیولی حامل صور محسوسات کا ہے ایسا ہی عنصر اول نوری حامل صور علمیہ و مثل نوریہ کا ہے

نورية كلها ويعاضده ما قال الفيلسوف انكساغورس الملطي من اعاظم الفلاسفة واكابر الاساتذة

اور اس میری قول کے مؤید ہے کہ جو حکیم انکساغورس ملطی نے کہا کہ اعاظم فلاسفہ و اساتذہ سے ہے کلام

ان البارى تعالى ابدع الوحدانية صورة العنصر ثم صورة العقل الاول انبعثت عنهما بتحريك البارى

اوسکی یہ ہے کہ خدا تعالی نے پیدا کیا اول صورت عنصر کے پس صورت عقل اول کی اوس سے باتحریک خدا تعالی کے

[illegible] الهيولى [illegible] من تنزلات الانوار [illegible] وصارت [illegible]

ظاہر ہوئی پس عنصر اول نے عقل اول میں وہ صورتیں ڈالیں کہ جو اوسمیں تہیں گروہ گروہ کثرت سے شمار سے اور

الطبقات صور الكثيرة دفعة واحدة كما يحدث الصورة في المرآة الصيقلية بلا البعدية زمان ولا ترتب

یہہ صور کثیرہ یکبارگی پیدا ہو گئے جیسا کہ آئینہ میں بلا بعدیت زمان کے صورت بعیدہ کے حادث ہوتی ہے

بعض على بعض غير ان الهيولى لا يحتمل القبول دفعة واحدة الا بترتيب وزمان فحدثت فيها تلك

اور بعد ان ترتیب بعض کا بعض پر لاکن ہیولی بلا ترتیب و بلا زمان صور کثیرہ کو نہیں قبول کرتا ہے اور اس عنصر و عقل میں

الصور على الترتيب دفعة ولم يزل يخرج العالم بعد العالم على قدر طبقات العوالم حتى قلب انوار الصور

صور کثیرہ مترتب یکبارگی حادث ہوتی ہیں اور اسیطرح جیسے ہمیشہ یہہ صور حسب طبقات عالم کے موجود ہوتی ہیں یہاں تک

في الهيولى وصارت منها هذه الصورة الرذيلة الكثيفة التي لم تقبل نفسا روحانية ولا حيوانية

بدل کیا گیا انوار ان صور کا ہیولی میں بعض صور ہیولانیہ سے ایسی کثیف صورۃ ہوئی کہ وہ نفس روحانیہ اور نفس حیوانی

ولا نباتية وكل ما هو على قبول حيوة وحس فهو بعد في آثار تلك الانوار انتهى كلامه وهذا الكلام

اور نفس نباتی کو نہیں قبول کرتی ہے اور حس صورۃ زندگی و ادراک ہے اوسمیں نور صور عقلیہ نوریہ کا باقی ہے تمام ہوا

نص صريح على ان العنصر قبل العقل الاول وصورة العقل الاول وغيره من الممكنات كانت

کلام اوسکا اور اس کلام سے صاف ظاہر ہے کہ عنصر قبل عقل اول کی ہے صورۃ عقل اول وغیرہ ممکنات کے قبل ایجاد کے اوسمیں موجود

موجودة فيه قبل ايجادها وانما هذا العنصر امر نوري مجرد بسيط شعاع نور البارى تعالى كانه هيولى

تہیں اور یہہ عنصر ایک امر نوری مجرد بسیط ہے شعاع نور خدا تعالی کے گویا یہہ ہیولی نورانیہ ہے

نورانية تقبل الصور العلمية والمثل النورية ويقال لهذا العنصر الاول النوري في اصطلاح

قبول کرتا ہے صور علمیہ الہیہ کو اور صور نورانیہ کو اور اس عنصر اول نوری کو عرفا اسلامیہ ہیولی اولی

العرفاء الهيولى الاولى والهباء قال العارف محي الدين ابن العربي قدس سره في الباب السادس

اور ہبا کہتے ہیں حضرت محی الدین ابن العربی قدس سرہ نے فتوحات مکیہ کے باب ششم میں کہا ہے

من الفتوحات المكية ان الله سبحانه خلق الهباء ثم انه سبحانه تجلى بنوره على ذلك الهباء والعالم

خدا تعالی نے پیدا کیا پہلے سب سے ہبا کو پھر خدا نے اپنی روشنی دی اس ہباء کو اور اس ہباء میں

فيه كله بالقوة فقبل ذلك الهباء منه كل شيء على حسب قوته واستعداده كما تقبل زوايا

کل عالم بالقوہ تہا جب خدا نے اپنی روشنی دی اس ہباء نے اوس روشنی سے حسب استعداد کے ہر شے کی صورت قبول کی

البيت نور السراج وتجلى بقدر قربه من ذلك النور لشدة ضوؤه وقبوله قال الله تعالى مثل نوره كمشكوٰة

جیسا کہ گھر کو منور کرتا نور چراغ کا حسب دوری و نزدیکی اسکے قبول کرنے میں خدا تعالیٰ فرماتا سورہ نور میں کہ ہے مثل نور خدا کی ایسی کہ جیسا طاق

فيها مصباح فشبه نوره بالمصباح فاتم من اقرب اليه قبولا من ذلك الهباء الا حقيقة محمد صلى الله عليه

چراغ جو اس میں ہی تشبیہ دی اپنی نور کی چراغ سے قریب تر روشنی خدا سے طرف ہبا کی حقیقت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھی

المسماة بالعقل الاول فكان سيد العالم باسره واول ظاهر في الوجود فكان ظهوره من ذلك

کہ جسکا نام عقل اول ہے پس محمد صلعم سردار کل عالم کا ہوا اور اول موجود ظہور اوسکا نور الٰہی سے اور اس ہبا سے اور حقیقت

النور الالهي ومن الهباء ومن الحقيقة الكلية وفي الهباء وجد عينه وعين العالم من تجليه

کلیہ سے اور ذات اعلیٰ اوسکی اس ہبا میں موجود تھی اور ذات کل عالم کی نور محمد صلعم سے اور جملہ انسان ...

... [illegible] ... سر الانبياء اجمعين انتهى كلام الكاشف للحق اليقين

... [illegible] ... جملہ انبیاء کا نام ہوا کلام اوسکا ختم اور اوسکا بلند درجہ کی

اعلى الفردوس جنة في عليين وتفصيله ان هذا العالم الحسي كله صنم وظل للعالم العقلي النوري فكل صورة

بہشت میں۔ تفصیل اسکی یہہ ہے کہ یہہ عالم حسی جملہ بت اور سایہ ہے عالم عقلی کا جو صورۃ اس عالم میں ہے

في هذا العالم فهو في ذلك العالم وكما ان في العالم الحسي صور متفاوتة في هيولى واحدة فكذلك في العالم

وہ اس عالم میں بھی ہے اور جیسا کہ اس عالم حسی میں صور مختلفہ ایک ہیولی میں ہیں ایسا ہی عالم عقلی میں

العقلي النوري صور نورية كثيرة في محل واحد هو العنصر النوري وهيولى عالم الاجسام والاجرام

صور نورانیہ بیشمار ایک محل میں ہیں کہ وہ عنصر نوری ہے اور ہیولی عالم اجسام و اجرام کا

ظل وصنم لهيولى عالم العقل الذي هو العنصر النوري وصور عالم الاجسام بشرا شرها اظلال واصنام للصور

بت اور سایہ ہے ہیولی عالم عقلی کا کہ جو عنصر نوری ہے اور عالم اجسام کے جملہ صورت دسایہ ہیں صور نورانیہ

النورية والمثل الروحانية التي حالة في الهيولى النورية وهو العنصر الاول وهذه العنصر الاول النوري

وصور روحانیہ کی کہ جو ہیولی نورانیہ میں موجود ہیں اور یہی ہیولی نورانیہ عنصر اول ہے اور اس عنصر

باعتبار وجوده العلمي اي من حيث ان له ثبوتا غير مترتب الآثار عنده تعالى ولا وجود عيني مع جميع

اول کو باین اعتبار کہ اوسکو وجود علمی ہے فقط وجود عینی نہیں ہے اور جملہ ممکنات کے اسمیں صورتیں موجود ہیں یہ

ما فيها من صور الممكنات يسمى حقيقة محمدية عند العرفاء واليه يشير قول نبينا محمد صلى الله عليه وآله وسلم انا مدينة

عرفا حقیقت محمدیہ کہتے ہیں اور اسکے کی طرف اشارہ ہے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ میں شہر علم کا

وانا مدينة العلم يعني انا مدينة العلم [illegible] ... الحق ... [illegible]

العالم وعلی بابها والمظهر العینی لهذا العنصر الاول الجامع لجمیع الممکنات هو العقل الاول کما ورد فی

ہیں اور علی اوسکا دروازہ ہے اور جو مظہر موجود خارجی اس عنصر اول کا ہے اوسکو عقل اول کہتے ہیں جیسا کہ بعض احادیث میں

بعض الاخبار اول ما خلق الله العقل فالحقیقة المحمدیة وجود علمی ظلی جامع لسائر اشیاء الممکنات

اول جو خدا نے پیدا کیا وہ عقل ہے پس حقیقۃ محمدیہ وجود ظلی ہے جامع کل ممکنات کا اور عقل

والعقل الاول مظهره وجود عینی جامع لما فیها قال الفاضل المیبذی فی الفواتح اسماء الهیه اصور

اول اوسکا مظہر ہے جو وجود خارجی جامع ہے اوسکو جو عنصر اول میں ہے فاضل میبدی نے فواتح میں کہا ہے اسماء الٰہیہ کہ جو

متمیزه در علم حق تعالی است وایشان را اعیان ثابته گویند خواه کلی باشند خواه جزئی واین صور علمیه

اسماء الہیہ بھی کہتے ہیں انکی صور جدا جدا … اور یہہ صور

ازلی فائض شده اند از ذات حق بفیض اقدس پس صور علمیه بعینها می آیند با جمیع توابع ولوازم

ازلیہ یعنی ظاہر ہوئی ہیں ذات خدا سے بفیض اقدس پس یہہ صور علمیہ مع جمیع لوازم کے بفیض مقدس موجود خارجی ہوتی

بفیض مقدس واعیان ثابته نسبت باسماء الهیه ابدان اند ونسبت باعیان خارجیه ارواح اند

ہیں اور یہہ اعیان ثابتہ بہ نسبت اسماء الہیہ کے ابدان ہیں اور بہ نسبت اعیان خارجیہ کے ارواح ہیں اور انہیں کے

وواسطه اند در ایصال فیض باعیان خارجیه لیکن فیض منحصر درین نیست بلکه فیض هر واسطه بهر

واسطے سے اعیان خارجیہ کو فیض آتا ہے لاکن فیض خدا کی انہیں میں منحصر بلکہ فیض اوسکا ہر موجود کو اوس وجہ سے

موجود میرسد از وجه خاص که او را با حق است وللکل وجهة هو مولیها انتهی کلامه وقال العارف

بھی آتا ہے کہ جو وجہ اوسکو ساتھ خدا کے ہے ہر بندہ کو ساتھ خدا کی ایک وجہ خاص ہے تمام ہوا کلام اوسکا اور فاضل

الفاضل مولانا یعقوب کشمیری فی الروائح تجلیات وجود حق بصفات متعدده وتعینات متکثره

وعارف مولانا یعقوب کشمیری نے روائح میں کہا ہے بصفات متعددہ جو تجلیات وجود خدا کے ہیں وہ حقائق

حقائق اسماست وصور آن حقائق را در علم الهی کلیه کانت او جزئیه اعیان ثابته می نامند

اسماء کی ہیں اور صوران حقائق کے علم خدا میں خواہ یہہ صور کلیہ ہوں یا جزئیہ اعیان ثابتہ ہیں اور حقائق

وحقائق اشیاء نیز میگویند پس اعیان ثابته عبارتست از صور علمیه اسمائیه که مفاض است

اشیاء بھی انکو کہتے ہیں پس اعیان ثابتہ وہ صور علمیہ اسمائیہ ہیں کہ پیدا ہوئی ہیں ذات خدا سے

از ذات الهیه بفیض اقدس چه فیض الهی بر دو قسم است یکی فیض اقدس که موجب حصول

بفیض اقدس کہ فیض خدا تعالی کا دو قسم ہے ایک فیض اقدس سے کہ جس سے علم الٰہی میں اعیان ثابتہ مع استعدادات انکے

اعیان ثابتہ واستعدادات ایشان ست در علم الٰہی و دوم فیض مقدس ست کہ سبب ظہور اعیان و مقتضیات استعدادات

پیدا ہوتے ہیں اور دوسرا فیض مقدس کہ جس سے اعیان ثابتہ کو، اور ان کی استعدادات کو وجود

ایشان ست در خارج و مراد از ان ظہور نیست وجود خارجی اعیان ست بلکہ ظہور آثار ایشان ست در ان فان

خارجی ہوتا ہے اور ان کا ظہور خارج میں اور مراد ہماری ظہور سے یہ نہیں کہ اعیان ثابتہ کو وجود خارجی ہوتا ہے

[illegible]

بلکہ ان کے آثار خارج میں ظاہر ہوتے ہیں [illegible] اعیان ثابتہ [illegible] وجود خارجی نہیں تمام ہوا کلام [illegible] جاننا چاہئے کہ جسکو حکما صدور

وعند الحکماء المسمی بالفیض الاقدس عند العرفاء وما ہو الصدور بالعنایۃ عندہم المسمی بالفیض المقدس

کہتے ہیں اور اسکو عرفاء فیض اقدس کہتے ہیں اور جسکو حکما صدور بالعنایۃ کہتے ہیں مراد اسکو عرفاء فیض مقدس کہتے ہیں

عندہم ولذا قال بحر العلوم فی حاشیتہ شرحہ للسلم والصواب عند العقول الناظرۃ قول افلاطون

بحر العلوم نے شرح سلم کے حاشیہ میں کہا عقول ناظرہ کے نزدیک قول صواب افلاطون کا [illegible]

[illegible]

[illegible] اور میر زاہد نے جو حاشیہ

الزاہدیۃ لشرح المواقف ان لابد لتعلق العلم من نحو ثبوت للمعلومات فی الازل مغایرا

شرح مواقف پر لکھا ہے اس پر جو حاشیہ بحر العلوم کا ہے اس میں کہا ہے معلومات کو ازل میں واسطے تعلق علم کے

للوجود فالمعلومات کلہا ثابتۃ متقررۃ حال العدم قبل الوجود بحیث لا یترتب علیہا الآثار

ضرور ایک نحو کا ثبوت چاہئے کہ غیر ہو وجود کا پس جملہ معلومات حالت عدم میں قبل وجود کے ثابت تھے کہ جن پر آثار

الوجودیۃ فاللہ تعالیٰ مبدأ الانکشاف بنفس ذاتہ والاشیاء منکشفۃ و متمیزۃ بذاتہ تعالیٰ

مترتب نہیں پس خدا تعالیٰ مبدأ انکشاف کا اور علم سے متعلق ہے [illegible] اعیان ثابتہ کے

المتعلق بهذه الاعيان الثابتة وهذا هو مذهب الصوفية العالية الكرام ولو حمل كلام افلاطون فى علم

اور یہہ مذہب صوفیہ کرام کا ہے علم باریتعالی مین افلاطون کی کلام کا اسپر حمل

البارى تعالى عليه فتمام التوجيه يجوزه واقتضاء هذه الثبوت ليس على سبيل الجعل الاختيارى حتى يلزم

ہو سکتا ہے اور یہہ ثبوت اعیان ثابتہ کا خداتعالی سے بر سبیل ایجاد اختیاری نہین صادر ہوا تاکہ سبقت علم کی

سبق العلم عليها بل هذه الثبوت من لوازم ذات البارى تعالى ومن مقتضاه الثبوت والصدور

ضرور لازم آوی بلکہ یہہ ثبوت لوازم ذات خداتعالی سے ہے بر سبیل ایجاب اوس سے صادر ہوا ہے

على سبيل الايجاب فلا يلزم قبل هذا العلم علم والتحليل فيه صدر كان هذه الاعيان الثابتة لما كانت

بس اب قبل علم کے اور علم لازم نہین آیا اگر کوئی کہے کہ یہہ اعیان ثابتہ جب خداتعالے کو مناط انکشاف کا

مناط الانكشاف له تعالى فقد استكمل البارى عز وجل فى صفة الكمالية بالغير انك قد علمت

ہووین تو خداتعالی کا استکمال بالغیر لازم آیا صفات کمالیہ مین جواب اسکا یہہ ہے کہ صفۃ کمالیہ خداتعالی

ان ذات البارى مبدأ للانكشاف بنفس ذاته الحقة وليس منتظرا فى كونه مبدأ الانكشاف الى امر

مبدأ انکشاف ہے اور مبدأ انکشاف ذات خداتعالی کی ہے نہ کوئی اور چیز لاکن جو مبدأ انکشاف ہووی

آخر وكونه مبدأ الانكشاف هو الصفة الكمالية لكن لابد للانكشاف من امر يكون منكشفا

ضرور ہے اوسکے برواسطے ایک منکشف ومعلوم کا ہونا اور یہہ تامیۃ مبدأ اور اوسکے کمال مین کوئی ضرر نہین

لهذا المبدأ وهذا لا يضر فى تمامية المبدأ وكماله فيه وهذا كما ان القدرة تقتضى امكان المقدور ولا تتعلق

کرتا ہے مثال اسکی یہہ ہے کہ قدرۃ امکان مقدور کو چاہتے ہے اور ممتنع کے ساتھ قدرۃ نہین متعلق

يصلح لتعلق العلم ومبدأ الانكشاف فلا يضر فى كمالية المبدأ انتهى كلامه فافهم وقال السيد

ہوتی اسیطرح معلوم کو صلاحیۃ نہین رکھنا کہ وہ معلوم ومتعلق علم کا ہووی کمالیہ مبدأ مین کچھ نقصان نہین کرتا تمام ہوا کلام اوسکا

الهروى فى حاشيته شرح التهذيب لدفع هذا الاعضال وجب حرق الاشكال ان الممكن

سید زاہد ہروی نے شرح تہذیب کے حاشیہ مین اس اعتراض کا یہہ جواب دیا ہے کہ ممکن ایک جہۃ عدم کی ہے

جهتين جهة العدم ولا يتعلق العلم بهذه الجهة وجهة الوجود وهى راجعة اليه تعالى فعلمه تعالى بذاته

اس جہۃ سے علم اوسکے متعلق نہین ہوتا اور ایک جہۃ وجود کی یہہ جہۃ رجوع کرتی ہے طرف خدا کی بس خدا

عين علمه بالممكنات انتهى ملخصا الطله المحقق السهالي في العروة الوثقى انه ان اراد ان الممكن

اپنی ذات کا علم بعینہ علم ممکنات کا ہے رد کیا اسکو محقق سہالی نے عروۃ الوثقی میں اگر مراد اوسکی یہ ہے کہ ممکن

لا يعلم حال العدم بل حين الوجود فهو بعينه مذهب المعترض ثم يبطل بانه بناء على تحقق العلم قبل

حال عدم میں نہیں معلوم ہوتا یہ بعینہ مذہب معترض کا ہے واگر مراد اوسکی یہ ہے کہ ممکن نہیں معلوم ہوتا ہے مگر جب

وجود المعلوم وان اراد ان الممكن لا يعلم الا موصوفا بالوجود وان كان ذلك الاتصاف في زمان لاحق

موصوف بوجود اگرچہ یہ اتصاف زمان لاحق میں ہو تو باطل ہے کیونکہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ جو ممکن ازلاً

ففساده ظاهر لانه يلزم على هذا ان لا يعلم الممكن المعدوم ازلا وابدا مع انه لا يعلم الممكن بما هو ممكن من علمه بحيث

وابداً معدوم ہے وہ معلوم نہو حالانکہ ضرور ہے کہ ممکن جاوی باین حیثیت کہ اوسکو صلاحیت وجود

الصالح للوجود والعدم على السواء على انه لا دخل لهذه المقدمة في كون الواجب بحقيقته منشأ لانكشاف

وعدم کی برابر ہے علاوہ اس مقدمہ کو کچھ اسمیں دخل نہیں کہ خدا تعالی بذات خود منشاء انکشاف اشیاء کو

الاشياء حتى يكون علمه تعالى عين ذاته وان اراد ان الممكن لا يعلم الا من حيث صلاحيته للوجود فباطل ايضا

ہے تاکہ اوسکا علم عین ذات کا ہو واگر مراد اوسکی یہ ہے کہ ممکن نہیں جانا جاتا معلوم مگر بصلاحیت وجود کے تو یہ

لانه من حيث صلاحيته للعدم ايضا واجب العلم وان اراد ان جهة وجود الممكن هي الصادرة عنه تعالى دون

بھی باطل ہے کیونکہ بصلاحیت عدم کے بھی ضرور ہے کہ معلوم ہووے واگر مراد اوسکی یہ ہے کہ جہت وجود ممکن کی صادر

العدم فمسلم لكن لا يفيد ان يكون العلم والانكشاف بنفس ذاته تعالى وان اراد معنى آخر فلا بد من بيانه

ہے خدا سے نہ جہت عدم کی یہ ہمنے مانا لیکن اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ وہ خدا قبل وجود اشیاء کے منشاء انکشاف

حتى ينظر فيه وقال الفاضل قاضي مبارك في شرح السلم تقليدا لبعض من سبقه القدوس الحق

کا ہو واگر مراد اوسکی کچھ اور ہے تو بیان کری تاکہ اوسمیں نظر کیجاوے اور قاضی مبارک تقلید بعض سابقین کے شرح سلم میں

في اقصى مراتب التجرد اذ هو وجود بحت قائم بذاته متقدس عن الماهية فضلا عن المادة فهو لا محالة ظاهر

نہایت خدا تعالی پاک ہے ماہیت سے اور مادہ سے وہ وجود صرف ہے پس وہ اعلی درجہ کے تجرد میں ہے پس وہ ضرور اپنی ذات

لذاته بنفس ذاته فهو عقل وعاقل ومعقول لا يزيد تعقله على ماهيته التي هي الوجود وجملة الجائزات

کے بذات خود ظاہر ہے پس وہ علم وعالم ومعلوم ہے اوسکا علم اوسکی ذات پر کچھ زائد نہیں اور جملہ ممکنات

السنخ ماهياتها وموجوديتها الطبيعة الذات والوجود بالقياس اليه تعالى فهي معلومة له تعالى بذاتها

اوسکے سبب موجود ہیں کہ اوس خدا تعالی سے ایک ربط ہے پس جملہ ممکنات خدا تعالی کو بذاتہا معلوم ہیں

لا الصور ہا فالموجودات باسرہا من حیث الوجود الرابطی معلومة وصور علمیة له تعالی فعلمه الاجمالی بتلک

نہ یہہ کہ اونکی صورت اوسمین ہے پس جملہ ممکنات باعتبار وجود رابطی کے معلوم اور صور علمیہ خدا تعالی کے ہین پس علم اجمالی

الاشیاء نفس ذاته تعالی وعلمه التفصیلی نفسها فہی معلومة له تعالی من جہتین فانہا بوجودہا الاجمالی

ان اشیاء کا ذات خدا تعالی کی ہے اور علم تفصیلی انکا انکی ذات ہے پس ممکنات خدا کو دو وجہ سے معلوم ہین یہہ

متحدة معه تعالی تنطوی علمہا فی علمه بذاته تعالی وبوجودہا التفصیلی حاضرة عنده بلا حلول

ممکنات بوجود اجمالی متحد ہین ساتہہ اوسکے علم انکا اوسکی اپنی ذات کے علم مین پیچیدہ ہے اور بوجود تفصیلی یہہ ممکنات حاضر

وقیام بذاته تعالی انتہت رقته وختمت نعمته وأورد علیه السید احمد علی السندیلی وبحر العلوم

ہین بذاتہ اوسکے آگے تمام ہوا رونا اوسکا اور گانا اوسکا وارد کیا اسپر سید احمد علے سندیلی اور بحر العلوم نے

اولا انه ما ذا اراد بکون ذوات الجائزات بمہیاتہا ووجوداتہا رابطیة الذات ان اراد انہا بنفس ذواتہا

اول یہہ کہ قول اوسکا ممکنات بماہیات ووجودات اپنی کے رابطیة الذات ہین اگر مراد اوسکی اس سے یہہ ہے

ووجوداتہا مرتبطة ارتباط المعلول بالعلة فمسلم لکن لا یلزم منه انطواءہا فی ذاته حتی یصیر علمه تعالی

کہ ممکنات بنفس ذوات ووجودات اپنی کے مرتبط ہین ساتہہ خدا کے جیسا کہ ارتباط معلول کا ساتہہ علة کے مانا،

بذاته علمہا وانما یلزم لو کفی نفس المعلولیة العلم بان یکون العلم بالعلة نفس العلم بالمعلول ولم یصح

اسکو لیکن اس انطواء اونکا خدا کی ذات مین لازم نہین آتا تا کہ اوسکو علم اپنی ذات کا بعینہ علم اونکا ہو یہہ جب ہو

ہذا بالبرہان والذی صح ہو ان العلم بالعلة یستلزم العلم بالمعلول واین ہذا من ذاک وان اراد معنی

کہ جب علم علة نفس علم معلول کا ہو اور ایسا نہین بلکہ علم علة کا مستلزم ہے علم معلول کو اور ان ہر دو مین فرق ہے

آخر فلیصور اولا حتی یتکلم فیه وثانیا ان جملة الجائزات من حیث رابطیة الذات وبما یعنیه التحقیق

و اگر مراد اس سے اور شے ہو بیان کرے اوسکو تا کہ ہم اوسمین کلام کرین دوئم یہہ کہ جملہ ممکنات بحیثیت رابطیة ذات کے ساتہہ

معنی ارتباطہا بعلتہا فہی بوجودہا التفصیلی ایضا رابطة الذات فیلزم ان تکون بوجودہا

اپنی علة کے بوجود تفصیلی بہی رابطیة الذات ہین پس چاہئے کہ ممکنات بوجود تفصیلی بہی ساتہہ خدا کے

التفصیلی ایضا متحدة معه تعالی وینطوی علمہا بوجودہا التفصیلی فی علمه بذاته تعالی مع انه لا یقول

متحد ہو وی اور جب وہ اپنی ذات کو جانے ممکنات کو بہی بوجود تفصیلی انکے جانے حالانکہ یہہ فاضل اسکا قایل

به وطائفة من المتکلمین قالوا فی وجه التفصی عن ہذا الشک المتین ان ہذا العالم کله من الحوادث

نہین اور بعض علماء متکلمین نے اس اعتراض مذکور سخت سے یہہ جواب دیا ہے کہ جملہ ممکنات کو قبل ایجاد کے

والمراد بالممكنات كان وجود اجمالها عند الباری تعالی قبل الايجاد فكانت تلك الاشياء منكشفة

نزدیک خدا تعالیٰ کے وجود اجمالی تہا بہ سبب اسی وجود اجمالی کے سب ممکنات اوسکو قبل ایجاد کے معلوم و منکشف

عنده سبحانه قبل الايجاد بهذا الوجود الاجمالی واورد عليه الامام الرازی بان الوجود الاجمالی لا

تہے امام رازی نے مباحث مشرقیہ میں اسی وجود اجمالی کو باین تقریر باطل کیا کہ یہہ وجود

معنی له لان هذا الموجود بوجود واحد اما عين الموجودات بوجودات كثيرة او غيرها وعلى الثانی

اجمالی ممکنات کا جو وجود واحد ہے یا عین اون موجودات کا ہے کہ جو موجود بوجودات کثیرہ ہیں یا اون موجودات

لم يكن هذا الوجود وجود المعلومات العينية المتميزة فلزم تعلق العلم الفعلی قبل وجود الاشياء

غیر ہے بر تقدیر ثانی یہہ وجود اجمالی وجود معلومات خارجیہ متمیزہ کا نہوگا پس قبل وجود اشیاء کے لازم آیا تعلق علم فعلی کا

بالمعدوم الصرف وعلى الاول فالكثرة ان كانت موجودة فی الوجود الواحد فلا اجمال وان كانت

ساتہہ معدوم صرف و بر تقدیر اول اگر کثرت وجود واحد میں موجود ہے اجمال نہیں ہے وار کثرت وجود

معدومة او بعضها موجودة وبعضها معدومة فلا اجمال ايضا ولزم تعلق العلم بالمعدوم ايضا

واحد میں معدوم ہے یا بعض موجود اور بعض معدوم ہے تو بہی اجمال نہیں اور تعلق علم کا ساتہہ معدوم کے لازم ہے

وقال بحر العلوم فی حاشيته على الحاشية الزاهدية لشرح المواقف ان الوجود والاجمال الذی ليس لان فی

اور شرح مواقف پر جو میر زاہد کا حاشیہ ہے اوسپر جو حاشیہ بحر العلوم کا ہے اوسمیں کہا او سنے کہ وجود اجمالی باطل ہے کیونکہ

هذه المرتبة اما اتحد المعلومات كلها ويكون الوجود الواحد وجود الكل وهو باطل لان اتحاد الاثنين

اس مرتبہ اجمال میں یا جملہ معلومات متحد ہونگے اور سب کا ایک وجود ہوگا یہہ باطل ہے شیخ نے شفا میں کہا کہ دو چیز ایک نہیں

محال لانهما بعد الاتحاد ان بقيا كما كانا فلا اتحاد او عدما او عدم احدهما وبقی الآخر فلا اتحاد ايضا

ہو سکتے ہیں کیونکہ وہ بعد اتحاد کے اگر ایسے ہیں جیسا کہ پہلے تہیں اتحاد نہیں واگر ہر دو معدوم یا ایک معدوم دوسرا باقی

كما قال الشيخ فی الشفاء او لم يتحد المعلومات بل هی موجودات متعددة ولكن عرض لها نوع من

تو بہی اتحاد نہیں یا اس مرتبہ میں جملہ معلومات متحد نہونگے موجودات متعددہ ہونگے مگر ایک نحو کی وحدت اونکو

الوحدة فلا اجمال او للمعلومات وجود بوجود لبعض وجوهه وهذا ليس وجود المعلومات حقيقة

عارض ہے تو بہی اجمال نہیں یا وجود ان معلومات کو بوجود لبعض وجوہ کے تو یہہ وجود معلومات کا حقیقۃ میں نہوا اور

ومن ههنا اتضح لك ان ما قال اصحاب العلم الاجمالی فی تبيانه بالتمثيلات كما قد قالوا هذا

وجود اجمالی والے اسکے تمثیلات چند بیان کرتے ہیں کبہی کہتے ہیں کہ یہہ اجمال مانند حد و محدود کی ہے

الا بالمثل الجدد والمجددو كما قال اخرون علمه تعالى بنفس ذاته منطو على سلسلة الممكنات انطواء النواة

اور کبھی کہتے ہیں کہ علم خدا کا منطوی ہے جملہ ممکنات کو جیسا کہ تخم منطوی ہوتا ہے شجر کو

على الشجر وكما قال بعض المحصلين مثل انطواء علم الممكنات في علمه تعالى بنفس ذاته مثل ما يحصل دفعة عند

اور کبھی کہتے ہیں کہ علم ممکنات کا اوسکے علم بذاته میں منطوی ہے جیسا کہ وقت سوال سائل کے جواب یکبار کی ذہن میں آجاتا ہے

سوال سائل من جواب المسائل ثم تفصيله العقل تفصيلا شيئا فشيئا الا انه من الحق شيئا فان الكلام في ان

مفصل اوسکی بعد اوسکے تفصیل کرتے ہیں یہ سب تمثیلات واہیات ہیں کیونکہ ہماری کلام اسمیں ہے کہ معلومات کو

المعلومات متميزة قبل وجودها فلا بد له من نحو ثبوت ولا ينفع في دفعه هذه التمثيلات انتهى كلامه

قبل اپنی وجود کے تمیز ہے پس ضرور ہے کہ قبل وجود کے کسی نحو کا ثبوت ہووے اور ہماری بیان سے یہ تمثیلات نافع دفع اشکال

وللاولياء الكرام والعرفاء العظام اصحاب الاذواق والاحوال المستمدين في الاحوال يقررون هذا الكلام

[illegible] علماء بھی اوسکو

[illegible] اهم وانا اذكر

[illegible] مسئلہ کی تقریر کی ہے

في هذا المقام ما قال الفاضل الحبر القمقام المحقق السهالي قدس سره في العروة الوثقى اعلم ان العرفاء

اوسکا ملخص میں بیان کرتا ہوں عرفا کہتے ہیں جب خدا تعالی بذات خود متجلی ہوا اور اوسنے اپنی ذات

قالوا لما تجلى الحق بذاته لذاته وشاهد فيها اسماءه وصفاته مجملة وليس المراد بالاسماء والصفات هي المسماة

میں جملہ اسماء وصفات کو مجملاً دیکھا یہ اسماء وصفات امور کلیہ وجزئیہ ہیں بلکہ جملہ ممکنات ہیں کہ جنکو عالم کہتے ہیں

والمسمون بل الامور الكلية والجزئية التي هي نفس العالم بل الممكنات بتمامها وذلك لانه تعالى منبعها

اور ممکنات کو اپنی ذات میں اسواسطے مشاہدہ کیا کہ وہ انکا منبع ومنشا ہے اور مشاہدہ منبع کا موجب مشاہدہ اجمالیہ اوس

ومنشاها والمشاهدة لذاته توجب مشاهدة اجمالية لما له منبع اراد ان يشاهدها في حقيقة تكون له

چیز کو کہ جسکا منبع ہے پس ارادہ کیا اوسنے کہ ان ممکنات کو ایک ایسی چیز میں دیکھے کہ مانند آئینہ کے ہووے پس ایک ذات

كالمرآة وهي حقيقة جامعة لجميع المراتب الامكانية العلوية والسفلية وهي المسماة بالحقيقة

ایسی پیدا کی کہ جو جامع جملہ ممکنات عقلیہ وسفلیہ کہتے کہ نام اوسکا حقیقت محمدیہ ہے یہ علم الہی ہیں

المحمدية وحقيقة هذا النوع الانساني في الحضرة العلمية ولكونها صورة جامعة للحقائق كلها تسمى

مسمی ہے حقیقت انسانی کے سب اور جبکہ اسکا کہ یہ حقیقت جامع کل حقائق کی ہے اسکو انسان کبیر بھی کہتے ہیں

بالانسان الكبير الخ فوجدت حقائق العالم اجمالا متضمنا في المرتبة الالهية الجامعة للاسماء فاوجد هذه الاسماء

پس جو مرتبہ الہیہ جامع اسماء و صفات کا تھا اوسکے مانند یہ حقیقت جامع کل حقائق کی پیدا کی اسمیں جملہ ممکنات

في تلك الحضرة العلمية تفصيلا ايضا فصارت اعيانا ثابتة وهي مناط العلم التفصيلي له تعالى عندهم

بوجود ظلی تفصیلی موجود ہوے کہ جنکو اعیان ثابتہ کہتے ہیں اور یہ اعیان ثابتہ قبل وجود عینی کے مناط علم تفصیلی خدا کا

قبل الوجود العيني لها فجميع الحقائق التي تضمنها الاعيان الثابتة في الحضرة الاحدية عين الذات

ہیں اور جمیع حقائق کہ متضمن ہیں اونکو اعیان ثابتہ حضرت احدیہ میں وہ عین ذات کے ہیں

ثم جعلها في العين مطابقا للوجود العلمي بايجاد العقل الاول فيه المشار اليه بقوله صلى الله عليه وسلم اول ما خلق

پس موجود خارجی کیا اسی حقیقت کو ساتھ ایجاد عقل اول کے اسیطرف اشارہ ہے قول اوس صلے اللہ علیہ والہ وسلم کا سب سے

الله نوري وايجاد غيره من الموجودات التي تضمنها العقل الاول ثانيا وهذا المذكور للحق تعالى بمنزلة

پہلے خدا نے میرا نور پیدا کیا اور جو موجودات کہ عقل اول نے متضمن ہیں وہ دوسری مرتبہ میں موجود ہوی اور یہ انسان مانند

انسان العين من العين الذي يكون به النظر وهو المعبر عنه بالبصر ولهذا سمي انسانا فانه به نظر الحق

پتلی آنکھ کے ہے کہ جس سے کوئی چیز دیکھی جاوے انسان کے معنی لغت پتلی آنکھ کے ہیں اسیواسطے آدم کو انسان کہا کس سے

تعالى الى خلقه فرحمهم باعطاء الوجود العلمي وهو ازلي فعينه الثابتة ازلية وباعطاء الوجود العيني الروحاني

خدا نے اپنی خلق کو دیکھا وہ آدم حضرت خاتم الانبیاء ہے پس اپنی رحم سے اون ممکنات کو وجود علمی ازلی دیا کہ جو اعیان ثابتہ ہیں اور

لانه متعال عن الزمان واحكامه وازلية الاعيان الثابتة والارواح المجردة بدوام عليتها بخلاف

وجود خارجی روحانی دیا کہ جو بلند ہے زمان وغیرہ سے اور اعیان ثابتہ وارواح مجردہ کی ازلیت بجہت دوام اونکی علت کے ہے اور

ازلية المبدع لها فانها بعدم الافتقار ولهذه الحقيقة الانسانية الجامعة مظاهر في جميع العوالم

ازلیت خدا کی بخلاف اوسکے بمعنی عدم افتقار کے ہے اور اس حقیقت محمدیہ انسانیہ کے جملہ عوالم میں مظہر ہیں مظہر

فالمظهر الاول لها في عالم الجبروت وهو المسمى بالروح الكلي وهو اللوح المحفوظ وهو بالوجود العلمي

اول اوسکا جو عالم جبروت میں ہے اوسکو روح کلی و لوح محفوظ کہتے ہیں وہ بوجود علمی

مرآة علمه تعالى وبالوجود العيني هو المسمى بالعقل الاول وفي عالم الملكوت وهو النفس الكلية التي يتولد

آئینہ علم خدا کا ہے اور بوجود عینی اوسکا نام عقل اول ہے اور مظہر اوسکا جو عالم ملکوت میں ہے وہ نفس کلی ہے کہ

منها النفوس الجزئية ويسمى بالكتاب المبين وفي عالم الطبيعة وهو النفس المنطبعة ويسمى بكتاب

جس سے نفوس جزئیہ متولد ہوتے ہیں اوسکو کتاب مبین کہتے مظہر اوسکا عالم طبیعت میں نفوس منطبعہ ہیں کہ جنکو کتاب

المحو والاثبات وفي عالم الملكوت والناسوت هو آدم ابو البشر عليه الصلوة والسلام وهذه خلاصة كلماتهم

محو و اثبات کہتے ہیں اور عالم ناسوت میں مظہر اوسکا حضرت آدم علیہ السلام و السلام ہیں یہہ خلاصہ عرفا کی کلمات طیبہ کا

الطيبة الدائرة على السنتهم الرطبة فاحفظ هذا المقام فانه يجديك في مواضع من مزال الاقدام واثبت

ہے اسکو حفظ رکہنا چاہیئے کہ اکثر مقام مشکل میں یہہ نفع دیتا ہے یہہ مسئلہ علم فعلی کا مینے تہوڑا ذکر کیا ہے مینے نہ چاہا کہ طلبہ

وذكرت هذه المسئلة ههنا بقدر الكفاية ولم ارانی ان ادری الطلبة عن هذا المبحث لسباهرة المسغبة

زمانہ کو اس مسئلہ سے میرانی بہوکے میں دیکہوں اور اونکو لقمہ نہ دوں شرح سلم و شرح حکمة العین میں اس مبحث کو

والزيادة في شرحنا للسلم وشرحنا لحكمة العين فروع فيها سطوع منها ان العلم الفعلي له سبحانه

مینے زیادہ بیان کیا ہے علم فعلی خدا تعالی کا سبب وجود اشیا کا

وتعالى سبب وجود الاشياء الممكنة قال الشيخ الرئيس في التعليقات العلم في الاول الحق غير مستفاد

ہے شیخ بو علی سینا نے تعلیقات میں کہا ہے علم فعلی خدا کا موجودات سے حاصل نہیں

من الموجودات فعلمه سبب لوجود الموجودات فلا يجوز عليه التغير وعلمنا مستفاد من خارج فيكون

بلکہ وہ سبب وجود موجودات کا ہے اوسمیں تغیر جائز نہیں اور علم ہمارا خارج سے حاصل ہے سبب

سببه وجود الشيء فاذا كنا لا ندري الا الجزئيات المتغيرة وانها تبطل فيبطل علمنا بها والمثال

اوسکا شے غیر ہے پس نہیں ادراک کرتے ہیں مگر جزئیات متغیرہ کو اور یہہ باطل ہو جاتی پس علم ہمارا بہی

في كون علمه تعالى سببا لوجود الموجودات هو كما لو علم الانسان صورة بناء فبنى على تلك الصورة بناء المكان

جو ساتہ اوسکے بہا باطل ہوتا ہے اور وہ علم فعلی خدا کا جو سبب وجود موجودات کا ہے جیسا کہ اولا تصور کری

علمه تعالى سببا لوجود الموجودات اعنی من دون آلة وارادة وارادة متجددة بل كانت المتجددات

صورت کسی چیز کی پہر موافق اس صورت کے بنا دی ہر گاہ علم خدا کا سبب وجود موجودات کا ہوا بلا آلہ و ارادہ نو حادث کے

تابعة للمعلومات صح معنى قوله كن فيكون الحي هو الدراك الفعال ولما كان سببا لوجود الاشياء

بلکہ متجددات تابع اوسکے معلومات کے ہیں صحیح ہو دی معنے اوسکے قول کن کا ہو تو پس ہوا وہ زندہ وہ ہے جو دانا و کنندہ ہے

وكان عالما بذاته كان من حيث هو عالم فاعل فكان من حيث هو عالم حيا اذ لا يحتاج الى شيء

اور ہر گاہ وہ خدا سبب وجود اشیا کا ہوا اور عالم بذاتہ وہ بحیثیت عالمیت کے فاعل ہے پس وہ بحیثیت علم کے زندہ ہے کیونکہ وہ محتاج

آخر به يفعل كما لو كان علمنا يكفي في ان نفعل شيئا لم نحتج معه الى قوة اخرى بها نفعل بل كنا

طرف دوسری چیز کی کہ بہ سبب اوسکے فاعل ہوا گر ہمارا علم ہماری فاعلیت کو کافی ہو وے نہ محتاج ہوویں ہم طرف قوة دوسری کے

من حيث عالمين فاعلين لكنا احتجنا من حيث نحن عالمين وقال في النمط السابع من الاشارات الصور

تو حیثیت میں کہ ہم بحیثیت عالمیت فاعل ہوں اگرچہ ہم محتاج ہیں عالمیت میں طرف اور قوت کے اور اشارات کے نمط سابع میں کہا ہے صور

العقلية قد يجوز بوجه ان تستفاد من الصور الخارجية مثل ما تستفيد صورة السماء من السماء وقد يجوز

عقلیہ کبھی ایسے ہوتی ہیں کہ حاصل ہوتی ہیں صور خارجیہ سے جیسا کہ صورت آسمان کی آسمان سے معلوم ہوتی ہے اور کبھی صورت

ان تسبق الصورة اولا الى القوة العاقلة ثم تصير لها وجود من خارج مثل ما تعقل شكلا ثم تجعله موجودا

[illegible]

المكن هو عالم به تعالى فما علمه الله يكون موجود البتة وما لم يعلمه الله لا يكون موجودا قطعا بل الامكان

لیا جانا وہ موجود ہے اور جسے اوسکو نہ جانا اور کبھی موجود نہیں ہو سکتا بلکہ وہ ممکن ہی ہے کیونکہ ممکن وہ ہے کہ جو علم

ممكنا الا انه لو كان ممكنا لوقع في علم الله وهو مع كونه ممكنا ان لم يقع في علم الله لزم نقصان علمه تعالى

فعلی خدا میں واقع ہے پس اگر وہ با وجود امکان کے واقع علم فعلی خدا میں نہیں لازم آتا ہے کہ خدا تعالی کو جملہ ممکنات کا احاطہ

لعدم احاطته الممكنات كلها وعلمه تعالى منزه عن نقصانه فلا يتوهم هذا التوهم وهذا الاصل استحسنه ما قبله

علما اسنے پسند کیا

[illegible] ولو علم الله فيهم خيرا لاسمعهم ان كل ما كان حاصلا

قول خدا تعالی کا اگر خدا او نمیں خیر جانتا تب اونکو سماعت دیتا اسکی تفسیر میں امام رازی نے کہا کہ جو چیز

فانه يجب ان يعلمه الله تعالى فعدم علم الله بوجوده من لوازم عدمه فلا جرم حسن التعبير عن عدمه في

ممکن الحصول ہو اوسکا علم خدا کو ضرور ہے پس عدم علم خدا کا اوسکے وجود کو اوسکے لوازم عدم سے ہے خدا کو جب اوسکا علم نہ ہوا

نفسه بعدم علم الله بوجوده وقال في تفسير قوله تعالى قل اتنبئون الله بما لا يعلم في السموات ولا في

گویا اوسکو ہرگز وجود نہیں اور قول خدا کا ای محمد کہدے تو ان سے کہ تم خبر دیتے ہو یا آگاہ کرتے خدا کو اوس چیز سے کہ جسکو خدا زمین

الارض والمراد من نفي علم الله تعالى بذلك تقرير نفيه في نفسه وبيانه انه لو وجوده البتة لانه

و آسمان میں نہیں جانتا اسکی تفسیر میں امام رازی نے کہا مراد نفی علم خدا سے یہ ہے کہ اوس چیز کے درحد ذات وجود نہیں

لو كان موجودا لكان في علم الله ومعلوما له وحيث لم يكن معلوما له تعالى لا يكون موجودا اصلا

یعنی اسکو وجود نہیں اگر اسکو وجود ممکن ہوتا خدا کے علم میں یہ چیز ضرور ہوتی جب علم خدا میں یہ چیز نہ ہوئی وجود اسکا ممکن نہیں

انتہی کلامہ ومنہا انک قد علمت سابقا ان نفس الامر عبارۃ عن علم اللہ تعالی ای ما ہو واقع فی علمہ الازلی تفصیلا

حاصل ہوا کہ مرا ما اسکا اور جاننا چاہئے کہ نفس الامر اوسکو کہتے ہیں کہ جو علم تفصیلی ازلی خدا تعالی میں واقع ہے یعنی اعیان ثابتہ

یعنی الاعیان الثابتۃ والصور الافلاطونیۃ القائمۃ بانفسہا او الصور المرتسمۃ فی ذاتہ تعالی علی رای الشیخین

و صور افلاطونیہ قائمہ بذات خود یا مرتسم ہوں ذات خدا میں جیسا کہ گمان کیا محمد بن محمد ابو نصر

محمد بن محمد ابا نصر الفارابی والشیخ ابو علی حسین بن عبد اللہ او العقل الاول وغیرہ من اللوح المحفوظ

فارابی اور شیخ ابو علی حسین بن عبد اللہ نے اور عقل اول و لوح محفوظ وغیرہ سب اوسکے مظاہر ہیں باعتبار

مظاہرہا کما قد علمت انفا فنفس الامر حقیقۃ بالذات ہو الاعیان الثابتۃ التی ہی علم اللہ وللہ

تمثلیہ حقیقتہ ہیں نفس الامر یہ اعیان ثابتہ ہیں کہ جنکو مجازا علم الہی کہتے ہیں خدا برکت دے ارسطو کو

جو اوستاد اول جملہ مشائین کا ہے وہ کہتا ہے علم خدا تعالی کا بلند ہے اس سے کہ اوسکو صادق کہا جاوے

حکم علم خدا کا حق ہے کہ وہ عین واقع کا ہے تو مطابق واقع کے نہ ہوا کلام ارسطو کا اور محقق طوسی نے جب یہ گمان کیا کہ صور ممکنات

قبل الایجاد ما کانت مرتسمۃ فی العقول فقال ان الواقع ونفس الامر ہو العقل الفعال فان صور جمیع

قبل ایجاد کے مرتسم نہیں عقول مجردہ میں کہا اوس نے کہ واقع اور نفس الامر عقل فعال ہے کہ صور جمیع ممکنات کی اوسمیں

الکائنات موجودۃ فیہ واحکام الموجودات والمعدومات باسرہا مرتسمۃ فیہ وقد ورد علیہ وجوہ

موجود ہیں اور احکام موجودات و معدومات کے اوسمیں مرتسم ہیں اسپر چند وجوہ وارد ہوئے ہیں [illegible]

الاول ما قال العلامۃ القوشجی فی شرح التجرید ان کثیرا من القضایا لیس کذلک فان قولنا اجتماع النقیضین

یعنی اعتراض کیا اول یہ کہ ہر ایک یہ جانتا ہے کہ قول ہمارا اجتماع نقیضین کا محال ہے سچ ہے حالانکہ او

محال صادق مع انہ لم یرتسم صورۃ [illegible] العقل الفعال [illegible]

تصور ہی نقیضین کا [illegible] عقل فعال اور اسی قضیہ کے ارتسام کا [illegible]

فیہ والثانی ایضا ما قال انہ لو کان کذلک لوجب ان الحکم [illegible] حتی یعلم ان ما فی العقل

ہو دوسرا یہ کہ اگر عقل فعال نفس الامر ہو تو [illegible] واجب ہے کہ کوئی شخص کسی قضیہ کو صحیح نہ کہے [illegible] نہ جانے

الفعال علی ای وجہ من السلب والایجاب اللہم الا ان یقال ان ما فی العقل الفعال یدرک بالقضیۃ

کہ نفس عقل فعال میں موجود ہے [illegible] سالبہ البتہ یہ جواب [illegible] اسکا یہ ہے کہ جو [illegible] عقل فعال [illegible]

البدیہۃ او البرہان فبذلک علیم اجاب المحقق الدوانی فی الحاشیۃ القدیمۃ بان قولہ لان کلواحد

یا دلیل سے ثابت ہے باین وجہ وہ جانا گیا محقق دوانی نے حاشیہ قدیمہ میں اس اعتراض کا جواب دیا کہ قول اوسکا

من العقلاء الخ ہذا الکلام من قبیل ان یقال المشار الیہ باناجوہر مجرد باطل لان کلواحد من العقلاء یشیر

ہر ایک یہہ جانتا ہے الخ یہہ کلام مانند اسکے ہے کہ کوئی کہے کہ جسکو ہم انا کہتے ہیں ۔ اوسکا جوہر مجرد ہونا باطل ہے کیونکہ ہر دانا اشارہ

الیہ بانا مع انہ لم یتصور الجوہر المجرد اصلا او یقال کون الزمان مقدار الحرکۃ الفلک باطل لان

کرتا ہے اور اوسنے تصور جوہر مجرد کا نہیں کیا یا مانند اسکے کوئی کہے کہ زمانہ مقدار حرکت فلک کا نہیں کیونکہ ہر ایک زمانہ

کلواحد یقسم الزمان الی اجزائہ مع عدم تصورہم مقدار حرکۃ الفلک الی غیر ذلک من النظائر

کو طرف اجزا کی تقسیم کرتا ہے حالانکہ اوسنے تصور مقدار حرکت فلک کا نہیں کیا اور نظائر اسکے بیشمار ہیں اور قول اوسکا

لا یخفی شناعتہا و قولہ مع انہ لم یتصور الخ باطل لانہ تصور العقل الفعال بہذا الوجہ وہو انہ الواقع و نفس

حالانکہ اوسنے تصور عقل فعال نہیں کیا باطل ہے اسواسطے کہ جب اوسنے یہہ کہا کہ قول ہمارا مطابق واقع کی ہے

الامر و مطابق للصوادق وان لم یتصور بخصوصیۃ کونہ عقلا و محلا لارتسام صور الکائنات و لم

تصور عقل فعال کا اس وجہ سے ہو گیا اگرچہ خصوصیۃ عقل کی و محل ارتسام صور کے نہوا ہو اور دلیل سے یہہ نہیں

یدل البرہان علی ان المتصور بہذا الوجہ ہو العقل المتصف بتلک الصفات کما فی اثبات النفس و

ثابت ہوا کہ جو متصور باین وجہ مخصوص ہووے وہ عقل متصف باین صفات ہے جیسا کہ اثبات نفس و زمان

الزمان و غیرہا من المطالب الحکمیۃ انتہی کلامہ الثالث ان قولنا الباری تعالی موجود فی نفس الامر

وغیرہ مطالب حکمیہ میں مذکور ہے تمام ہوا کلام اوسکا سوم یہہ کہ قول ہمارا خدا تعالی موجود ہے نفس الامر میں

صادق مع انہ لیس بموجود فی العقل الفعال واجیب عنہ بان امتناع وجودہ تعالی بنفسہ فیہ لا یوجب

سچ ہے حالانکہ وہ عقل فعال میں موجود نہیں اسکا جواب یہہ ہے کہ البتہ ذات خدا کی عقل فعال میں موجود نہیں مگر یہہ

ان لا یکون ہذا العقد موجودا فیہ کیف وہو من عقائدنا الحاصلۃ فی المتک بالاذہان العالیۃ

قضیہ کہ خدا موجود نفس الامر میں یہہ قضیہ ہمارے اذہان سافلہ میں موجود ہے اذہان عالیہ میں کیوں نہ موجود ہوگا

فتامل قال صاحب الافق المبین واما النسب العقدیۃ فی الاذہان العالیۃ التی ہی الانوار المفارقۃ

اور صاحب افق المبین نے کہا جو قضایا جو ہر عقلیہ کے ذات میں موجود ہیں اون قضایا کا رتبہ صدق سے بلند تر ہے

والمراتب الشامخۃ المرتفعۃ عن افق الزمان فخامرہا فی الصدق ارفع و اعلی من ذلک کلہ فان علم الانوار

اسواسطے کہ علم انوار عقلیہ کا بلند ہے اس سے لہذا اوسکو صدق نہیں بلکہ وہ عین حق کا ہے اوسکو حق کہا جاتا ہے

العقلية والمفارقة قال النورية اجل من ان يوصف بالصدق وانما هو قراح الحق بمعنى انه الواقع الذي

کیونکہ علم اوسکا عین واقع کا ہے کہ جسپر صدق قیاس کیا جاتا ہے اور صادق وہ ہے کہ جو مطابق واقع کے ہو مطابق بالکسر اور

يقاس الصدق والحق المطابق للواقع الذي هو الصادق والمتحقق انتهى كلامه والمطابق

مطابق بالفتح کو حق کہتے ہیں پس علم عقول حق ہے نہ صدق تمام ہوا کلام اوسکا و منجملہ جاننا چاہیے کہ جمیع

شرح السلم ومنها ان القضاء هو الصور العلمية لجميع الممكنات الموجودة بالوجود الظلي عنده تعالى

ممکنات کے قبل ایجاد کے جو صور علمیہ موجود ہوتی ہیں ظلی ہیں اونکو قضا کہتے ہیں اور ممکنات کے وجود

قبل الوجود العيني والقدر هو الوجود العيني لتلك الصور العلمية قال الشيخ الرئيس في النمط السابع

خارجی کو قدر کہتے ہیں شیخ رئیس نے اشارات کے نمط سابع میں کہا ہے کہ خدا تعالی جزئیات کو

من الاشارات فواجب الوجود يجب ان لا يكون علمه بالجزئيات علما زمانيا حتى يدخل فيه الآن

اسطور پر نہیں جانتا ہے کہ داخل ہو اوسکے علم میں زمانہ حال و ماضی و مستقبل کا تاکہ

والماضي والمستقبل فيعرض لصفة ذاته ان يتغير بل يجب ان يكون علمه بالجزئيات على الوجه

عارض ہو اوسکے صفت ذات کو تغیر بلکہ ضرور ہے کہ علم اوسکا جزئیات کو منزہ ہووے زمان و دہر سے

المقدس العالي عن الزمان والدهر ويجب ان يكون عالما بكل شيء لان كل شيء لازم له بوسط او بغير

اور ضرور ہے کہ وہ عالم ہو ہر شے کا کیونکہ ہر شے معلول اوسکا ہے بواسطہ یا بلا واسطہ پہونچتی ہے

وسط يتادى اليه بعينه قدره الذي هو تفصيل قضائه الاول تاديا واجبا اذ كان ما لا يجب لا يكون

ہر شے کو قدر اوسکی کہ جو تفصیل اوسکے قضا اول کی ہے پہونچنا ضروری اور جو چیز اوسکی قضا میں واجب

كما علمت انتهى كلامه قال المحقق الطوسي في شرح الاشارات تقرير هذا الكلام انه لما كان

نہیں وہ غیر ممکن ہے محقق طوسی نے شرح اشارات میں تقریر اس کلام کی یہہ کی ہے کہ جملہ ممکنات

جميع صور الموجودات الكلية والجزئية التي لا نهاية لها حاصلة من حيث هي معقولة في

کلیہ و جزئیہ کی صورتیں قبل ایجاد کے مبدع خدا تعالی کے عالم اعلی میں موجود تہیں اور ان صورتوں میں اکثر

العالم العقلي بابداع الاول الواجب اياها وكان ايجادها بتعلق منها بالمادة في المادة على

صور مادیات کی کہ ایجاد اونکا بعد تعلق مادہ کے ہو تو وہ صورتیں یکبارگی نہیں قبول کرسکتا صور کثیرہ

سبيل الابداع مستحيلا اذ المادة غير متناهية لقبول صورتين معا فضلا عن تلك الكثرة

کو یکبارگی قبول کرے اور نیز [illegible] کا حال کہ اس مادہ کا ایجاد ان صور کے [illegible]

قوله قال المحقق الطوسي وقال الامام الرازي في شرح الاشارات واما القضاء والقدر فيعني بالقضاء [illegible] هو الحكم [illegible] ان القضاء [illegible] المعلول الاول [illegible] والمعلول [illegible] الذي يترتب عليه [illegible] المعلول [illegible] واما القدر فهو [illegible] [illegible] الصادرة منه طولا وعرضا [illegible] الى المعلول الاول [illegible] التفصيل [illegible] انتهى كلامه [illegible]

وكان الجود الالٰهي مقتضيا لتكميل المادة بابداع تلك الصور فيها واخراج ما فيها بالقوة من قبول

اور اخراج ان صور کا قوت سے طرف فعل کی اس مادہ میں پس اوسنے حکمت سے زمانہ غیر متناہی پیدا کیا کہ بیچ

تلك الصور الى الفعل قدر بلطف حكمته زمانا غير منقطع في الطرفين يخرج فيه تلك الامور من القوة

صور غیر متناہیہ زمانہ غیر متناہی میں قوت سے طرف فعل کی ایک ایک کر کے نکلتی ہیں اور مادہ ان صورت

الى الفعل واحد ابعد واحد فيصير الصور في جميع ذلك الزمان موجودة في موادها والمادة كاملة

کامل ہووے جب یہ مقرر ہوا اب جاننا چاہیے کہ جملہ موجودات کا عالم عقلی میں مجملا

بها واذا تقرر ذلك فاعلم ان القضاء عبارة عن وجود جميع الموجودات في العالم العقلي مجتمعة

بر سبیل ابداع موجود ہونا اسکا نام قضا ہے اور ان موجودات کا اپنے مادہ خارجی

ومجملة على سبيل الابداع والقدر عبارة عن وجودها في موادها الخارجية مفصلة واحدا بعد واحد

بتفصیل و ترتیب موجود ہونا اوسکا نام قدر ہے خدا تعالیٰ نے قرآن مجید

كما جاء في التنزيل في قوله عز من قائل وان من شيء الا عندنا خزائنه وما ننزله الا بقدر

میں فرمایا ہر شے کے ہمارے پاس خزانے ہیں بقدر معلوم ہم اوسکو موجود خارج میں کر

معلوم والجواهر العقلية وما معها موجودة في القضاء والقدر مرة واحدة والجسمانيات وما

ہیں اور جوہر عقلیہ اور جو اون میں ہے وہ قضا و قدر میں یکبار گی موجود ہوئے اور جسمانیات قضا

معها موجودة فيها مرتين انتهى كلامه وقال الشيخ الرئيس في الفن الثالث من طبيعيات

میں جدا اور قدر میں جدا موجود ہوئی تمام ہوا کلام محقق کا اور شیخ رئیس نے طبیعیات شفا کے تیسرے فن میں کہا ہے

الشفاء ان جميع الاحوال الارضية منوطة بالحركات السماوية حتى الاختيارات والارادات

کہ جملہ احوال ارضیہ کا منشا حتی کہ اختیارات و ارادات کا حرکتہ سماویہ ہے کیونکہ اختیارات و ارادات

فانها لا محالة امور تحدث بعد ما لم تكن ولكل حادث بعد ما لم يكن علة وسبب حادث

ہمارے حادث ہیں اور ہر حادث کے واسطے علت و سبب ضرور ہے اور یہ علت و سبب منتہی ہوتا

وينتهي ذلك الى الحركة ومن الحركات الى الحركة المستديرة فقد فرغ من ايضاح هذا

طرف حرکت کی اور جملہ حرکات منتہی ہوتے ہیں طرف حرکت مستدیرہ فلک کی پس اختیارات ہمارے

فاختيار اتنا ايضا تابعة للحركات السماوية والسكونات الارضية المتوافقة على الطرف المتسق

تابع حرکات سماویہ و سکونات ارضیہ کے ہیں کہ ملی ہوئی ہیں اوپر حرکت متسق کی اور سبب ہیں ہماری

تكون دواعي الى القصد وبواعث عليه وبذا هو القدر الذي اوجبه القضاء والقضاء هو الفعل الالهي الواحد

قصد کے اسکو قدر کہتے ہیں کہ جسکو واجب کیا ہے قضا نے اور قضا ایک ہے فعل خدا کا کہ جو غالب ہے سب پر اور اس سے جملہ مقدرات

المستعلي على الكل الذي منه تنبعث المقدرات وقال في الفصل الاول من المقالة العاشرة من الالهيات

ظہور میں آتے ہیں اور کہا اس شیخ نے الہیات شفا کے دسویں مقالہ کے پہلے فصل میں مبادی جملہ شئیہ کے

الشفاء ان مبادي جميع هذه الامور تنتهي الى الطبيعة والارادة والاتفاق والطبيعة مبدأها من هناك

منتہی ہیں طرف طبیعۃ اور ارادہ اور اتفاق کے اور طبیعۃ سبب جگہ سے ہے اور ارادات ہمارے حادث

والارادات التي لنا كائنة بعد ما لم تكن وكل كائن بعد ما لم يكن فله علة وكل ارادة فلها علة وعلة

ہیں بعد عدم اور جو حادث بعد عدم کے ہے اوسکے واسطے علت ہے پس ارادہ کے واسطے علت ہے اور علت ہمارے

تلك الارادة ليست ارادة متسلسلة الى غير النهاية بل امور تعرض من خارج ارضية وسماوية

ارادہ شاخص کے دوسرا ارادہ نہیں ہمارا نہیں ہے [illegible]

والارضية تنتهي الى السماوية واجتماع ذلك كله يوجب وجود الارادة واما الاتفاق فهو حادث من

ہیں امور ارضیہ کی علة امور سماویہ ہیں اور اجتماع موجب ہمارے ارادہ کا ہے اور امور اتفاقیہ انکے مصادمات سے حادث

مصادمات هذه فاذا احللت الامور كلها استندت الى مبادي ايجابها منزلة من عند الله

ہوتے ہیں یہ امور جملہ مستند ہیں طرف اپنے مبادی ایجاب کے کہ جو نازل ہیں خدا کی طرف سے اور قضا اوسکو

تعالى والقضاء من الله سبحانه وتعالى هو الوضع الاول البسيط والتقدير هو ما يتوجه اليه القضاء

کہتے ہیں کہ جو خدا نے اول ایک چیز [illegible]

على التدريج كانه موجب اجتماعات من الامور البسيطة تنتسب من حيث هي بسيطة الى القضاء

بامر حسب اجتماعات امور بسیط کا ہے [illegible] طرف قضا الہی کہ وہ حکم خدا کا

والامر الالهي الاول ولو امكن انسانا من الناس ان يعرف الحوادث في الارض والسماء جميعا

اول ہے اگر ممکن ہو انسان کو کوئی ایسا ہو جملہ حوادث ارضیہ و سماویہ اور اوسکے طبائع کو جانے

وطبائعها لفهم كيفية جميع ما يحدث في المستقبل انتهى كلامه وقال المعلم الثاني للمشائين

وہ کیفیت جملہ حوادث مستقبل کے سمجھتا تمام ہوا کلام بو علی سینا کا اور ابو نصر فارابی کہ جو معلم ثانی مشائین کا ہے

ابو نصر الفارابي في الفصوص لحظت الاحدية فكانت قدرة فلحظت القدرة فلزم العلم

فصوص میں کہتا ہے خدا نے اپنی احدیۃ کو لحاظ کیا قدرۃ نظر آئی جسوقت قدرۃ کو لحاظ کیا صدور اشیاء حکمت کیا

الثانی المشتمل علی الکثرة وهناک افق عالم الربوبیة یلیها عالم الامر وفیه یجری به القلم علی اللوح فینتقش

جسمیں موجود ہوئی ہیں علم ثانی ہے اور یہ افق عالم ربوبیت کا ہے بعد اسکے عالم مجردات کا ہے عقل اول نے نفس کلی میں علوم دیئے

الوحدة حیث یغشی السدرة ما یغشی ویلقی الروح والکلمة وهناک افق عالم الامر یلیها العرش

پس وحدت میں کثرت ہوگئی بانتہاء اور عقل و نفس لے یہ افق عالم مجردات کا ہے بعد اسکے عرش و کرسی و آسمان وغیرہ

والکرسی والسموات وما فیها کل یسبح بحمده ثم یدور علی المبدأ وهناک عالم الخلق یلتفت منه الی عالم الامر و

ہیں سب اور سب کی حمد و ثنا کرتے ہیں پس مدور ہوتا ہے اور یہ مبدأ اسکے احاطہ عالم جسمانی ہے اس سے طرف عالم مجرد

لا یتوهم کل فرد الا نظن ان القلم آلة جمادیة او اللوح بسیط مسطح او الکتابة نقش مرقوم بل القلم

کی التفات ہوتا ہے اور کوئی ہرگز یہ گمان نہ کرے کہ قلم آلہ جمادی ہے یا لوح چوب مسطح ہے یا کتابة کا معنا نقوش کا ہے بلکہ

ملک روحانی واللوح ملک روحانی والکتابة تصویر الحقائق فالقلم یتلقی ما فی الامر من المعانی و

قلم فرشتہ ہے کہ جسکو عقل اول کہتے ہیں اور لوح نفس کلی کو بلکہ کتابة سے مراد متوجہ علم کا دینا ہے پس خدا کی طرف سے جو علم

یستودعه اللوح بالکتابة الروحانیة فینبعث القضاء من القلم والقدر من اللوح اما القضاء فیشتمل

ہوتا ہے اسکو قلم لیکر لوح کو اپنی توجہ خاص سے دیدیتا ہے پس قضاء قلم و عقل اول کیطرف سے ہے اور قدر نفس کلی کی طرف

علی مضمون امره الواحد وما امرنا الا واحدة والقدر یشتمل علی مضمون التنزیل وما ننزله الا بقدر معلوم ومنها

جسکو لوح محفوظ کہتے ہیں مضمون قضاء کا امر واحد مجمل ہے اور مضمون قدر کا تفصیلی ہے عقول عالیہ سے علم آتا ہے طرف

یسبح الی الملائکة التی فی السموات ثم یفیض الی الملائکة التی فی الارضین ثم یحصل القدر المقدر

عقول سماویہ کی پس طرف عقول ارضیہ کی پس حاصل ہوتی ہے قدر مقدر وجود میں یہی مراد ہے جو خدا تعالی نے کہا ہے اور

فی الوجود وکان امر الله قدرا مقدورا انتهی کلامه قال شارح المواقف ان قضاء الله عند الاشاعرة

خدا کا ایک قدر اندازہ کیا گیا تمام ہوا کلام شیخ ابونصر فارابی کا سید شریف نے شرح مواقف میں کہا قضاء الہی اشاعرہ کے

هو ارادته الازلیة المتعلقة بالاشیاء علی ما هی علیه فیما لا یزال وقدره ایجاده ایاها علی قدر مخصوص

نزدیک ارادہ ازلی خدا کا ہے متعلق ساتھ اشیاء کے جیسا کہ ہیں یہ اس عالم میں اور قدر الہی موجود کرنا خدا کا ہے

وتقدیر معین فی ذواتها واحوالها والمعتزلة ینکرون القضاء والقدر فی الافعال الاختیاریة الصادرة

اشیاء کو بر قدر معین و احوال مخصوصہ کے او معتزلہ یہ کہتے ہیں کہ جو بندہ کے افعال اختیاریہ ہیں انکی قضاء و قدر کا

عن العباد ویثبتون علمه تعالی بهذه الافعال ولا یسندون وجودها الی ذلک العلم بل الی اختیار

کچھ علاقہ نہیں خدا کو انکے افعال کا علم ہے مگر ان افعال کی اسناد اسکی طرف نہیں ہے بلکہ اسناد افعال عباد کی طرف

العباد وقدرتهم انتهى كلامه ومنها ان الله سبحانه عالم بالكليات والجزئيات مجردة كانت اومادية

قدرة واختيار عباد کی ہے تمام ہوا کلام اوسکا اور جانا جاہی کہ خدا تعالی عالم کلیات وجزئیات کا ہے خواہ مادیہ ہوں خواہ مجردہ

وقد وقع فی کلام الحکماء انه تعالی یعلم الجزئیات لا علی الوجه الجزئی بل علی الوجه الکلی قال الشیخ فی الاشارات

اور کلام حکما میں واقع ہے کہ خدا تعالی جزئیات کو بوجہ کلی جانتا ہے نہ بوجہ جزئی شیخ رئیس نے اشارات میں کہا ہے

واجب الوجود یجب ان لا یکون علمه بالجزئیات علما زمانیا حتی یدخل فیه الآن والماضی والمستقبل

ضرور ہے کہ خدا تعالی جانے جزئیات کو باین وجہ کہ علم اوسکا انکو زمانی نہووی تاکہ داخل ہواوسمیں حال ماضی و مستقبل

فیعرض لصفة ذاته ان یتغیر بل یجب ان یکون علمه بالجزئیات علی الوجه المقدس العالی عن الزمان

اور عارض ہواوسکی صفۃ ذات کو تغیر بلکہ علم اوسکا جزئیات کو بلند تر ہے زمان و دہر سے یعنی بعلم زمانی اونکو نہیں جانتا

والدهر قال المحقق الطوسی فی شرحه ان هذا الحکم یوهم مناقضة للقول بان الکل معلول للواجب

محقق طوسی نے اسکی شرح میں کہا کہ یہہ حکم مناقض اوسکے کہ جو کہا اونہوں نے کل ممکنات معلول خدا کے ہیں کہ وہ

العالم بذاته والعلم بالعلة یوجب العلم بالمعلول فذکر دفعا لهذا الوهم انه یجب ان یکون علمه بالجزئیات

عالم اپنی ذات کا ہے اور علم علۃ کا مستلزم علم معلول کو ہے پس اسکے دفع میں کہا اونہوں نے کہ علم اوسکا جزئیات کو بوجہ

علی الوجه الکلی الذی لا یتغیر بتغیر الازمنة والاحوال واعلم ان هذه السیاقة تشبه سیاقة الفقهاء فی

کلی ہے کہ جو متغیر نہیں ہے بتغیر ازمنہ و احوال کے اور یہہ طریقہ مشابہ طریقہ فقہا کے ہے کہ خاص کرتی ہیں بعض

احکام عامہ کو جہاں اونپر اعتراض وارد ہوتا ہے اور یہہ اسواسطے کہ قول اوسکا علۃ کا جاننا مستلزم ہے علم معلول

التخصیص بالمعلول ان لم یکن کلها لم یمکن ان یحکم باحاطة الواجب بالکل وان کان کلها وکان الجزئی

کو اگر کلی نہووی نہیں ہم کہہ سکتے کہ خدا سب کو جانتا ہے واگر کلی ہووی تو ضرور ہے کہ وہ جزئی متغیر کو بہی جانے

المتغیر من جملة معلولاته اوجب ذلک الحکم ان یکون عالما به لا محالة فالقول بانه لا یجوز ان یکون

لیکن کہ وہ بہی معلول خدا تعالی کا ہے پس یہہ کہنا کہ وہ عالم جزئی متغیر کا نہیں تاکہ اوسکو تغیر نہ عارض ہووسکے

عالما به لامتناع کون الواجب موضوعا للتغیر تخصیص لذلک الحکم الکلی بحکم آخر عارضه فی البعض

یہہ تخصیص قول کلی کی ہے جب دوسرا قول اوسکے معارض ہوا اور ایسی تخصیص طریقہ فقہا کا ہے

الصور وهذا دأب الفقهاء ومن یجری مجریهم ولا یجوز ان یقع مثل ذلک فی المباحث العقلیة

مباحث عقلیہ میں ایسی تخصیص ہرگز جائز نہیں ہے بہ سبب تعارض احکام کے

لامتناع تعارض الاحکام فیہا فالصواب ان یوخذ بیان ہذا المطلب من ماخذ آخر وہو ان یقال العلم

درست اس مطلب کا بیان اور وجہ سے ہے یعنے قول انکا کہ خدا جزئیات متغیرہ کو بوجہ کلی جانتا ہے

بالعلۃ یوجب العلم بالمعلول ولا یوجب الاحساس وادراک الجزئیات المتغیرۃ من حیث ہی متغیرۃ لا یکون

اوسکا یہ معنی ہے کہ البتہ علم علت کا مستلزم علم معلول کو ہے مگر مستلزم احساس معلوم کو نہیں اور علم جزئیات

الا بالآلات الجسمانیۃ کالحواس وما یجری مجراہا والمدرک بہذا الادراک یکون موضوعا للتغیر لا محالۃ

متغیرہ کا بالات جسمانیہ ہوتا ہے اور عالم بحواس موضوع تغیر کا ہے اور علم جزئیات کا بوجہ کلی عقل سے ہوتا ہے نہ احساس سے

واما ادراکہا علی الوجہ الکلی فلا یمکن الا بالعقل والمدرک بہذا الادراک یمکن ان لا یکون موضوعا

اور عالم بعلم عقلی موضوع تغیر کا نہیں پس خدا تعالی و ملائکہ مجردہ حواس جسمانیہ سے پاک ہیں وہ جزئیات متغیرہ کو جزئی

للتغیر فاذن الواجب الاول وکل ما لا یکون موضوعا للتغیر لا یمکن ان یدرکہا الا ...

تعالی سبحانہ لما کان مجردا محضا وبسیطا صرفا مقدسا عن المادۃ وعلائقہا من الآلات الجسدانیۃ

مجرد و بسیط ہے مادہ اور آلات جسمانیہ و حواس جسدانیہ سے بالکل پاک ہے اور یہ کہ خدا کلیات کو

والجوارح الجسمانیۃ وکان یعقل الکلیات ایضا لا بالآلات بل بالعقل الصرف الذی ہو مجرد بسیط فہو

بہ تعقل جانتا ہے نہ باحساس و بالات جسمانیہ پس وہ خدا تعالی جیسا کہ کلیات کو بوجہ کلی جانتا ہے

سبحانہ تعالی کما یعلم الکلیات بالوجہ الکلی ای لا بالآلات بل بنفس ذاتہ کذلک یعلم الجزئیات ایضا بنفس

یعنے آلات سے نہیں جانتا بلکہ کلیات بذات خود جانتا ہے ویسا ہی جزئیات کو بذات خود جانتا ہے بالات

ذاتہ المتعالیۃ لا بالآلات وہذا معنی قولہم انہ تعالی یعلم الجزئیات المادیۃ علی الوجہ الکلی وقد

جسمانیہ نہیں جانتا ہے یہ معنے ہے انکے قول کا کہ خدا جزئیات کو بوجہ کلی جانتا ہے اور کبھی وہ کلی اوسکو

یعلم الجزئیات

ہی جانتے ہیں کہ صورۃ علمیہ مدرک کے نزدیک حاضر ہو پس اب انکے قول مذکور کا یہ معنے ہوگا کہ خدا جزئیات کو

بالصور العلمیۃ الحاضرۃ عندہ سبحانہ وقال صاحب المحاکمات والحق الصریح الذی لا یشوبہ شبہۃ

بسبب انکی صور علمیہ کے جانتا ہے - اور صاحب محاکمات نے کہا کہ وہ کلام درست کہ جسمیں کچھ شبہ نہ ہو وہ یہ

ان تعقل الجزئيات من حيث انها متعلقة بزمان تعقل بوجه جزئي متغير ومن حيث انها غير متعلقة بزمان

کہ علم جزئیات کا بایں وجہ کہ یہ جزئیات زمانیہ ہیں یہہ علم بوجہ جزئی ہے اور متغیر ہے اور بایں وجہ کہ یہہ جزئیات زمانیہ نہیں

تعقل على وجه كلي لا يتغير وقد بين الوجه الذي لا يتعلق بالزمان بالوجوب عن اسبابها فان

یہہ علم بوجہ کلی غیر متغیر ہے اور جو وجہ کہ متعلق بزمان نہیں وہ یہہ ہے کہ واجب ہونا ان جزئیات کا اپنی اسباب سے

من عقل الجزئيات من حيث تجب باسبابها حصل عنده صور الموجودات المترتبة ولا تتغير

جسنے جزئیات کا واجب ہونا انکے اسباب سے جانا اوسکو صور موجودات مرتبہ کی حاصل ہوویں اب انکے تغیر سے علم اوسکا متغیر

العلم بها بتغيرها في احوالها قطعا لان هذا الوجه لا يتعلق بالزمان ضرورة ان وجوب المعلول

نہیں ہوتا ہے کیونکہ یہہ وجہ متعلق بزمان نہیں اسواسطے کہ وجوب معلول کا علۃ سے

عن العلة التامة ليس بزماني اذ لا تعلق له بالزمان اصلا وتوضيح ذلك ان الممكن يتساوى

زمانی نہیں کیونکہ اوسکو تعلق ساتھ زمانہ کے نہیں اور توضیح اسکی یہہ ہے کہ وجود و عدم ممکن کا بنظر اوسکے ذات کے

وجوده وعدمه بالنظر الى ذاته فاذا وجد اسباب وجوده وجب وجوده واذا وجد اسباب

برابر ہے جب کوئی سبب اوسکے وجود کا ہووے جب وجود ممکن کا واجب ہوگا اور جب کوئی سبب عدم ممکن کا ہووے

عدمه امتنع وجوده وكل عاقل ما لم يعقل اسباب وجوده وعدمه يكون مترددا في وجوده وعدمه

جب وجود اوسکا ممتنع ہوگا اور جو عاقل جب تک سبب اوسکے وجود و عدم کا نہ جانے اوسکے وجود و عدم میں متحیر رہیگا

واذا عرف اسباب وجوده عرف انه يجب ان يوجد واذا عرف اسباب عدمه عرف انه يمتنع

جب اوسکے وجود کے سبب کو جانا یہہ جانا کہ اب اسکا وجود واجب ہے اور جب عدم کے سبب کو جانا معلوم ہوا کہ وجود

وجوده والا يكون عنده امكان الوجود او امكان العدم واذا عرف اكثر اسباب وجوده وتغليب

اسکا ممتنع ہے بلا سبب اوسکے نزدیک امکان وجود یا عدم کا نہیں اور جب اکثر اسباب وجود کے معلوم ہوویں غالب ہوا ظن وجود

ذلك الظن بحسب كثرة الاسباب مثاله ان وجدان الكنز لزيد يمكن ان يكون ويمكن ان لا

ان اسباب سے مثال اسکی یہہ ہے کہ زید کو خزانہ کا پانا ممکن و غیر ممکن ہے جب جانا کہ وہ جاتا ہے طرف

يكون فاذا عرفنا ان زيدا يمشي الى زاوية وعرفنا ان ما على رأس الكنز من الخشبة وغيرها

کونہ کے اور جو لکڑی وغیرہ خزانہ کے سر پر ہے وہ حرکت زید سے ٹوٹ جاویگی

ينكسر بحركة زيد ولم يعرض لنا شك في انه يجد الكنز فقد علمنا وجوب وجدان الكنز بحسب

یقین ہوگا کہ زید کو خزانہ مل جاویگا بموجب ان اسباب کے   اور ایسا ہی حال منجم کا ہے

معرفة الاسباب فهكذا حال المنجم يحكم بالحوادث حين يعرف اسبابها ولم يعرف جميع اسبابها بل بعضها

کہ وہ بمعرفت اسباب کے حکم حوادث کا کرتا ہے جب تک جملہ اسباب حوادث کے نہ معلوم کریگا اوسے

لعرض له الغلط في بعض الاحكام والله تعالى لما كان محيطا بجميع اسباب كل ممكن فلا بد ان يكون

احکام میں خطا ہوگی اور خدا تعالی جملہ ممکنات کے اسباب کو جانتا ہے جب ان کے اسباب کو اوسنے جانا اوسکے

محيطا بجميع الممكنات وبوجوب وجودها وبامتناع وجودها حين علم اسباب وجودها وبامتناع وجودها حين

وجوب وجود اور امتناع وجود کو بھی ... خوب جانا پس خدا کا یہہ جزئیات بلا شک و تردد باحسن وجہ

علم اسباب عدمها فلا امكان للتردد في علم الله تعالى لانه منزه عن التردد والشك فالله تعالى

معلوم ہوئی پس خدا تعالی جملہ جزئیات کو بوجہہ انکے اسباب کے معد اور نیز ازمنہ و اوقات کے جانتا ہے ... بایں وجہ کہ

يعلم جميع الحوادث الجزئية وازمنتها الواقعة هي فيها لا من حيث ان بعضها واقع الآن وبعضها

بعض ان کا اب موجود ہے اور بعض زمانہ ماضی میں اور بعض استقبال میں ہوا ہے کہ جو

واقع في الزمان الماضي وبعضها في الزمان المستقبل فان العلم بالجزئيات من هذه الحيثيات

جزئیات کو باینوجہ جانے کہ بعض حال میں اور بعض ماضی میں اور بعض استقبال میں یہہ علم

يتغير بحسب تغير الماضي والمستقبل والحال بل يعلم علما متعاليا عن الدخول تحت الازمنة ثابتا

متغیر ہے بسبب تغیر ازمنہ کے بلکہ خدا کو جزئیات زمانیہ کا علم ہمیشہ ثابت ہے بلا تغیر اور بلا وجہ زمانی وعلم الہی

ابد الدهر ومثاله ان المنجم اذا علم ان القمر يتحرك في كل يوم كذا والشمس تتحرك ايضا في كل يوم كذا الى

نہیں جانتا مثال اسکی یہہ ہے کہ منجم نے جب جانا کہ چاند ہر روز اتنا چلتا ہے اور سورج اتنا جاتا اور سینے ... مقارنہ

ان يحصل بينهما مقارنة او مقابلة حين وصولها الى نقطة الحمل مثلا في وقت معين بهذا العلم

یا مقابلہ فلانی روز وقت پہونچنے سورج کے نقطہ ... حمل میں ہوگا اور یہ علم منجم کو ہمیشہ ثابت ہے قبل مقارنہ

ثابت له حال المقارنة وقبلها وبعدها واما اذا علم ان اليوم يحصل المقارنة ثم اذا مضى اليوم

اور وقت مقارنہ کے اور بعد مقارنہ کے مگر جب منجم جانا کہ امروز مقارنہ ہوسا بعد گذرنے امروز کے اگر اب جانے

فان علمه كان جهلا والا لزم التغير والحاصل ان الموجودات من الازل الى الابد معلومة

تو اوسکا جہل ہے ورنہ تغیر لازم آوے حاصل یہہ کہ خدا تعالی کو جملہ ممکنات ازازل تا ابد مع ازمنہ اپنی کے معلوم

لله تعالى كل في وقته وليس في علمه كان وكائن ويكون بل هي حاضرة عنده في اوقاتها

ہیں اور اوسکے علم میں ماضی و مستقبل و حاضر نہیں ہے یہہ ازمنہ متغایرہ تو ممکنات کے علوم میں

ازلاً وابداً واما کان وکائن ویکون فہی بالنسبۃ الی علوم الممکنات انتہی کلامہ بعبارتہ فافہم واثبت

تک تمام ہوا کلام صاحب محاکمات کا مع اونکی عبارت کے یہ کلام گویا شرح ہے اوسکی کہ جو حکیم

وکلام المحاکم شرح لما قال المعلم الثانی ابونصر الفارابی ان واجب الوجود یجب ان یکون معلولاتہ

ابونصر فارابی نے کہا ہے کہ معلولات خداتعالی کے ساتھ اوسکے متاخر بالزمان نہیں ہیں اونکے جملہ ممکنات ہیں

لاتتاخر عنہ تاخرا زمانیا ہو خلق کل واحد من الاشخاص والاعراض مرۃ واحدۃ ویکون کلہا متمیزۃ

واعراض کو دفعۃ واحدۃ پیدا کیا اور یہ ممکنات مع اپنے اعراض وصورتوں کے اوسکے نزدیک متمیز ہیں

عندہ باعراضہا وصورہا فانا وانت متمیزان عندہ بصورنا واعراضنا وکذلک الخصوصیات الجزئیۃ کلہا

ہیں اور ہم اور تو اوسکے نزدیک مع اپنی صورتوں و اعراض کے متمیز ہیں اور ایسا ہی جملہ خصوصیات جزئیہ اوسکے نزدیک

متمیزۃ عندہ بصورہا واعراضہا فانہ یعرف کل شئی علی ما ہو علیہ فی الوجود کلیا کان او جزئیا

اپنی صور و اعراض کے متمیز ہے پس ہر شے کو جیسی ہے ویسا ہی اوسکو جانتا ہے کلی ہو جزئی زمانی ہو یا سرمدی

سرمدیا کان او زمانیا فانہ یعرف الشئی بلوازمہ والزمان من اللوازم فانہ یعرف الاشیاء مع ازمنتہا

وہ ہر شے کو مع لوازم کے جانتا ہے زمانہ لوازم سے ہے پس وہ ہر شے کو مع اوسکے زمانہ کے جانتا ہے تمام ہوا کلام اوسکا

انتہی کلامہ وقال الحکیم برقلس ان الباری تعالی عالم بالاشیاء کلہا اجناسہا وانواعہا واشخاصہا

حکیم برقلس نے کہا خداے پاک کو جانتا ہے جنس و نوع و شخص کو   اور حکیم اسکندر نے کہا

وقال الحکیم اسکندر المعظم ان الباری تعالی عالم بالاشیاء کلیاتہا وجزئیاتہا علی نسق واحد وہو

خداتعالی کلیات و جزئیات کو ایک ہی طرح پر جانتا ہے وہ جانتا ہے جو گزرا اور جو ہوگا

عالم بما کان وبما یکون ولا یتغیر علمہ بتغیر المعلوم ولا یتکثر بتکثرہ ہذا کلامہ والاطناب فی مبسوطاتنا

مگر اوسکا علم بتغیر معلوم کے متغیر نہیں ہے اور نہ بتکثر معلوم کے متکثر ہے تمام ہوا کلام اوسکا

المقدمۃ الرابعۃ ان صدور الکذب منہ تعالی واتصافہ بہ مستحیل لیس لاحد من الحکماء

مقدمہ چوتھا یہ ہے کہ جمیع حکما و علماء نے اسپر اتفاق کیا ہے کہ خدا تعالی سے ہرگز ہرگز کذب نہیں صادر

والعلماء الکبار الی خلافہ رکون ومیل قال العلامۃ القوشجی فی شرح التجرید اتفق المسلمون

ہو سکتا ہے صدور کذب کا اوس سے محال ہے علامہ قوشجی نے شرح تجرید میں کہا جملہ اہل اسلام کا اسپر اتفاق

علی ان الکذب فی کلام اللہ تعالی محال واما المعتزلۃ فلوجہین الاول ان الکذب فی کلام اللہ

ہے کہ کذب کلام خدا میں محال ہے   معتزلہ کے اسپر دو دلیل بیان کی ہیں اول یہ کہ کلام خدا کی اونکی نزدیک

تعالی الذی ہو عندہم من قبیل الافعال دون الصفات فالکلام عندہم عبارۃ عن خلق الله الالفاظ

قبیل افعال سے ہے نہ صفات سے اور کلام اونکے نزدیک یہ ہے کہ خدا پیدا کرے الفاظ دالہ کو

الدالۃ علی المعانی وہو سبحانہ لا یفعل القبیح والکذب قبیح والثانی انہ ینافی مصلحۃ العالم لانہ

معانی پر اور خدا قبیح کو نہیں پیدا کرتا ہے کذب قبیح ہے اسکو بھی پیدا کریگا دوئم یہ کہ کذب منافی مصلحت عالم کے ہے

اذا جاز وقوع الکذب فی کلام الله تعالی ارتفع الوثوق بالثواب والعقاب وبما اخبر من احوال

کیونکہ جب کلام خدا میں وقوع کذب کا جائز ہوا اعتماد ثواب وعقاب کا اور جو خبر اوسنے اپنی کلام میں دی ہے

الاخرۃ والاولی وفی ذلک فوات مصالح لا تحصی والاصلح عندہم واجب علی الله تعالی فلا یجوز اخلالہ

زائل ہو جاویگا جملہ مصالح فوت ہونگے اور امر اصلح خدا پر واجب ہے اوسکا مختل کرنا بسبب اظہار کذب

بالکذب واما الاشاعرۃ فبوجوہ اولہا ان الکذب نقص والنقص محال علی الله تعالی اجماعا وثانیہا

جائز نہیں اور اہل سنت کے چند دلائل ہیں اول یہ کہ کذب نقص ہے اور نقص خدا پر محال ہے اجماعا دوئم یہ کہ

انہ لو جاز صدور الکذب الذی ہو قبیح عنہ سبحانہ یلزم ان یکون الملل منہ فی وقت صدقہ فناو لم

کذب قبیح اگر اوس سے کذب صادر ہو تو یہ ہم وقت صدور صدق کے ابھی ہے اور وقت صدور کذب کے اوس سے

بالکذب لکان کذبہ قدیما

نہ اوسکا قدیم ہو کیونکہ جو اوسکی

لذلک الکذب والاخبار

اوسکی ذات میں قائم ہو بس لازم آتا ہے کہ صدق جو مقابل کذب کا ہے اوسکا ممتنع ہو وے [illegible] جائز نہ ہوگا

کتب کلامیہ میں ہے اور ضمن حسب موافقت کیا ہے اتفاق ہے کہ خدا سے کذب صادر نہیں ہوتا ہے معتزلہ کے

الاول انہ قبیح وہو لا یفعل القبیح الثانی انہ منافات لمصلحۃ العالم والاصلح واجب علیہ تعالی

نزدیک دو وجہ سے اول یہ کہ کذب قبیح ہے اور قبیح کو خدا نہیں کرتا دوئم یہ کہ کذب منافی مصلحت عالم کے ہے اور اصلح

واما عندنا فثلاثة اوجه الاول ان الكذب نقص والنقص على الله محال اجماعا وايضا يلزم ان يكون

[illegible] نقص ہے اور نقص خدا پر محال ہے اجماعاً [illegible]

ذلك الكذب وهو محال فان اثبت قدمه امتنع عدمه واللازم باطل لانا نعلم بالضرورة ان

محال ہے کیونکہ قدیم معدوم نہیں ہوتا اور لازم باطل ہے کیونکہ ہمکو معلوم ہے کہ جو شخص ایک چیز کو جانتا ہے ممکن ہے

من علم شيئا امكن له ان يخبر عنه على ما هو عليه الثالث خبر النبي صلى الله عليه وآله وسلم بكونه

کہ اوس سے خبر سچ دیوے سوم یہ کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ جو کلام خدا ہے

[illegible]

اقوال حکمائے حکمائے اشراقیین کہا ہے اس عالم کے اوپر آسمان و زمین و دریا

ارض وبحر وحيوان ونبات وناس سماويون وكل من في هذا العالم سماوي وليس هناك

و حیوان و نبات ہیں وہ سب سماوی ہیں اور جو اوس عالم میں ہے وہ سب سماوی ہے وہاں

شي ارضي البتة وقال في البصر الثاني ان هذا العالم الحسي كله انما هو مثال وصنم لذلك العالم

کوئی چیز ارضی نہیں ہے اور بصر دوم میں کہا ہے یہہ عالم حسی بت و تصویر ہے اوس عالم مثال کی پس جب عالم

فان كان هذا العالم حيا فبالحري ان يكون ذلك العالم الاول حيا وان كان هذا العالم تاما كاملا

حسی زندہ ہوا وہ عالم مثال زیادہ اس سے زندہ ہوگا اور جب عالم حسی کامل ہوا وہ عالم اکمل اس سے ہوگا کیونکہ وہ عالم اس عالم

فبالحری ان یکون ذلک العالم اتم واکمل لانہ ہو المفیض علی ہذا العالم الحیوة والقوة والکمال والدوام

فیض دیتا ہے حیوة وقوة وکمال و دوام کا جب عالم اعلی یعنے

فاذا کان العالم الاعلی بالغا فی غایة التمام فلا محالة ان ہناک الاشیاء کلہا التی ہہنا الا انہا فیہ بنوع

عالم مثال کامل واکمل ہوا پس ضرور ہے کہ جو اشیاء اس عالم میں ہیں وہاں بھی ضرور موجود ہوں گی اعلی

اعلی واشرف فثم سماء ذات حیوة وفیہا کواکب مثل ہذہ الکواکب التی فی ہذہ السماء غیر انہا انور

واشرف ہو گی یہاں سے پس اوس عالم میں آسمان زندہ ہے اور اوسمیں ستارے مانند اس آسمان کی ستاروں کی ہیں مگر

واکمل ولیس بینہا افتراق کما یری ہہنا وذلک انہا لیست جسمانیة وہناک ارض کلہا عامرة وفیہا الحیوان

اوس آسمان کے ستارے زیادہ روشن ہیں اور اوس آسمان کے ستارے مانند اس آسمان کی کواکب کی متفرق نہیں ہیں کیونکہ

کلہا الطبیعة الارضیة التی ہہنا وفیہا نبات مغروس فی الحیوة وفیہا بحار وانہار جاریة جریا حیوانیا

وہ جسمانیہ نہیں ہیں اور اوس عالم میں زمین آباد ہے اور اوسمیں جملہ حیوان ہیں کہ جو زمین میں ہیں یہاں اور وہاں نباتات

وفیہا الحیوان المائیة کلہا وہناک ہواء وفیہ حیوان ہوائیة والاشیاء التی ہناک کلہا حیة وکیف لا

بوئی گئی ہے زندگی میں اور وہاں دریا و نہریں جاری ہیں حیوة کے اور وہاں حیوان آبی ہیں اور وہاں ہوا اور حیوان ہوائیہ ہیں

تکون حیة وہی فی عالم الحیوة المحض لا یشوبہا الموت البتة وقال فی المیمر العاشر ان کل صورة طبیعیة فی

اور جو چیز وہاں ہے سب زندہ ہے کیونکہ وہ عالم حیوة صرف کا ہے وہاں موت بالکل نہیں اور میمر دہم میں کہا ہے جو صورت طبیعیہ

ہذا العالم ہی فی ذلک العالم الا انہا ہناک بنوع افضل واعلی وذلک انہا ہہنا متعلقة بالہیولی وہی

اس عالم حسیہ میں ہے وہ اوس عالم میں بھی ہے مگر وہاں اعلی و افضل اس سے کیونکہ عالم حسیہ میں صورت متعلق بہ ہیولی ہے

ہناک بلا ہیولی وکل صورة طبیعیة فہی صنم للصورة التی ہناک الشبیہة بہا فہناک سماء وارض وحیوان و

اور وہاں بلا ہیولی ہے اور جو صورة طبیعیہ ہے یہ تصویر وہاں کی صورت کی ہے مشابہ اوسکے پس وہاں آسمان و زمین

ہواء وماء ونار فان ہناک ہذہ الصور فلا محالة ان ہناک نباتا ایضا انتہی کلامہ ملخصا وقال شارح المقاصد

اور حیوان و ہوا و پانی و آگ ہے وہاں یہ سب صور ہیں پس وہاں اشجار بھی ہیں تمام ہوا کلام ارسطو کا ملخصا اور علامہ

ذہب المتألہون من الحکماء القدماء الی ان بین عالمی المحسوس والمعقول واسطة یسمی عالم المثال وفیہ

تفتازانی نے شرح مقاصد میں کہا حکماء قدماء متالہین کا مذہب یہ ہے کہ درمیان عالم محسوس و معقول کے ایک عالم مثال ہے

لکل موجود من المجردات والاجسام والاعراض حتی الحرکات والسکنات والاوضاع والہیآت مثال قائم بذاتہ معلق

اور جملہ موجودات کی خواہ مجرد ہو خواہ مادی خواہ جسم یا عرض حتی کہ حرکة و سکون کی بھی اوسمیں صورت قائم بذاتہ ہے

لا في مادة ومحل يظهر بصورته مظهر كالمرآة والخيال والماء والهواء ونحو ذلك وينتقل من مظهر الى مظهر

کسی محل و مادہ میں قائم نہیں یہہ صورتیں عالم مثال کی بواسطہ مظہر کے جیسا کہ آئینہ و خیال سے ظاہر ہوتی ہے اور ایسا ہی آب و ہوا وغیرہ میں اور کبھی

وقد يبطل كما اذا فسدت المرآة والخيال او زالت المقابلة والتخيل وبالجملة هو عالم عظيم الفسحة غير

ایک مظہر سے دوسری مظہر میں چلی جاتی ہے اور کبھی بفساد مظہر کے فاسد ہو جاتے ہیں یہہ عالم مثال نہایت وسیع عالم ہے اسکے عجائب

متناه لا تتناهى عجائبه ولا تحصى مدنه ومن جملة تلك المدن جابلقا وجابرصا وهما مدينتان

و بلاد بے شمار منجملہ اوسکے بلاد سے جابلقا و جابرصا ہیں ہر ایک کے ہزار ہزار دروازہ اندین خلائق بے شمار ہیں اسی عالم مثال سے

عظيمتان لكل منهما الف باب لا يحصى ما فيهما من الخلائق وبه يظهر المجردات في صور مختلفة

مجردات صورت بنا کے بصور مختلفہ حسب استعداد قابل و فاعل کے ظاہر ہوتے ہیں یہہ حکما و قدما

بالحسن والقبح واللطافة والكثافة وغير ذلك بحسب استعداد القابل والفاعل وعليه بنوا امر المعاد

معاد جسمانی اسسے عالم مثال سے ثابت کرتے ہیں حکم بدن مثالی کا مانند حکم بدن

الجسماني فان البدن المثالي الذي يتصرف فيه النفس حكمه حكم البدن الحسي في جميع ما يجري في المنام او

حسی کی ہے پس جو صور مقداریہ خواب میں یا بیداری میں یا مرض و غلبہ خوف

تتخيل في اليقظة بل يشاهد في الامراض وعند غلبة الخوف من الصور المقدارية التي لا تحقق لها

میں نظر آتی ہیں وہ سب صور عالم مثال کی ہیں اور جو اولیاء اللہ سے غرائب و خوارق عادات ظاہر

في عالم الحس كلها من عالم المثال وكذا كثير من الغرائب وخوارق العادات كما يحكى عن بعض الاولياء

ہوتے ہیں وہ بدن مثالی سے صادر ہوتے ہیں جیسا کہ بعض ولی کی حکایت مشہور ہے کہ وہ ایام حج میں اپنے شہر

انه مع اقامته ببلدته كان من حاضري المسجد الحرام في ايام الحج وانه ظهر من بعض جدران البيت

میں اور مکہ میں بھی تھا اور یا کوئی سلامت دیوار سے نکل گیا دروازہ گہر کا بند رہا یا کسی نے

او خرج من بيت مسدود الابواب وانه احضر لبعض الاشخاص او الثمار او غير ذلك من مسافة

ہزاروں کوس سے ایک ساعت میں کوئی چیز حاضر کر دی اور جو اس عالم مثال کے قائل ہیں

بعيدة في زمان قريب الى غير ذلك والقائلون بهذا العالم منهم من يدعي ثبوته بالمكاشفة والتجارب

وہ کہتے ہیں کہ ہم کو مکاشفہ سے یہہ عالم معلوم ہوا اور بعض اثبات اس عالم پر

الصحيحة ومنهم من يحتج بان [illegible]

یہہ دلیل لاتے ہیں کہ جو یہہ صورتیں [illegible] ہوتی ہیں

وهو ظاهر ولا من العالم العقلي لكونها ذوات مقدارية ولا منقسمة في الاجزاء الدائمة غير متناهية لانتفاء تقسيم

میں اور نہ مجردات سے کیونکہ ان صور میں مقدار ہے مجرد بلا مقدار ہے اور یہ بھی حلول و مرتسم نہیں اجزاء وماغیہ میں ...

الكبير في الصغير ولما كانت الدعوى عالية والشبهة واهية لم يلتفت اليها المحققون من الحكماء

کبیر کا صغیر میں ممنوع ہے مسئلہ عالی ہے شبہات اسپر واہیات ہیں ان شبہات پر اکابر حکماء و متکلمین نے

والمتكلمين انتهى كلامه مع حذف بعض كلماته وقال غياث الحكماء في شرح الهياكل قال الاقدمون

التفات نہیں کیا تمام ہوا کلام اوسکا مع بعض حذف عبارت کے اور غیاث الحکماء نے شرح میں کہا حکماء قدماء کہتے

في الوجود عالما مقداريا غير العالم الحسي بهذه والعالم الحسي من الافلاك والعناصر بجميع ما فيهما

ہیں کہ عالم وجود میں ایک عالم مثال ہے غیر عالم حسی کا اوس میں اور سمیں افلاک و کواکب و عناصر و مرکبات

من الكواكب والمركبات من المعادن والنبات والحيوان والانسان وهذا العالم على طبقات في كل

و معادن و نباتات و حیوان و انسان سب ہیں اور اس عالم میں چند طبقہ ہیں اور ہر طبقہ میں

طبقة منها انواع مما في عالمنا لكنها لا تتناهى وللكل من العقول اشباح كثيرة على صور مختلفة بحسب

بہت نوع ہیں جیسا کہ اس عالم میں مگر اوس عالم میں انواع و اشخاص غیر متناہی ہیں اور کل مجردات کی اس

الظهورات وقد يكون للاشباح الربانية مظاهر في هذا العالم اذا ظهرت فيها امكن ادراكها بالبصر كما

عالم میں اشباح بصور مختلفہ ہیں حسب قابلیت کے ظہور ہوتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کا بھی اشکال و صور ہے اس عالم

ادرك موسى بن عمران عليه السلام الباري عز وجل لما ظهر في الطور وغيره على ما هو مذكور في التوراة

میں اور اوسکے مظاہر ہیں جب وہ اس مظاہر مثالی میں ظاہر ہوتا ہے ادراک اوسکا بچشم حسی ممکن ہے

وكما ادرك سيدنا ونبينا صلى الله عليه واله وسلم واصحابه رضي الله عنهم جبرئيل عليه السلام في صورة

جیسا کہ دیکھا خدا تعالیٰ کو بمظہر مثالی طور پر ظاہر ہوا موسیٰ پر اور جیسا کہ دیکھا ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اور اوسکے اصحاب

دحية الكلبي رضي الله عنه ويجوز ان يكون جميع عالم المثال مظاهر لنور الانوار ولغيره من الانوار

نے جبرئیل علیہ السلام کو بصورت دحیہ کلبی کے رضی اللہ عنہ اور جائز ہے کہ جملہ عالم مثال مظاہر ہووے خدا تعالیٰ کا

المجردة فيظهر على كل منها بصورة معينة في زمان معين بحسب استعداد القابل والفاعل فنور الانوار

اور عقول مجردہ کا ایک ان مجردات سے بوقت معین و بصورۃ مخصوصہ حسب استعداد قابل و فاعل کے ظاہر

والعقول والنفوس الفلكية والانسانية المفارقة الكاملة ربما ظهر في صور مختلفة بالحسن والقبح واللطافة

ہوتا ہے پس خدا تعالیٰ اور عقول مجردہ و نفوس فلکیہ و نفوس انسانیہ کاملہ مفارقہ بصورت مثالیہ مختلفہ

والكثافة الى غير ذلك من الصفات على حسب استعداد [illegible] التفسير

حسب استعداد قابل وفاعل کے گاہ گاہ ظاہر ہوتے [illegible]

المظہری من علماء الہند مناقی تفسیر قولہ تعالى [illegible]

علماء سے مولوی ثناء اللہ رحمہ اللہ تفسیر مظہری میں بیچ سورۂ یوسف کی تفسیر میں کہتے ہیں عالم مثال میں سب چیزوں کی صورتیں ہیں یعنی کہ خدا تعالیٰ کی

لكل احد الواجب [illegible] والكثافات [illegible] بالمجردات [illegible] الصغر [illegible] الخارج [illegible]

[illegible]

والجیون [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

التمام فيما اليسير لك ازالة اوہام الخطابة [illegible]

منکشف ہو جاویگا پس کہتا ہوں میں [illegible]

والبليد الى السمع الى قلب رشيد للتهتدى الى صراط سديد ان قول المولوى اسمعيل المجاهد على سواء

و میری طرف کان لگا [illegible] مولوی اسمعیل [illegible]

سبيل جبرئيل ومحمد سے پیدا کر ڈالے يشعر على ان الله تعالى قادر على ان يخلق مثل محمد صلى الله عليه

ہے کہ جبرائیل اور محمد سے پیدا کر ڈالے یہہ کلمہ اسپر دلالت کرتا ہے کہ خدا کو قدرت ہے جب چاہے نظیر محمد صلی اللہ علیہ وسلم

وسلم متى شاء [illegible]

[illegible]

[illegible] البند و خاتم [illegible]

محمد کسیکا باپ نہیں ہے مگر وہ پیغمبر خدا کا ہے

تعالى وكان الله بكل شئ عليما بعد قوله و خاتم النبيين ان الله علم بالعلم الفعلى ان خاتم النبيين

اوسکا کہ خدا نے ہر شئے کو جانا ہے بعد اوسکے قول کے کہ محمد خاتم الانبیاء ہے اسکا فائدہ یہہ ہے کہ خدا نے بعلم فعلی جانا ہے

هو محمد بن عبد الله فقط لا غير كما قال ارباب التفاسير من العلماء النحارير قال الامام الرازى

کہ خاتم الانبیاء فقط محمد بن عبد اللہ ہے جیسا کہ ارباب تفاسیر نے کہا ---- امام رازی نے اس آیت سے

في تفسير هذه الآية الشريفة قوله وكان الله بكل شيء عليما يعني ان علمه بكل شيء ومن جملته انه خاتم النبيين

تفسیر میں کہا قول اوسکا اور ہے اللہ ہرشے کو جاننا ایسا یہ معنی ہے کہ علم اوسکو ہر شے کا ہے اسمیں یہ بھی داخل ہے

ولا نبي بعده اصلا وهكذا قال صاحب التفسير المظهري [illegible] واذا اقول في تفسير هذا الكلام ان

کہ محمد خاتم الانبیاء ہے اور بعد انکے ہرگز کوئی نبی نہیں [illegible] اور میں کہتا ہوں اس آیۂ شریف کی تفسیر میں

ان كلمة كل ههنا للاستغراق والاحصاء واضيفت الى الشيء الذي هو مساوق الموجود وشامل

یہ کہنا کہ لفظ کل کا یہاں واسطے استغراق کے ہے اور مضاف ہے طرف شے کی کہ جو شامل ہے موجود و ثابت کو پس معنی اس

الثابت فكان معنى هذا الكلام ان الله تعالى علم بكل شيء من العالم العلوي والسفلي فما تحقق في

کلام کا یہ ہوا کہ خدا عالم علوی و سفلی میں ہر شے کو جاننا [illegible] ختم نبوت اور سیادت رسالت کا جملہ ممکنات سے سوائے محمد کے

علمه الفعلي ماده احد من الموجودات ولا ذات من الممكنات ان يستحق ختم النبوة ويستعد سيادة

نہ مستحق ہے کوئی نظیر اوسکے علم [illegible] ثابت ہوا وہ خدا دانا ہے جسکو لائق جانتا ہے اوسکو

الرسالة الا محمد بن عبد الله الهاشمي الله اعلم حيث يجعل رسالته فورد عليه ان نظير محمد صلعم لا

مرتبہ بلند دیتا ہے [illegible] مولوی اسمٰعیل کے قول پر یہ اعتراض وارد ہوا کہ نظیر محمد صلے اللہ علیہ وسلم

يتصور الا ان يكون متشابها اياه في الملكات الروحانية والاوصاف العقلانية ومن جملة

متصور نہیں ہو سکتا اسواسطے نظیر اوسکا چاہیے کہ جملہ صفات روحانیہ میں اوسکے مشابہ ہووے اور منجملہ صفات

الملكات الروحانية كونه خاتم النبيين فلو وجد نظير نبينا لكان هو خاتم النبيين وكلما كان هو خاتم النبيين

روحانیہ محمد سے ختم نبوت ہی ہے اگر نظیر اوسکا موجود ہوگا تو خاتم الانبیاء ہوگا اور جب نظیر اوسکا خاتم الانبیاء

[illegible] رسول الله وخاتم النبيين كاذبا فينتج ان نظير نبينا

[illegible] اور ہر گز [illegible] کہ صدور کذب کا خدا سے محال ہے اور

لو وجد لكان قوله تعالى ولكن رسول الله وخاتم النبيين كاذبا وقد علمت ان الله سبحانه ممتنع

یہ محال وجود نظیر ہی سے لازم آیا اور جو چیز مستلزم محال ہو تو وہ محال ہے

ان يصدر عنه الكذب وهذا المحال انما نشأ من وجود نظير نبينا والمستلزم للمحال محال فوجود نظير

پس وجود نظیر خاتم الانبیاء کا محال ہے

نبينا محال قطعا وهذا الرجل استشعر ولقفه بهذا فقوله ان نظير محمد صلعم داخل تحت القدرة الالهية

اور یہ مولوی اسمٰعیل اس اعتراض سے آگاہ ہوا اور اسکے دفع میں کہا اوسنے کہ نظیر محمد صلعم تحت قدرۂ خدا

لا تحت صفة التكوين ليلزم وقوعه ووجوده الخارجي اقول فيه اما اولا فلانا قد علمناك بالبيان

تحت صفة تكوين کے داخل نہین تاکہ وقوع و وجود خارجی اوسکا لازم آوے مین اسپر اولا یہہ اعتراض کرتا ہون کہ ہم

الحكمي ونفشنا في اذنك الروعي ان صفاته تعالى عين ذاته كما اجمع عليه الحكماء والعرفاء والعلماء

اول شرح وبسط باقوال حکماء و علماء بیان کر چکے ہین کہ صفات خدا تعالی کے عین اوسکے ذات کے ہین زائد

المحققون الكملاء لا زائدة على ذاته تعالى فبناء على هذه الحجة القويمة والمحجة المستقيمة لا يتعقل انه

اوسکی ذات پر نہین ہین پس جب صفات اوسکے عین ذات کی ہوئین اب صفت قدرت اوسکی صفت

سبحانه ان قدرته مغايرة عن تكوينه وتكوينه مباين عن قدرته واما ثانيا فلان العلماء الراسخين

تکوین سے ہرگز جدا نہین ہر دو صفت اوسکے عین ذات کی ہین دوم یہہ کہ ہم علما کملاء کی کلام سے

والفضلاء الراشدين من الرهط الذين قالوا بزيادة الصفات انكروا بكون التكوين مغايرا

ثابت کر چکے ہین کہ جو صفات زائد کے قائل ہین وہ منکر ہین کہ ارادہ اور قدرۃ سے جدا نہین جانتے جو جدا

عن القدرة والارادة كما فتقنا رتق سمعك في المقدمة الثانية فلا يصح هذا القول من هذا الظالم

جانتے ہین اونپر یہہ کملا طعن کرتے ہین جیسا کہ مشرحا بیان ہو چکا

العالم على مسلك العلماء الراسخين ومنهج الفضلاء المقتصدين واما ثالثا فلانك قد علمت ان

سوم یہہ کہ تجھکو ہماری بیان سے واضح ہوگیا

خاتم النبيين في علم الله سبحانه ليس ما عدا محمد بن عبد الله الهاشمي وقد علمت ايضا بناء على

کہ علم فعلی والفعالی خدا تعالے مین سوی محمد بن عبد اللہ ہاشمی کی کوی غیر خاتم الانبیاء نہین سے وہ نیز واضح ہو کہ

مسلك الحكماء والعرفاء والعلماء الكملاء ان قدرته تعالى هو عين علمه سبحانه قال الشيخ الرئيس

ہے تجھکو کہ علم خدا کا عین قدرت خدا کی ہے شیخ بو علی سینا نے تعلیقات مین

في التعليقات والقدرة فيه تعالى علمه فلما لم يكن خاتم النبيين في علم الله سبحانه سوى محمد

کہا قدرۃ خدا تعالی کی علم خدا تعالی کا ہے پس ہرگاہ علم خدا مین خاتم الانبیاء سوی محمد بن عبد اللہ کے

بن عبد الله لم يكن في قدرته ايضا خاتم النبيين سوى محمد بن عبد الله ونظيره لابد ان يكون

کوی اور نہوا تو اوسکے قدرۃ مین خاتم الانبیاء سوای اوسکے اور نہوگا اور نظیر اوسکا ضرور ہے

خاتم النبيين والا لم يكن نظيره فلما لم يكن في علمه خاتم النبيين سوى محمد بن عبد الله صلى الله

کہ خاتم الانبیاء ہووے ورنہ نظیر اوسکا نہوگا اور جب نظیر اوسکا قدرت خدا تعالی مین نہوا ممکن یہہ نظیر ہرگز نہوگا

لانه تعالى اخبر بان خاتم النبيين محمد بن عبد الله فقط والاخبار عن الشيء فرع العلم بالشيء فلما وقع في علمه

کہ خاتم الانبیا فقط محمد بن عبد اللہ ہے اور خبر ایک شے فرع علم کی ہے جب علم خدا میں یہہ واقع ہوا کہ خاتم الانبیا سوی

ان محمدا فقط خاتم النبيين اخبر حسب علمه بانه خاتم النبيين فقط فليس وجود مثله في علمه تعالى والوجود العيني

محمد صلعم کے کوئی نہیں تب اسنے ہمکو خبر دی کہ وہ فقط خاتم الانبیا ہے پس نظیر خاتم الانبیا کا وجود علم خدا میں نہیں - اور وجود خارجی

له يستلزم القران الوقوع فيه لم الاوار تاعنه القرار وتتوجب الاشكالات الصعاب العسار واما سابعا فلانا

مستلزم وقوع کو ہے [illegible] ہفتم یہہ کہ ہم اوسکے عدم

نستدل على عدم كونه ممكنا بان نظير نبينا لو كان ممكنا لكان هو خاتم النبوة وكلما كان هو خاتم النبوة

امکان پر یوں دلیل لاتے ہیں کہ نظیر اوسکا اگر ممکن ہو تو خاتم النبوة ہوگا اور جب نظیر اوسکا خاتم النبوة ہوا قول خدا تعالی کا

لكان قول الله عز وجل ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين كذبا فينتج ان نظير نبينا لو كان

محمد [illegible] اور خاتم الانبیا ہے [illegible] کاذب ہوا اس شکل اول کا یہہ نتیجہ ہے کہ نظیر خاتم کا اگر ممکن ہو تو ہے

ممكنا لكان قوله سبحانه ولكن رسول الله وخاتم النبيين كذبا والكذب محال عليه تعالى وهذا المحال انما لزم من

کلام خدا تعالی کا کہ محمد پیغمبر اور خاتم انبیا ہے کاذب ہے اور کذب محال ہے خدا تعالی پر اور یہہ محال فرض نظیر خاتم سے لازم

فرض نظير نبينا ممكنا والمستلزم للمحال محال فامكان نظير نبينا محال فان قلت ان الصغرى كذا لو كان نظير

آیا ہے اور مستلزم محال کو محال ہے پس نظیر خاتم الانبیا کا محال ہے اگر کوئی کہے کہ صغری اس قیاس کا یہہ اگر نظیر خاتم انبیا

نبينا ممكنا لكان هو خاتم النبوة بالامكان لا بالفعل حتى يلزم المحال قلت بيان الصغرى كذا فنقول لو كان

ممکن ہو تو وہ خاتم نبوة بالامکان ہوگا نہ بالفعل تا کہ محال لازم آوے جواب اسکا یہہ ہے ہمنے مانا کہ صغری وہ ہے جو تونے کہا

لكان قوله سبحانه ولكن رسول الله وخاتم النبيين كاذبا بالامكان وقد علمت ان اتصافه تعالى بالكذب

لا بالامکان اور تجھکو معلوم ہو کہ اتصاف خدا کا کذب بالامکان ممتنع جب اتصاف اوسکا کذب ممتنع ہوا امکان نہیں کہ وہ متصف کذب

از دخول شیٔ تحت قدرت صحت تعلق قدرت است نہ بالفعل التعلق قدرت باآن و مقتضای اول امکان [illegible]

تعلق قدرت کا ہے نہ بالفعل قدرت کا ساتھ اوسکے اور مقتضا اوس کا امکان صدور شئے کا ہے نہ اور مقتضا

شیٔ ہست نہ فعلیت آن و مقتضای ثانی فعلیت است اقول لیہ بحث اما اولا فانک قد علمت ان القدرة

ثانی کا فعلیت [illegible] اسپر بھی میری چند اعتراض ہین اول یہہ کہ تجکو معلوم ہو گیا کہ قدرت خدا کی علم خدا کا ہے جو چیز اوسکے

ہی بعینہ العلم عند الحکما فما لا یکون داخلا تحت علمہ لا یکون داخلا تحت قدرتہ اصلا و نظیر نبینا لیس داخلا

جو چیز اوسکے علم مین نہین وہ اوسکی قدرت مین بھی نہین اور نظیر خاتم انبیا کا علم خدا مین نہین جیسا کہ اوسنے ہمکو خبر دی ہے پس نظیر اوسکا

فی علمہ کما اخبرنا فلا یکون داخلا تحت قدرتہ و ثانیا فلان ہذا القول ایضا یشبہ المصادرة علی المطلوب

قدرت خدا مین بھی نہوگا دوم یہہ کہ یہہ قول اوسکا مانند مصادرہ کی مطلب پر ہے کیونکہ داخل

لان الدخول تحت القدرة من عرکیة الجواز و ثالثا کلمة الامکان الواجب بالذات و الممتنع لا یدخلان

تحت قدرت وہ ہووے کہ جو ممکن ہووے واجب بالذات و ممتنع بالذات قدرت خدا مین داخل نہین

تحت القدرة الباری فمن قال بامتناع نظیر خاتم الانبیاء کیف یسلم دخولہ تحت قدرتہ تعالی فعلیہ

ہین جو شخص نظیر خاتم کو ممتنع بالذات کہتا ہے وہ کیونکر دخول اوسکا قدرت خدا مین تسلیم کریگا اول نظیر خاتم کا

ان یثبت امکانہ اولا ثم یبین دخولہ تحت القدرة و الا فالمتکلمون ان قدرتہ تعالی تعم

امکان ثابت کرنا چاہیے پہر دخول اوسکا تحت قدرة خدا کے ورنہ یہہ بیان اوسکا درست نہین علما اہل کلام نے کہا کہ خدا کی قدرت

سایر الممکنات لان المقتضی للقدرة ہو الذات والمصحح للمقدوریة ہو الامکان لان الوجوب والامتناع

شامل ہے جملہ ممکنات کو مقتضی قدرت کی ذات ہے اور داخل قدرت ممکن ہے وجوب و امتناع قدرت مین داخل نہین ہین

الذاتیین یحیلان المقدوریة ونسبة الذات الی جمیع الممکنات علی السواء فاذا ثبت قدرتہ علی بعضہا

اور نسبت ذات کی طرف جملہ ممکنات کی برابر ہے جب بعض ممکنات پر قدرت ثابت ہو گئی پر

ثبت علی کلہا و اما ثالثا فلانا سلمنا انہ ممکن لکن لا نسلم ان کل ممکن یصح ان یتعلق بہ القدرة لان

ثابت ہو گی [illegible] کہ وہ ممکن ہے لاکن ہم نہین مانتے صحت تعلق قدرت کا ساتھ اوسکے کیونکہ [illegible]

الدلیل الذی ذکرہ من المتکلمین انما یصح اذا ثبت ان المعدوم لیس بشیٔ و انما ہو نفی محض لا امتیاز فیہ اصلا

[illegible] صحیح ہووے کہ جب معدوم کا لاشئ محض ہونا ثابت ہوا اور اوسکا [illegible] امتیاز

[illegible] و ان المعدوم لا مادة لہ ولا صورة و اما اذا ثبت ان المعدوم قبل الوجود شیٔ [illegible]

[illegible] معدوم قبل وجود کے شئے ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

ولیس ہو معدوما محضا کما ذہب الیہ العرفاء والمعتزلة وان المعدوم لہ مادة وصورة کما ذہب الیہ الحکماء فلا یتم

وہ معدوم محض نہیں جیسا کہ عرفاء و معتزلہ کہتے ہیں اور اوسکو مادہ اور صورت ہے جیسا کہ حکما نے کہا ہے

ہذا الاستدلال لانہ جاز ان یکون خصوصیة لبعض المعدومات الثابتة المتمیزة الممکنة مانعة من تعلق القدرة بہ

یہ دلیل تمام نہیں ہے کیونکہ جائز ہے کہ خصوصیت بعض معدومات ثابتہ ممکنہ متمیزہ کے مانع ہووے تعلق قدرت سے اور جائز ہے

وجاز ان یستعد المادة لتعلق قدرة الممکن خاص دون آخر فلا یکون نسبة الذات الی جمیع الممکنات علی السواء

کہ مستعد ہو مادہ واسطے تعلق قدرة ممکن خاص کے نہ غیر کے پس نسبت ذات کی طرف جملہ ممکنات کی برابر نہو کی شرح مواقف

ہکذا فی اکثر الکتب الکلامیة کالمواقف وشرح المقاصد وغیرہما واما رابعا فلان ما لا وجود واقعی لہ اصلا

و شرح مقاصد وغیرہ کتب کلامیہ میں ایسا ہی مذکور ہے چہارم یہہ کہ جسکو وجود واقعی نہ ہووے نہ ذہنی نہ خارجی

سواء کان ذہنیا او عینیا فہو ممتنع بالذات وما ہو الممتنع بالذات لا یدخل تحت قدرة الباری ونظیر

وہ ممتنع بالذات ہے اور ممتنع بالذات داخل قدرت خدا میں نہیں اور نظیر خاتم انبیا کو وجود واقعی نہیں

نبینا لیس لہ وجود واقعی اصلا اما وجودہ العینی فانتفاؤہ ظاہر واعترف بہ ہذا الرجل المخاصم المکابر ایضا

انتفاء اوسکے وجود عینی کا ظاہر ہے یہہ مولوی اسماعیل بھی اسکا قائل ہے اور انتفاء او[illegible]

واما الوجود الذہنی الواقعی فوجہ انتفاءہ فلان اللہ تعالی اخبرنا بانہ لیس فی علمہ خاتم النبیین سوی محمد صلعم

وجود ذہنی واقعی کی یہہ دلیل کہ خدا نے خبر دی ہے میرے علم میں خاتم النبیین سوی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبد اللہ کے اور کوئی نہیں

فوجود خاتم النبوة عن من سوی محمد منتف فی علمہ تعالی ونظیر محمد لا بد ان یکون خاتم النبیین وہو

پس وجود خاتم محمد کا غیر محمد سے منتفی ہے علم خدا میں اور نظیر محمد کا ضرور چاہیے کہ خاتم نبوة ہووے اور وہ

منتف عن علمہ سبحانہ وعلمہ سبحانہ ہو عین الواقع ونفس الامر فاذا لم یکن نظیر نبینا موجودا واقعیا لا

منتفی ہے علم خدا تعالی سے اور علم خدا کا عین واقع و نفس الامر کا ہے پس جب نظیر خاتم کا موجود واقعی نہوا نہ ذہن میں

فی الخارج ولا فی الذہن یکون ممتنعا بالذات والممتنع بالذات لا یدخل تحت قدرة الباری فنظیر

و نہ خارج میں ممتنع بالذات ہوگا اور ممتنع بالذات قدرت خدا میں داخل نہیں پس نظیر خاتم انبیا کا

نبینا لا یدخل تحت قدرتہ سبحانہ وللہ در صاحب الافق المبین حیث قال ان ما لیس لہ ماہیة متقررة فی الاعیان

قدرت خدا تعالی میں ہرگز داخل نہیں ہے خدا برکت دیوے صاحب افق المبین کو کہ اوسنے کہا ہے کہ جسکو تقرر نہ خارج میں ہے

او فی ذہن من الاذہان السافلة والعالیة فلیس من عالم الامکان بل من ممتنعات بالذات فان سلب تقرر

اور نہ اذہان سافلہ میں نہ عالیہ میں وہ ہرگز ممکن نہیں بلکہ وہ ممتنعات سے ہے منظر نفس ذوات ممکن کے

[illegible]

الماهية على الاطلاق وان امكن بالنظر الى نفس الماهية دائما ولو حين ما هي متقررة الا ان الجاعل بطرده عن

اگرچہ سلب تقرر کا مطلق ممیت فاتر ہے مگر جاعلکندہ اس سلب مطلق دائمی کو ماہیہ سے دور کر دیتا ہے بایں وجہ کہ وہ موجود کرتا ہے اس ماہیۃ کو

الماهية بان يفعلها ويفيض تقررها وقوامها في الاعيان او في ذهن ما ويستتبع مطلق التقرر مطلق

خواہ خارج میں یا کسی ذہن میں اور تقرر دیتا ہے اسکو اور مطلق تقرر کو مطلق وجود لازم ہے اسیواسطے

الوجود ولذلك لم يكن شيء ما من الممكنات معدوما مطلقا الا بالامكان بالنظر الى ذاته لا بالفعل بحسب

ممکنات سے کوئی شئے معدوم مطلق نہیں ہوتی ہے مگر بنظر امکان ذاتی کے یہ کہ بالفعل معدوم ہوتی ہے کیونکہ

افاضة المبدأ الاول عز مجده وخصوص التقرر في الاعيان او في ذهن بخصوصه انما يكون بجعل الجاعل

بالفعل افاضہ خدا کا ہے کیونکر معدوم مطلق ہو سکے اور خصوص تقرر خارج میں یا ذہن میں یہ سبب پیدا لتی ماہیۃ کے ہوتا ہے

بتاتة وقال في الحاشية على قوله او في ذهن ما من الاذهان السافلة اعني بالتقرر في الاذهان السافلة

اور کہا اس فاضل نے حاشیہ میں کہ قول اوسکا یا کسی ذہن میں اذہان سافلہ سے اس سے مراد یہ ہے کہ تقرر ماہیۃ کا

تقرر الماهيات فيها بلا تسلط الوهم المخترع للاباطيل كاجتماع النقيضين وشريك البارى وزوجية

اوذہان سافلہ بلا تسلط وہم کے ہووی کہ وہ پیدا کنندہ باطلات کا ہے مانند اجتماع نقیضین و شریک باری و زوجیۃ خمسہ کی

الخمسة ونحوها والكائنات هي مرتسمة في الاذهان الموفقة البشرية والقرائح العلية الانسانية بتصرف

اگرچہ یہ باطلات اذہان بشریہ میں بتصرف اوہام فاسدہ کے مرتسم ہیں مگر بایں طور مرتسم نہیں ہیں کہ مطابق ہوں

الاوهام الفاسدة لكنها ليست مرتسمة فيها بحيث ان تطابق وتحاذي ما في لوح النفس الامري

اوسکے کہ جو لوح نفس الامر میں ہے کہ وہ علم عقل مجرد کا ہے

الذي هو علم العقل الفارق القادس بل علم البارى القدوس عند النظر السابغ والفكر البالغ وذوات

بلکہ علم خدا تعالی کا ہے نزدیک فکر کامل کے اور عقول

العقول النورية وهويات الانوار الامرية مطهرة بطهارة فطرية عن ان تنتقش فيها النقش

مجردہ میں ذات پاک ہے اس سے کہ اونمیں کذب مرتسم ہووے پس جس چیز کو وجود اختراعی

الكذب الاختراعي فما لاقسط له من الوجود الواقعي اصلا عينيا كان او ذهنيا وامكان اختراعيا

صرف ہووے اور وجود واقعی نہ ہو نہ ذہنی و نہ خارجی اوسکو عقل ممکنات سے نکالکے ممتنعات

يولجه العقل الصحيح في بيت الامتناع ويطرده عن تخوم الامكان لا بمجرد الحسبان بل بحسب قضاء

میں بحکم دلیل کے شمار کرتے ہے تمام ہوا کلام اوسکا خدا اوسکا درجہ بلند کرے

انتهى كلامه رفع الله مقامه ولما امسا فلان خلاف ما علم الله وخلاف ما اخبر عنه لا يتعلق به قدرته

يہ کلام اوسکے بہت درست لکہا ہے اور سمجھ ليں کہ جو خلاف علم و خبر خدا کا ہے اوسکے ساتھ قدرة متعلق نہيں ہوتی

كما صرح به المهرة البرعة من اصحاب اهل السنة قال الامام الرازي في تفسير قوله تعالى كذلك

اکابر اہل سنت نے ايسا کہا ہے خدا تعالى نے قران ميں کہا ہے کلمہ تيرے خدا کا سچا ہے کہ جو کافر ابدی ہيں وہ ايمان نہ لاوينگے

حقت كلمة ربك على الذين فسقوا انهم لا يؤمنون احتج اصحابنا بهذه الاية على ان الكفر بقضاء

اسکے تفسير ميں امام رازی نے کہا کہ ہم سنت جماعۃ اس ايۃ سے دليل لاتے ہيں اسپر کہ کفر کافر بقضا وارادہ

الله وارادته لانه تعالى اخبر عنهم قطعا انهم لا يؤمنون فلو امنوا لكان اما ان يبقى ذلك الخبر صدقا

الہی کے ہے کيونکہ خدا نے خبر دی کہ وے ايمان نہ لاوينگے اگر وے ايمان لاويں يہہ خبر يا صادق رہيگی يا نہيں اور

او لا يبقى والاول باطل لان الخبر بانهم لا يؤمنون يمتنع ان يبقى صدقا حال ما يوجد الايمان منه والثاني

اول باطل ہے کيونکہ جب وے ايمان لاوينگے يہہ خبر صادق نہ رہيگی اور ثانی بھی باطل ہے کہ وہ مستلزم کذب کو ہے اور

يستلزم الكذب منه تعالى وهو محال فالمحال لا يكون مراداله تعالى فثبت انه تعالى ما اراد الايمان

کذب خدا سے محال اور محال اوسکے ارادہ ميں داخل نہيں پس ثابت ہوا کہ خدا کافر ابدی سے ہرگز ارادہ ايمان کا نہيں کرتا اور

من الكافر الذي اراد منه الكفر ابدا والمراد من كلمة الله اما اخباره عن ذلك وخبره صدق ولا يقبل التغير و

مراد کلمہ سے اس ايہ شريف ميں يا خبر خدا کی ہے يا علم اوسکا اور يہہ ہر دو قابل تغير وزوال کے نہيں ہيں

الزوال او علمه بذلك وهو حق لا يقبل التغير والجهل وقال بعض المحققين علم الله تعالى تعلق بانه لا يؤمن

اور بعض اہل تحقيق نے کہا ہے کہ اول علم خدا کا متعلق اوسکے عدم ايمان پر ہوا پہر خبر دی اوسنے

فاخبر تعالى بانه لا يؤمن فقدرته تعالى لم يتعلق بخلق الايمان فيه بل بخلق الكفر فيه وارادته تعالى

کہ وہ ايمان نہ لاويگا پس قدرة اوسکی متعلق بخلق ايمان اوسميں نہيں ہوئی بلکہ اوسميں کفر پيدا کيا اور نہ

لم يتعلق بخلق الايمان فيه بل بخلق الكفر فيه واثبت ذلك في اللوح المحفوظ واشهد عليه الملائكة

اوسنے ارادہ کيا اوسميں پيدا کرنيکا بلکہ ارادہ کفر کا اوسميں کيا اور کفر کو لوح محفوظ ميں ثابت کرکے اوسپر ملائکہ کو

وانزله على انبيائه واشهدهم عليه فلو حصل الايمان لهذا الكافر لبطلت هذه الاشياء فينقلب علمه

گواہ کيے اپنی انبيا پر نازل کيا اور اونکو اسکے کفر ابدی پر گواہ کيا اب اگر اس کافر کو ايمان ہووے يہہ سب چيزيں باطل

جهلا وخبره الصدق كذبا وقدرته عجزا وارادته نسيا واشهاده باطلا وكذا اخبار الانبياء والملائكة

ہوويں علم خدا کا جہل ہو اور خبر اوسکے کاذب اور قدرت اوسکے عجز اور ارادہ اوسکا نہی اور ايسا ہی اخبار ملائک

وكل ذلك محال قطعا انتهى بيانه رفع الله شأنه اقول وكذا ههنا ان الله تعالى علم اولا ان محمد بن عبد الله

وانبیاء کی اور یہ سب محال ہیں تمام ہوا کلام امام کا کہتا ہوں میں خدا نے اول جانا کہ محمد خاتم الانبیاء ہے پھر خبر دی اوسنے

الهاشمي خاتم الانبياء فاخبر عنه بانه خاتم الانبياء فقدرته لم تتعلق بخلق نظيره لانه لو كان له نظير لكان خاتم

کہ وہ خاتم ہے اب تخلیق نظیر خاتم قدرت خدا کے متعلق نہیں ہوتی کیونکہ اگر اوسکا نظیر ہو تو خاتم الانبیاء ہو

الانبياء بل تعلقت بعدم خلقه وكذا ارادته لم تتعلق بخلق نظيره بل تعلقت بعدم خلقه فلو تعلقت

بلکہ قدرت وارادہ اوسکا متعلق ہوتا ہے بعدم خلق نظیر خاتم انبیاء کے اگر قدرت وارادہ اوسکا متعلق بہ نظیر خاتم

قدرته وارادته تعالى بخلق نظير خاتم الانبياء لانقلب علمه جهلا وخبره الصدق كذبا وقدرته عجزا وكل ذلك

ہووے علم خدا کا جہل ہووے اور خبر اوسکی کاذب اور قدرت اوسکی عجز اور یہ سب محال ہے

محال ومن المتقرر في مدارك الحكماء الراسخين ومشاعر العلماء الاسلاميين ان المحال ليس تحت قدرة

اور جملہ حکما وعلما اسکے قایل ہیں کہ محال تحت قدرۃ خدا کے ہرگز داخل نہیں بحر العلوم نے

الباري تعالى قال بحر العلوم في حاشية شرحه للسلم ان المستحيل ليس في قدرة الله تعالى وبالجملة

اپنی شرح سلم کے حاشیہ میں کہا کہ محال قدرۃ خدا میں داخل نہیں ہے حاصل کلام کا یہ ہے

ان خلاف ما علم الله وخلاف ما اخبر عنه محال قطعا لا يتعلق به قدرته ومشيته امن به جنود

کہ خلاف اوسکے علم وخبر کا محال ہے قدرۃ ومشیۃ اوسکی ہرگز متعلق اوسکے نہیں ہوتی ہے جم غفیر وجماعت

من العلماء الراسخين القائلين بالقسط واتوا به في صحفهم بالاطناب والبسط كما قد علمت من

کثیر علماء سے اسکے قایل ہیں جیسا کہ امام رازی کی کلام سے ظاہر ہوا اور تفسیر کبیر میں چند مقام پر

كلام الامام الهمام فخر الملة والدين الرازي انفا وكذا في كثير من المواضع في تفسيره قال في

اوسنے ایسا ہی کہا ہے کہا خدا تعالی نے جو لوگ کافر ابدی ہیں وہ ایمان نہ لاوینگے ای محمد

تفسير قوله تعالى ان الذين كفروا سواء عليهم أأنذرتهم ام لم تنذرهم لا يؤمنون احتج اهل السنة

تیرا ڈرانا اور نہ ڈرانا اونکو برابر ہے اسکی تفسیر میں امام رازی نے کہا ہم اہل سنت وجماعت اس

بهذه الاية وما اشبهها انه تعالى اخبر عن شخص معين انه لا يؤمن قط فلو صدر منه الايمان لزم انقلاب

آیت سے حجۃ لاتے ہیں کہ جب خدا نے کسی شخص سے خبر دی کہ وہ ایمان نہ لاویگا اب اگر وہ ایمان لاوے خبر صادق خدا کی

خبر الله الصدق كذبا والكذب قبيح وفعل القبيح اما يستلزم الجهل او الحاجة وهما محالان على الله

کاذب ہوجاوی اور کذب قبیح ہے اور فعل قبیح مستلزم جہل کو یا حاجۃ کو ہے اور یہ ہر دو خدا پر محال ہیں

والمفضي الى المحال محال فصدور الايمان منه محال وقد يذكر هذا في صورة العلم وهو انه تعالى علم منه انه

اور مستلزم محال کو محال پس صدور ایمان کا اوس شخص معین سے محال ہے اور کبھی یہہ تو علم کی تعین کی جاتی ہے

لا يؤمن فكان صدور الايمان منه يستلزم انقلاب علم الله جهلا وذلك محال والمستلزم للمحال محال وقال

باینطور کہ اوسنے جانا کہ یہہ ایمان نہ لاویگا اب اگر وہ ایمان لاوے علم خدا جہل ہوجاوی اور یہہ محال اور مستلزم محال کو محال

في تفسير قوله تعالى ومنهم من يستمعون اليك افانت تسمع الصم ولو كانوا لا يعقلون ومنهم من ينظر اليك افانت

اور کہا خدا تعالی نے بعض کفار تیری کلام سنتے ہیں جو بہرا دلی عقل ہے اوسکو تو نہیں سنا سکتا اور بعض دیکھتا دیکھتا

تهدي العمي ولو كانوا لا يبصرون احتج اصحابنا بهذه الاية على ان افعال العباد مخلوقة من الله تعالى لان

تجھکو اور جو اندہا قابل بصر نہیں اوسکو تو ہدایت نہیں کرسکتا اسکی تفسیر میں امام رازی نے کہا ہم اہل سنت اس آیہ سے کہتے ہیں

قلوب هؤلاء بالنسبة الى الايمان كالاصم بالنسبة الى استماع الكلام والاعمى بالنسبة الى ابصار الاشياء

کہ افعال عباد کا خالق خدا ہے کیونکہ قلوب کفار ابدی انکے بہ نسبت ایمان کے مانند بہری کی ہیں بہ نسبت سماعت کے اور مانند اندہی کی بہ نسبت

فكما ان هذا ممتنع فكذلك ما نحن فيه ولما حكم الله تعالى حكما جازما بعدم ايمانهم فمن جعلهم ايمانهم منقلب علمه جهلا

دیکھنے اشیاء کی پس جیسا کہ یہہ ممتنع ہے ویسا ہی ایمان کفار ابدی سے محال ہے اور خدا نے حکم کیا اونکے عدم ایمان کا اگر دی

سير قوله تعالى واوحي الى نوح انه لن يؤمن من قومك الا

ایمان لاویں تو ... ہو دی اور یہہ صادق اوسکی کاذب ہو اور یہہ محال ہے اور کہا خدا نے ای نوح تیری قوم چند

من قد امن فلا تبتئس بما كانوا يعملون احتج اصحابنا بهذه الاية على صحة قولهم في القضاء والقدر وقالوا

ایمان لاویکے تو اعمال کفار سے رنجیدہ نہ ہو امام رازی نے اسکی تفسیر میں کہا ہم اہل سنت اس آیہ سے قضا و قدر کے صحت پر

انه تعالى اخبر عن قومه انهم لا يؤمنون فلو امنوا لعند ذلك لكان اما مع بقاء هذا الخبر صدقا ومع بقاء هذا العلم علما

دلیل لاتے ہیں کیونکہ خدا نے خبر دی کہ کفار ابدی ایمان نہ لاویگے اب اگر دی ایمان لاویں تو یہہ خبر یا صادق رہیگی یا یہہ

او مع انقلاب هذا الخبر كذبا ومع انقلاب هذا العلم جهلا والاول ظاهر البطلان لان وجود الايمان منهم يستلزم

علم علم رہیگا یا یہہ خبر کاذب ہوجاویگی اور علم جہل ہوجاویگا اول باطل ہے کیونکہ وجود ایمان کا اونسے مستلزم اجتماع نقیضین

الجمع بين النقيضين والثاني ايضا باطل لان انقلاب خبر الله كذبا وعلمه جهلا محال البتة والمفضي

کو ہے اور دوم بھی باطل ہے کیونکہ خبر خدا کا کاذب ہونا اور اسکے علم کا جہل ہونا محال اور مستلزم محال کو محال ہے

الى المحال محال فصدور الايمان منهم محال وقال في تفسير قوله تعالى فمنهم شقي وسعيد اعلم انه تعالى حكم الان

پس کفار ابدی سے صدور ایمان کا محال اور کہا خدا نے کہ بعض انسان شقی ہے اور بعض سعید ہے امام رازی نے کہا اسکے

فی [illegible] الی العقبیٰ بانہ سعید و شقی [illegible] تبیع کونہ

تفسیر میں کہا کہ خدا نے بعض کو شقی کہا اور بعض کو سعید اور جدا [illegible] اور [illegible] مطابق خبر دی [illegible]

محالا فہو الا لزم ان یصیر خبر اللہ تعالیٰ کذبا و علمہ جہلا و ذلک محال فثبت ان السعید لا ینقلب شقیا

[illegible] لازم آوے کہ خبر خدا کی کاذب ہووے اور علم اوسکا جہل ہو اور یہ محال ہے پس ثابت ہوا کہ سعید ابدی شقی نہیں ہوتا

والشقی لا ینقلب سعیدا و قال فی تفسیر قولہ تعالیٰ و لو شاء ربک لجعل الناس امۃ واحدۃ و لا یزالون

اور شقی ابدی سعید نہیں ہوتا اور کہا [illegible] ان لوگوں کو ایک [illegible] بعض لئے مختلف ہیں

مختلفین الا من رحم ربک و لذلک خلقہم ان اللہ تعالیٰ حکم علی بعض بکونہم مختلفین و علی الاخرین

اور بعض اہل رحمت ہیں امام رازی نے اسکی تفسیر میں [illegible] کہ بعض اہل رحمت ہیں اور بعض مختلف ہیں اور اوسکے

بانہم من اہل الرحمۃ و علم ذلک امتنع انقلاب ذلک و الا لزم انقلاب علمہ جہلا و ہو محال و قال فی تفسیر

مطابق خبر دی اب خلاف اسکے محال ہے [illegible] علم اوسکا جہل ہووے اور یہ محال ہے اور کہا خدا نے بعض [illegible]

[illegible] تعالیٰ

[illegible] کے موافق

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الا بعلمہ جہلا و ہذا محال و المستلزم للمحال محال فکان عدم الضلالۃ منہ محالا و وجود الضلالۃ واجب

اور علم اوسکا جہل ہو اور یہ محال ہے اور مستلزم محال کو محال ہے پس عدم ضلالت کا اوس سے اور وجود ضلالت کا اوس سے [illegible]

[illegible]

ہے یہ دلیل ہمارے صحت مذہب کی ہے کہا خدا نے ہم نے کتاب میں بنی اسرائیل پر حکم کر چکے ہیں کہ وے زمین میں

فی الارض مرتین و لتعلن علوا کبیرا فاذا جاء وعد اولہما بعثنا علیکم عبادا لنا اولی باس شدید

دو دفعہ فساد کرینگے اور بڑا تکبر کرینگے پس جب [illegible] دو کا بھیجی ہم نے اوپر [illegible] زور اور

[illegible]

[illegible]

والقدر بانہ تعالیٰ قال و قضینا و ہذا القضاء اقل احتمالا الحکم الجزم و الجزم المحتم فثبت ان اللہ تعالیٰ

[illegible] دلیل لاتے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ نے کہا کہ ہم حکم کر چکے ہیں اور یہ حکم محکم اور خبر محکم ہے پس خدا تعالیٰ نے خبر دی خبر

اخبر عنهم انهم يستقدمون على الفساد والمعاصي جزما حتما والا يقبل الفسخ لان القضاء معناه الحكم الجزم

حکم دی کہ وہ فساد و معاصی پر بیشک قدمی کرینگے اور یہہ جزم حکم قابل فسخ کی نہیں ہے معنے قضاء کا حکم قطعی ہے

ثم اكد ذلك القضاء بقوله وكان وعد الله مفعولا اذا ثبت هذا فنقول عدم وقوع ذلك الفساد منهم

پھر اس قضاء کی تاکید کی اپنی قول سے کہ ہوا وعدہ خدا تعالی کا پورا جب یہہ ثابت ہوا اب ہم کہتے ہیں کہ اگر یہہ فساد اونسے

يستلزم انقلاب خبر الله الصدق كذبا وانقلاب حكمه الجازم باطلا وانقلاب علمه الحق جهلا وكل ذلك

واقع نہو وے خبر خدا کی کاذب ہو اور حکم جازم باطل اور علم اوسکا جہل ہو اور یہہ سب محال ہے پس عدم

محال فكان عدم اقدامهم على ذلك الفساد محالا وكان اقدامهم عليه واجبا ضروريا لا يقبل الفسخ والرفع

صدور فساد کا اونسے محال ہے اور صدور فساد کا اونسے واجب ہے اس حکم میں تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا ہے اور

وقال في تفسير قوله تعالى افمن حق عليه كلمة العذاب افانت تنقذ من في النار احتج اصحابنا بهذه

کیا خدا تعالی نے ای محمد جسپر ہم عذاب واجب کر چکے ہیں تو اوسکو عذاب سے نجاۃ نہیں دے سکتا ہم اہل سنت اس

الاية على ان الهدى والضلال من الله وذلك لان الله قال افمن حق عليه كلمة العذاب فاذا حقت

آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ ہدایت و ضلالت ہر دو خدا کی طرف سے ہیں کیونکہ خدا نے کہا ہم جسپر عذاب واجب کر چکے

كلمة العذاب عليه امتنع منه فعل الايمان والطاعة والا لزم انقلاب خبر الله كذبا وانقلاب علمه جهلا

اوس جسپر عذاب واجب ہوا صدور ایمان کا اور طاعت کا اوس سے ممتنع ہوا ورنہ خبر خدا کی کاذب ہو وی اور علم اوسکا

وهو محال وقال ايضا انه تعالى لما حكم بان حقية كلمة العذاب عليه توجب استنكار التام من صدور الايمان

جہل ہوا اور یہہ محال ہے [illegible] صدور ایمان [illegible] و طاعت [illegible] کا

والطاعة عنه فلو كان ذلك ممكنا فلم يكن حقية كلمة العذاب مانعة منه فلم يبق لهذا الاستنكار

اوس [illegible] ہے [illegible]

والاستبعاد معنى وهكذا في مواضع كثيرة وقال العلامة النيشابوري في تفسير قوله تعالى ولو علم

اور کیا خدا تعالی نے [illegible] کہ خدا اون میں خیر جانتا تو اونکو سماعت دیتا

الله فيهم خيرا لاسمعهم ولو اسمعهم لتولوا استدلت الاشاعرة بهذه الاية على ان صدور الايمان

اور وہی سماعت دیتا تو بھی ایمان سے منہ پھیرتے علامہ نیشاپوری نے اسکی تفسیر میں اشاعرہ

من الكافر الابدي محال لان الله الصادق قد اخبر انهم على تقدير الاسماع معرضون وخلاف

اس آیۃ سے استدلال کرتے ہیں کہ صدور ایمان کا کافر ابدی سے محال ہے کیونکہ خدا نے خبر دی کہ برتقدیر سماعت دینے کی بھی

فتدبر وتحمل ان خاتم هذا الرجل العلامة الكابر مولانا عبد العزيز الدهلوي في تفسير قوله تعالى ختم الله

درحقیقت مہر و علم خدا کا ہے ... اور خدا تعالیٰ نے ... مہر کیا ہے او پر دلون کفار ... کے اور او ... مولوی عبد العزیز [illegible]

على قلوبهم وعلى سمعهم يعني مهر نهاده است او تعالى بر دلهاي ايشان پس ايشان را ممكن نيست

دہلوی ... مولوی اسماعیل ... اسکی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ خدا نے اونکے دلوں پر مہر کی پس ... ممکن نہیں

که هيچ دليل علم حاصل كنند ولا يخفى عليك ان هذا الفاضل العزيز وغيره من العلماء اهل التمييز صرحوا

کہ دلیل علم حاصل ہووے ظاہر ہے کہ مولوی عبد العزیز وغیرہ علماء نے تصریح کی ہے ... دہلوی اوسکا

بان ما اخبر الله به لايكون خلافه ممكنا والله سبحانه اخبر ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول

خلاف غیر ممکن ہے اور خدا تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ محمد ... مردوں مومنین کا نہیں لیکن پیغمبر اور

الله وخاتم النبيين وخلافه بان يكون غير محمد صلى الله عليه وآله وسلم ايضا خاتم النبوة لايكون ممكنا

خاتم الانبیاء ہے اور خلاف اسکا یہہ ہے کہ غیر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی خاتم نبوۃ ہووے یہہ ممکن ہو نگا

فنظيره لايكون ممكنا الا ان نظيره ان كان خاتم النبوة بالضرورة والا لايكون نظيره مع ان الله

پس نظیر اوسکا ممکن نہیں کیونکہ اوسکے نظیر کو ختم نبوۃ ضرور ہے ورنہ وہ اوسکا نظیر ہوگا حالانکہ خدا تعالیٰ نے خبر

الصادق قد اخبر بان محمدا صلى الله عليه وآله وسلم هو خاتم النبوة فقط لا غير ومن البين ان الامكان

دی ہے کہ فقط محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبوۃ ہے کوئی غیر ... خلاف خبر خدا سے امکان منتفی ہے

الذي انتفى عن خلاف ما اخبر الله به لايكون الا الامكان بالذات اذ الامكان بالغير لا يعقل

وہ امکان بالذات ہے نہ امکان بالغیر کیونکہ امکان بالغیر ... متصور نہیں ہو سکتا جیسا حکما و علما ... کا

اصلا كما اجمع عليه الحكماء والعلماء فنظير نبينا محمد بن عبد الله الهاشمي صلى الله عليه وآله وسلم

... اتفاق ہے پس نظیر محمد بن عبد اللہ الہاشمی کا ممکن بالذات نہیں ہے

لايكون ممكنا بالذات فما قال هذا الرجل المعاصر ان نظير خاتم الانبياء ممكن بالذات ممتنع بالغير

اور یہہ جو مولوی اسماعیل نے کہا کہ نظیر خاتم نبوۃ کا ممکن بالذات ہے اور ممتنع بالغیر

ممتنع غير صحيح كما استبان لك من كلمات مولانا المرة لعل الكلام في ان الامكان بالغير غير متصور فنقول

... اوسکا ... ظاہر ہیں ... مولانا ... کہ امکان بالغیر کیونکر [illegible]

ان الغير ... ان الشيء لو كان ممكنا بالغير فهو اما واجب بالذات او ممكن بالذات او ممتنع بالذات بالضرورة والحصر

... متصور نہیں ... اگر کوئی شے ممکن بالغیر ہو وہ ذات خود یا واجب بالذات ہوگی یا ممکن بالذات یا ممتنع بالذات

[illegible]

المستحيل فافهم واجاب بعض ناظري كلامه ان مراده ان على التقدير انتفاء الغير يرتفع الامكان ويتصل بذلك

[illegible]

[illegible]

اصلی بیان ... اور سید صدر العلماء نے شرح تجریدیہ کے حاشیہ قدیمہ میں کہا ہے کہ واجب بالذات وہ ہے

كما ان الواجب بالذات اذا اعتبر مقيسا بذاته من غير التفات الى شيء آخر كان نسبة الوجود اليه بالوجوب

کہ جب قیاس اوسکا اوسکے ذات کے طرف کیا جاوے بلا التفات طرف شے دوسری کی نسبت وجود کی طرف اوسکے

والواجب بالغير اذا اعتبر مقيسا الى غيره كان كذلك واذا قطع النظر عن الغير نسبة الوجود اليه وحده ارتفع

بوجوب ہو گی اور واجب بالغیر کو جب قیاس غیر کی طرف کرو تب ایسا ہو اور جب قطع نظر غیر سے ہو وجوب منتفی ہوگا فقط وجود ثابت ہوگا

الوجوب وكان نسبة الامكان كذلك الممكن بالذات اذا اعتبر بذاته من غير التفات الى شيء آخر كان نسبة

نسبت امکان کی ہو گی ایسا ہی ممکن بالذات وہ ہے جب اعتبار بذاتہ کیا جاوے بلا التفات طرف شے دوسری کی نسبت وجود کی

الوجود اليه بالامكان والممكن بالغير اذا اعتبر مقيسا الى غيره كان كذلك واذا قطع النظر عن ذلك الغير عنه

اوسکے بالامکان ہو گی اور ممکن بالغیر وہ ہے کہ باعتبار غیر کے ایسا ہو اور جب غیر سے قطع نظر کیجاوے وقت نسبت وجود کے

نسبة الوجود اليه نفسه لا مقيسا الى غيره ارتفع الامكان اذ الثابت مقيسا الى الغير لا يثبت مع ترك المقايسة

طرف اوسکی ذات کی بعد امکان زائل ہو کیونکہ جو چیز کہ ثابت بقیاس طرف غیر کی ہوتی ہے وقت ترک اس قیاس کے

لكن الامكان ثابت للممكن اذا اعتبر بذاته والا يلزم الانقلاب وعلى هذا اسقط النقض كما لا يخفى وفيه تحقيق

نہیں ثابت ہوتی ہے لیکن ممکن کو بذاتہ خود امکان ثابت ہے ورنہ انقلاب لازم آوے پس اعتراض علامہ قوشجی کا دفع ہوا اسکو

الدواني بانه لا يلزم من قطع النظر عن الغير ارتفاع ما بالقياس اليه في الواقع مثلا لا يلزم من قطع النظر

رد کیا محقق دوانی نے کہ قطع نظر کرنے سے غیر سے یہ نہیں لازم آتا ہے واقع میں زوال اوسکا کہ ہو بقیاس غیر کے یعنی مثلا جب

عن ابن زيد ارتفاع الابوة عن زيد في الواقع اذ الثابت بالقياس الى الغير في نفس الامر لا يرتفع

ابن زید سے قطع نظر کی اس سے انتفاء ابوت کا واقع میں زید سے نہیں ہوتا ہے کیونکہ جو چیز واقع میں ثابت بقیاس

مع ترك المقايسة وهو ظاهر نعم انما يلزم ارتفاعه على فرض انتفاء ذلك الغير لا بمجرد قطع النظر عنه لا يق

[illegible] وہ بترک مقایسۃ زائل نہیں ہوتی البتہ انتفا غیر کے اوسکا انتفاء ہوتا ہے فقط قطع نظر سے اوسکا انتفاء

اذا قطع النظر عن الغير لا يكون بالقياس اليه بحسب ملاحظة العقل فيرتفع الامكان مع قطع النظر

نہیں ہوتا [illegible] نظر غیر سے [illegible] وہ چیز بقیاس غیر کے [illegible] ملاحظہ عقل میں نہ ہوگی پس اس ملاحظہ عقل میں زائل ہوگا مع قطع نظر کے

وهذا لكمال الماهية من حيث هي هي لا يكون موجودا ولا معدوما ولا واحدا ولا كثيرا مع انها في نفس الامر احدهما

واحد و کثیر ہوسکتے نہیں ہوسکتی ہے حالانکہ وہ نفس الامر میں ان سے خالی نہیں ہے دوسرا اور تقریر

عنها مع ان ما ذكره انما يمشي صورته اذا اريد بالامكان بالغير الامكان بالقياس الى الغير اما اذا اريد به ان

معدود العلاء کی نہیں چلتی ہے مگر جب مراد امکان بالغیر سے امکان بقیاس غیر کے ہو وے لیکن جب مراد امکان بالغیر سے یہ ہو

يقتضي الغير تساوي نسبة الماهية الى الوجود والعدم فلا مجال للتوهم وهو ظاهر انتهى كلامه وقد يستدل على ابطال

کہ غیر مقتضی ہے نسبت ماہیت کو طرف وجود عدم کے یہ اعتراض بالکل نہیں تمام ہوا کلام محقق دوانی کا اور کبھی امکان بالغیر کے

المطلب ان ما ثبت للشيء نظرا الى ذاته لا يثبت له بالنظر الى غيره فاستواء الوجود والعدم بالقياس

نفی پر لوں دلیل لاتے ہیں جو چیز ایک شے کو بنظر ذات خود ثابت وہ بنظر غیر کے ثابت نہیں ہوتی پس تساوی وجود و عدم

الى ذاته لما كان ثابتا له لذاته لم يتصور ثبوته له بواسطة الغير والا لزم ان يتوارد علتان مستقلتان على

جب اوسکو بنظر ذات خود ثابت ہوئی اب بنظر غیر کے ثابت نہیں ہوسکتی ورنہ توارد دو علت مستقلہ کا معلول واحد

معلول واحد شخصي فلا تعدد في مفهوم ذلك الاستواء بالنظر الى شيء واحد واورد عليه المحقق الدواني في

شخصی پر لازم آوے کیونکہ جو مفہوم استواء کا بنظر شے واحد کے ہے اوسمیں کچھ تعدد نہیں محقق دوانی نے شرح تجرید کے

الحاشية القديمة على شرح التجريد لم لا يجوز ان يكون استقلال الذات في علية الاستواء بل العلية مشروطا

حاشیہ قدیمہ میں اسپر یہ اعتراض کیا جائز ہے کہ استقلال ذات کا ہو وے علت ہونے استواء میں مشروط با انتفاء

بانتفاء الغير فاذا وجد ذلك الغير لم يكن علة مستقلة بل لم يكن علة اصلا فلا يلزم توارد العلتين المستقلتين كما

غیر کے پس وقت وجود غیر کے ذات علت مستقلہ بلکہ علت مطلقہ نہو گی پس توارد دو علت مستقلہ کا لازم نہ آیا جیسا

في اعدام اجزاء المركب فان كلا منها علة مستقلة عند الانفراد واذا اجتمع عدة منها لم يبق

عدمات اجزاء مرکب میں کہ ہر ایک ان سے عند الانفراد علت مستقلہ عدم مرکب کے ہے اور وقت اجتماع کے انکے استقلال

استقلال الآحاد فان قيل حينئذ لا يكون ممكنا ذاتيا لان امكانه مستند تارة الى الذات بشرط انتفاء

آحاد کا نہیں اگر کوئی کہے کہ اب ممکن ممکن ذاتی نہو گا کیونکہ امکان اوسکا کبھی مستند ہے طرف ذات کی بشرط انتفاء

بالغير وانتهى الى الغير وحده فقد ابطل التغير بقبل في امكانه وان لم يكن ممكنا ذاتيا كان اما واجبا بالذات

غیر سے اور کبھی ختم ہو طرف غیر کی ... تغیر کو دخل ہے اوسکے امکان میں اور جب وہ ممکن ذاتی نہ ہوا یا واجب بالذات ہوگا

او ممتنعا بالذات وقد تبين بطلانهما وانما الكلام في الممكن الذاتي قلت ان اريد بالممكن

یا ممتنع بالذات ، اور ہر دو باطل ہیں اور کلام ہماری ممکن ذاتی میں ہے اوسکا جواب یہ ہے اگر مراد ممکن ذاتی سے

الذاتي ما ليس ضروري الوجود لذاته ولا ضروري العدم لذاته فهو اعم من ان يكون لذاته او لغيره فعلى

یہ ہے کہ وہ بذاتہ ضروری الوجود اور ضروری العدم نہ ہو پس یہ عام ہے خواہ انتفاء ضرورۃ ذاتیہ کا معلول ذات کا ہو یا معلول غیر کا

تقدير ان يكون لغيره لا يلزم الانقلاب لانه ليس داخلا في الواجب لذاته ولا الممتنع لذاته وانما

تقدیر لغیرہ ہو انقلاب لازم نہیں آتا ہے کیونکہ یہ داخل واجب بالذات و ممتنع بالذات میں نہیں اور یہ لازم آوے

يلزم لو ثبت ان الشيء لا بد ان يكون احد طرفي النسبة ضروريا له بحسب ذاته او يكون ذاته علة لسلب

اگر ثابت ہو کہ شئ کی ایک ہر دو طرف کی نسبت ضروری ہوتی ہے بحسب اپنی ذات کے یا ذات علت ہے سلب ضرورۃ ذاتیہ

الضرورة الذاتية وهو ممنوع لجواز ان يكون انتفاء الضرورة الذاتية معلولا للغير وان اريد

اور یہ ممنوع ہے کیونکہ جائز ہے انتفاء ضرورۃ ذاتیہ کا معلول غیر کا ہو واگر مراد ممکن

بالممكن الذاتي ما يكون ذاته علة لسلب الضرورة الذاتية من الطرفين اختل حصر المواد الثلث

ذاتی سے یہ ہے کہ ذات اوسکی علت ہے سلب ضرورۃ ذاتیہ کی طرفین سے حصر مواد کا تین میں مختل ہوگا

اذ يصح ان يكون الشيء بحيث لا يكون وجوده ضروريا بحسب ذاته او عدمه لكن لا يكون ذاته علة لسلب

کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے کہ شئ یا وجود اوسکا ضروری ہے بحسب ذات خود یا عدم اوسکا یا ذات اوسکی علت نہیں سلب ہر دو

الضرورتين الذاتيتين ولا شك في تجويز العقل ان يكون سلب الضرورتين معلولا للغير و

ضرورۃ ذاتیہ کی اور بلا شک عقل میں جائز ہے کہ سلب ہر دو ضرورۃ کا معلول غیر کا ہو اور اس بیان سے

من هنا يعلم انه يمكن ان يمنع ابتداء لزوم توارد العلتين اذ لم يثبت كون الذات علة لعدم

معلوم ہوا کہ ممکن ہے منع کرنا ابتداء لزوم توارد دو علت کا کیونکہ ذات کا علت ہونا ہنوز ثابت نہیں ہوا

وتمكن اثباته بانه لو كان معلول الغير لكان هو بحسب ذاته جائزا ان يكون ممكنا او يكون واجبا لذاته

ہم اس دلیل سے اسکو ثابت کرتے ہیں کہ ایک شے جب معلول غیر کا ہو تو جائز ہے کہ وہ بحسب ذات خود یا ممکن ہو یا واجب

او ممتنعا لذاته وهو محال لان الامكان لو كان مع واجبا لذاته او ممتنعا لذاته مشتمل على التناقض والتحقيق

بالذات یا ممتنع بالذات اور یہ محال ہے کیونکہ امکان اوسکے ساتھ وجوب ذاتی اور امتناع ذاتی کا شامل تناقض کو ہے - و نیز بر تقدیر

على تقدير عدم تأثير الغير فيه واجبا بذاته او ممتنعا بذاته وكلاهما مستحيلان لان سلب تأثير الغير فيه لغير

عدم تاثیر غیر کے اوسمیں وہ واجب الذات یا ممتنع بالذات ہوگا اور یہ ہردو محال ہیں کیونکہ سلب تاثیر غیر کا اوسمیں مغایر

مغاير لذاته اولا معنى لكون الشيء بسبب الغير واجبا بذاته او ممتنعا بذاته هذا انتهى كلامه قال الفاضل مرزا

اوسکی ذات کے ہے اور اوسکے کوئی معنے نہیں کہ ایک شئے بسبب غیر کے واجب یا ممتنع بالذات ہو تمام ہوا کلام اوسکا فاضل مرزا جان

جان في حاشيته على الحاشية القديمة الدوانية قوله وايضا يكون على تقدير عدم تأثير الغير فيه حاصله

کا حواشی حاشیہ قدیمہ پر حاشیہ ہے اوسمیں کہا اوسنے کہ قول اوسکا دیگر ہوگا بر تقدیر عدم تاثیر غیر کے اوسمیں اور حاصل اسکا

انه لما كان امكانه بتأثير الغير فيه فعلى التقدير عدم تأثير الغير فيه يكون اما واجبا لذاته او ممتنعا لذاته فعدم

یہ ہے کہ جب امکان اوسکا بتاثیر غیر کے اوسمیں ہوا پس بر تقدیر عدم تاثیر غیر کے اوسمیں وہ واجب بالذات یا ممتنع بالذات

[illegible] لكون الشيء واجبا

نہیں ہو سکتا اگر چہ توجیہ

لذاته وامكان كان هذا المفهوم مستحيلا وتوجيهه لنظر اذ على تقدير عدم تأثير الغير لم لا يجوز ان يكون ممكنا

مفہوم محال ہوگا اور اسپر یہ اعتراض ہے کہ بر تقدیر عدم تاثیر غیر کے جائز ہے کہ وہ ممکن ذاتی ہو اور امکان

ذاتيا ويكون امكانه حينئذ مستندا الى الذات بناء على انه كان مستندا الى الذات بشرط انتفاء الغير او

اوسکا مستند صرف ذات کی طرف ہوگا کیونکہ وہ مستند تھا طرف ذات کی بشرط انتفاء غیر کے یا طرف غیر کی بشرط وجود

الى الغير بشرط وجوده فاذا انتفى الغير استند الى الذات ولم يزل والجواب ان للغير مدخلا حتى على

غیر کے جب غیر منتفی ہوا وہ ہمیشہ مستند طرف ذات کی ہوا جواب اسکا یہ ہے کہ غیر کو اوس وقت مدخل ہے خواہ

اي حال كان اما وجودا او عدما فعلى التقدير عدم تأثير الغير ومدخليته فيه اصلا لا وجودا ولا عدما يلزم زوال

بوجود خواہ بعدم پس بر تقدیر عدم تاثیر و مدخلیت کے اوسمیں نہ بوجود و نہ بعدم زوال امکان کا لازم

يلزم محالا

مستلزم ہوا

آخر هو بقاء الامكان مع زوال علته مطلقا ولو سلم زوال الامكان فيصير ذاته واجبا لذاته او ممتنعا

کہ وہ بقاء امکان کا مع زوال علت کے ہے واگر زوال امکان کا تسلیم کیا جاوے پس وجوب ذاتی یا امتناع ذاتی اوسکا مسلم نہیں کیونکہ عدم

لذاته غير م اذ عدم تأثير الغير لما كان محالا جاز ان يستلزم خلو المفهوم عن الثلث وامتناع خلو كل

تاثیر غیر کا جب محال ہوا جائز ہے کہ وہ مستلزم ہو خالی ہونے مفہوم ہر ستہ مواد سے اور خلو ہر مفہوم کا ہر سہ سے

مفهوم من الثلث نظرا الى ذاته انما يثبت بعد اثبات كون الامكان مقتضى الذات ولا يقتضيه

تجرد وخلو عن الثلث بمعنى ان ذات الممكن لا يابى عنه وان كان الخلو عنها محالا نظرا الى ذوات

تینوں سے باین معنی کہ ذات ممکن کی مانع نہیں اس سے اگرچہ خلو ان سے بنظر ذات ان مفہومات سے محال ہو اور یہہ

تلک المفهومات وذلك لما ذكر ان هذه الذات لا تقتضي شيئا على ما فرضنا وقد صرح في الدليل

دسواسطے ہے کہ ہمنے ذکر کیا کہ یہہ ذات برسبیل فرض کسی شے کو مقتضی نہیں ہے اور اس محقق کی کلام سے بہی ثابت

الذي ذكره هذا المحقق بما يدل على ان كل امر لا يقتضي شيئا يجوز خلوه عنه نظرا الى ذاته ولو سلم فاللازم مما

ہوتا ہے کہ جو چیز کسی شے کو مقتضی نہو بنظر ذات خود اوسکا خلو تینوں سے جائز ہے اور جو تسلیم کیا جاوی پس اوسکے بیان سے

ذكر ان يكون الواجب مثلا لازمة لعدم تاثير الغير فيه ولا يلزم من كون الشيء لازما لامر ان يكون هذا

یہہ لازم آیا کہ وجوب مثلا لازم ہے بسبب عدم تاثیر غیر کے اوسمین اور ایک شئے جب لازم کسی چیز کو ہوی اوس سے یہہ لازم

الامر علة لذلك الشيء انتهى كلامه فتامل وتفكر ثم قال المحقق الدواني فان قلت اذا اعتبر الواجب

نہیں کہ یہہ چیز علت اس شے کو ہو تمام ہوا کلام اوسکا پہر محقق دوانی نے کہا اگر کوئی کہے جب ہمنے واجب کی کسی ممکن کی طرف

من حيث الاضافة الى ممكن ككونه مبدأ لزيد مثلا كان هو بهذا الاعتبار ممكنا مع انه واجب بذاته

اضافة کی جیساکہ مثلا وہ مبدا زید کا ہے بس وہ باین اعتبار ممکن ہو گا حالانکہ واجب بالذات ہے پس واجب بالذات

فقد تحقق الامكان بالغير في الواجب بالذات على منوال تحقق الوجوب بالغير والامتناع بالغير في الممكن

مین امکان بالغیر ثابت ہوا جیساکہ ممکن مین وجوب وامتناع بالغیر ہوتی ہین جواب اسکا یہہ ہے کہ واجب

بالذات قلت الواجب بالذات فهو وجود ذاته ومع هذا الاعتبار وجود ذاته باق على وجوبه الذاتي

بالذات کا وجود بذات خود ہے اور مع اس اعتبار کے وجود بذاتہ اوسکا اپنی وجوب پر باقی ہے اور واجب

وان الواجب من هذه الحيثية يجب وجوده بذاته نعم لا يجب بوجوب ذاته المقيدة بالحيثية وهو غير

باین حیثیت وجوب وجود بذاتہ ہے البتہ جب وجوب ذاتی اوسکا مقید بحیثیہ ہو جب واجب نہو یہہ غیر وجوب ذاتی کا

واجب بذاته فما هو واجب بذاته لم يصر ممكنا بالغير بخلاف الممكن اذا صار واجبا او ممتنعا بالغير فان الممكن

جو واجب بذاتہ تہا وہ ممکن بالغیر نہ ہوا بخلاف ممکن کے کہ جب واجب یا ممتنع بالغیر ہووے ممکن ماخوذ مع وجود علۃ کے

الماخوذ مع وجود العلة مثلا يجب وجود ذاته وهو ممكن بالنظر الى ذاته فقد صار النفس ما هو ممكن بذاته واجبا

واجب ہوتا ہے حالانکہ وہ بنظر ذات خود ممکن ہے پس نفس ممکن بالذات کا واجب بالغیر ہو گیا تمام ہوا کلام اوسکا

لغيره انتهى كلامه قال الفاضل مرزا جان قوله فان الممكن الماخوذ الخ فيه بحث لانه اذا كان الممكن الماخوذ

اسپر اوسکے شاگرد فاضل مرزا جان نے اعتراض کیا کہ ممکن ماخوذ مع وجود علۃ کے جب واجب ہوا پس معروض

مع وجود العلة واجبا فمعروض الوجوب الغيري هو الذات مع وجود العلة اذا كان القيد داخلا او الذات

وجوب غیری کا ذات مع وجود علۃ کے ہے اگر قید داخل ہووے یا ذات مع اضافۃ کے ہے اگر قید داخل

مع الاضافة اذا لم يكن القيد داخلا وعلى التقديرين يختلف معروض الامكان الذاتي والوجوب الغيري

نہووے اور بر ہر دو تقدیر معروض امکان ذاتی کا مختلف ہے معروض وجوب غیری سے اور اسیواسطے فرق

ولهذا قيل في الفرق بين المشروطتين ان في المشروطة بشرط الوصف يكون معروض الضرورة بالقياس

کرتے ہیں ہر دو مشروطہ میں اور کہتے ہیں کہ مشروطہ بشرط وصف سے ہوتا ہے معروض ضرورۃ کا بالقیاس

الى مجموع الذات مع الوصف والجواب ان الواجب بالغير ما كان موجودا عينيا وظاهر ان مجموع

طرف مجموع ذات کی مع وصف کے جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ واجب بالغیر موجود خارجی ہوتا ہے اور مجموع ذات کا مع

الذات مع وجود العلة او مع النسبة ليست موجودة عينية بل التحقيق ان معروض الوجوب الذات

وجود علۃ کے یا مع نسبۃ کے موجود خارجی نہیں ہے بلکہ تحقیق یہ ہے کہ معروض وجوب کا ذات ہے من حیث

من حيث هي ووجود العلة شرط له وكذا في المشروطة بشرط الوصف يكون المحمول كتحرك الاصابع ضروريا

ہی ہی اور وجود علۃ کا شرط اوسکی ہے اور ایسا ہی وہ مشروطہ کہ جو بشرط وصف کے ہے اوسمیں محمول بشرط وصف کے ضروری

لذات الكاتب من حيث هي لكن وصف الكتابة شرط لضرورة ثبوت التحرك للذات لانه جزء

ہوتا ہے جیسا کہ تحرک انگشت کا ذات کاتب کو من حیث ہی کو ضروری بشرط وصف کتابت کے کہ اس سے تحرک ذات

للموصوف بوصف التحرك انتهى كلامه فافهم قال العلامة القوشجي في شرح التجريد والحق انه ان اريد

کو ثابت ہے شیء کہ وہ جزء موصوف کا ہے ساتھ وصف متحرک کے تمام ہوا کلام فاضل مرزا جان کا اور علامہ قوشجی نے شرح تجرید

بالامكان بالغير قياسا على الوجوب بالغير والامتناع بالغير ان لا يقتضي الغير وجود الممكن ولا عدمه كما

میں کہا ہے کہ اگر امکان بالغیر سے وجوب بالغیر اور امتناع بالغیر پر قیاس کر کے یہ ارادہ کیا جاوے کہ امکان بالغیر وہ ہے کہ نہ مقتضی

ان الوجوب بالغير ان يقتضي الغير وجودها والامتناع بالغير ان يقتضي الغير عدمها فلا شك انه لا ينافي الوجوب

جو غیر وجود و عدم ماہیت کو جیساکہ وجوب بالغیر وہ ہے کہ مقتضی ہو غیر وجود ماہیت کو اور امتناع بالغیر وہ ہے کہ مقتضی ہو غیر اوسکے عدم کو

الذاتي والامتناع الذاتي فلا يلزم من طريان الامكان بالغير زوال الوجوب الذاتي حتى يلزم الانقلاب فان عدم

پس بلا شک یہہ منافی وجوب ذاتی اور امتناع ذاتی کا نہیں ہے پس عروض امکان بالغیر سے زوال وجوب ذاتی و امتناع ذاتی کا

اقتضاء الغير لوجود الماهية لا ينافي اقتضاء الماهية لوجود نفسها بل يلزم لان الماهية لو اقتضت وجودها

تاکہ لازم آوے انقلاب کیونکہ عدم اقتضاء غیر کا وجود ماہیت کو اسکا منافی نہیں کہ ماہیت اپنی وجود کو آپ مقتضی ہووے بلکہ لازم ہے

يلزم ان لا يقتضيه غيرها والا لكان واجبا بالغير ايضا وقد مر ان الواجب بالذات لا يكون واجبا

اسواسطے کہ جب ماہیت اپنی وجود کو مقتضی ہووی ضرور ہے کہ غیر اوسکو مقتضی نہ ہو ورنہ وہ واجب بالغیر بھی ہوگا اور مقرر ہے

بالغير ايضا وكذلك عدم اقتضاء الغير عدم الماهية لا ينافي اقتضاء الماهية عدم نفسها بل يلزمه لان

کہ واجب بالذات واجب بالغیر نہیں ہوتا اور ایسا ہی عدم اقتضاء غیر کا عدم ماہیت کو منافی اسکا نہیں کہ اپنی اپنی عدم کو آپ

الماهية ان اقتضت عدمها يلزم ان لا يقتضيه غيرها والا لكان ممتنعا بالغير ايضا وقد مر ان الممتنع

مقتضی ہووی بلکہ لازم ہے کیونکہ جب ماہیت اپنی عدم کو آپ مقتضی ہووی ضرور ہے کہ غیر مقتضی نہ ہووی ورنہ ممتنع بالغیر بھی

بالذات لا يكون ممتنعا بالغير وانما الكلام في اجتماعه مع الامكان الذاتي فنقول ان اريد بالغير

[illegible]

[illegible]

غیر ماہیت کا ہے مطلقا نہیں ممکن ہے اجتماع امکان بالغیر کا مع امکان ذاتی کی کیونکہ ممکن بالذات اگر موجود ہے تو واجب

فيكون واجبا بالغير وان كان معدوما فيكون ممتنعا بالغير فلا يكون ممكنا بالغير وان اريد بالغير الغير المعين

بالغیر ہے اور اگر معدوم ہے تو ممتنع بالغیر ہے ہرگز ممکن بالغیر نہیں ہوسکتا اور اگر مراد غیر سے کوئی معین غیر ہے پس احتمال ہے

[illegible] ممتنعا بالغير

کہ مقتضی ہووے یہہ غیر وجود اسکا ممکن کر پس یہہ ممکن واجب بالغیر ہوگا یا مقتضی ہو اوسکے عدم کو پس ممتنع بالغیر ہوگا

او لا يقتضي ذلك الغير وجوده ولا عدمه فيكون ممكنا بالغير وان اريد بالامكان بالغير ان يقتضي الغير

یا یہہ غیر اوسکے وجود و عدم کو مقتضی نہ ہو پس ممکن بالغیر ہوگا اور اگر ارادہ کیا جاوے امکان بالغیر سے یہہ کہ مقتضی ہو غیر

تساوي نسبة الماهية الى الوجود والعدم فلا كلام في انه ينافي الوجوب الذاتي والامتناع الذاتي ايضا فانه ظاهر

برابر ہے نسبت ماہیت کو طرف وجود و عدم کی پس بلا شبہ یہہ منافی وجوب ذاتی اور امتناع ذاتی کے بھی ہے اسمین کچھ خفا

...ذات لا یکون ممکنا بالغیر والممکن بالذات

...ع بالذات ہی ممکن بالغیر نہو گا ورنہ لازم آویگا

...ل وبذکر وقال صاحب

...وارد دو مدہ مفہوم واحد ہیں ... اور صاحب افق المبین نے ... سید صدر العلماء کی

...الشیٔ الی الواجب والممکن والممتنع

عدم ... پھیر ... تقسیم ... شی کی طرف واجب و ممکن و ممتنع بالذات کے انفصال

بالذات انفصال حقیقی اذ کل مفہوم فهو فی ذاته اما ضروری الوجود واما ضروری العدم او لا

حقیقی ہے کیونکہ ہر مفہوم واحد ذات خود یا ضروری الوجود ہے یا نہیں لیس یا ضروری العدم ہے یا نہیں

وہذا فی التحقیق منفصلان حقیقیان یتركب كل منهما من الشیٔ ونقیضه علی سنة كل قضية منفصلة

ہے در حقیقت دو قضیہ منفصلہ حقیقیہ ہیں ہر ایک ان سے مرکب شے سے اور اوسکی نقیض سے جیسا کہ ہر قضیہ منفصلہ مرکب

لا تكون اكثر من جزئين فانها تكون متعددة فی الحقيقة فالثلثة لا تجتمع ولا ترتفع والاثنان منهما لا

زائد دو جز سے ہوتا ہے پس وہ حقیقت میں متعدد ہوتا ہے پس یہ تینوں نہ جمع ہوتی ہیں اور نہ مرتفع اور دو انہیں سے

يجتمعان وذلك فی ای وجود او مفهوم كان باتية حيثية فرضت فاذن ما اسهل ان يتبين

نہ جمع ہوتے اور یہ ہر موجود و مفہوم میں جاری ہوتا ہے پس اب تجھپر آسان ہوا اسکا جاننا کہ محال ہے ...

ان انه يستحيل ان يكون غير الشیٔ قد اعطاه لا ضرورة الوجود والعدم بالنظر الی ذاته فانه ليس اذا

امر کہ غیر شے کا عطا کرے اوسکو لا ضرورة وجود و عدم کے بنظر ذات شے کے کیونکہ اگر ایسا ہو ہو گی یہ شے در حد ذات

كان كذلك كان هو فی ذاته مع عزل النظر عن ذلك الغير لا ضروری الوجود والعدم اذ لو كان

خود مع قطع اوس غیر سے بلا ضرورة وجود و عدم کے واگر ضرورة وجود کی یا عدم کی ہو وے

ضروری احدهما كان الغير قد الیس ذاته ما مقابل ما لها بنفسها وكساها مصادم ما استحقه لطباعها

اوسمیں اور یہ غیر لا ضرورة دیوے تو بر خلاف اوسکے دیگا کہ جو اوسکے ذات میں سے

واستوجبه بجوهرها فاذن اما ان يكون لذات الشیٔ لا ضرورتان للوجود والعدم بالنظر اليها

پس اسوقت میں یا ہو ونگے ذات شے میں دو لا ضرورة وجود و عدم کے ایک بذات خود اور دوسری غیر کی

احديهما لها بنفسها والاخری لها من قبل اعطاء الغير وقد بان لك فساده واما ان يتكرر لها لا ضرورة

طرف سے اسکا فساد ظاہر ہے اور یا مکرر ہو گی اوسمیں لا ضرورة وجود و عدم کی بعینها

الوجود والعدم بعينها من تلقاء جوهرها بنفسها ومن قبيل افادة الغير على ان تكون لها الضرورة

اسی ات سے اور اوسکے غیر سے اس طور کہ اوس میں ایک لاضرورة واحدة بعينها ہے کہ متکثر نہیں ہوتی اور ایک لاضرورة غیر سے ہے

واحدة بعينها الا تكثر وغيرية من الجهتين جهة الذات وجهة الغير من الفطريات التي طباع العقل

حاصل ذات سے اور جانب غیر سے اور جسکی عقل نے تسلیم کی اور شی کا وجود پایا ہو اور سب ظاہر ہے

الماخوذ باللوح الحاكم انه لا تكثر طبيعة بعينها من جهة تقييد بعينها الشي بعينه وما حصلها شركا بالذات

لیقید لفظ کے واسطے بعینہ کے متکرر نہیں ہوتی ہے

سبحانه بهذه الضائع انه يمتنع تكرر اتصاف شي الطبيعة نوعية واحدة في وقت بعينه فاذن الا

اور حکما نے اسی سے کہا ہے کہ تکرر اتصاف شے کا ساتھ طبیعة نوعیه واحدہ کے وقت معین میں ممتنع ہے پس اسے

امكان بالغير على ان المفتقر اذا الحصر المفهومات بانفسها لا احتياج فيه الى تبيان ومن ثم ما عرفت

امکان بالغیر ہو سکتا علاوہ اسکے سب عقلی مفہومات کا لحاظ کریں اسی میں محتاج طرف دلیل کی نہیں اب اسی لیے

اقول انكشف ان ما يعني عنه بالامكان هو لا ضرورة الطرفين بالنظر الى الذات على ان تسلب

ثابت ہے کہ ظاہر ہوا کہ امکان لاضرورة طرفین کے ہے منظر ذات سے بایں طور کہ سبب ہر دو طرف کا

الطرفان بسلبا بسيطا اي لا اقتضاء ضرورة شي منهما الا اقتضاء الاضرورتها ولا التساوي بها بالنظر

سلب بسیط ہے کہ نہ اقتضا ضرورة کا نہ اقتضا لاضرورة کا نہ اقتضا برابری عدم و وجود کے منظر

الى الذات والاصل ان يوخذ سلبا بسيطا الذي هو مطلب ايجاب سلب المحمول فالامكان

ذات کے اور اصل یہ ہے کہ یہ سلب بسیط ہو پس امکان ذاتی یہ ہے

الذاتي هو ان الشي اذا اعتبر بذاته من حيث هي الى شي آخر بل بنفسه كان حق التجوهر واللا

کہ صرف ذات اسی کی ہو ایک شے منظر ذات کے طرف اور کی حق تجوہر ولاتجوہر کا

تجوهر بالقياس الى حقيقته وحق النسبة الى الوجود والعدم الى ذاته سلب الضرورة لا الفعلية ذا اقتضاء

اور حق نسبت وجود و عدم کا طرف اوسکے سلب ضرورة کا اور سلب سبب علة کے باوسکی

سنه كذلك بل بعدم اقتضائه للضرورة كما ان الوجوب بالذات هو كون الشي بحيث اذا

اقتضا کے بلکہ یہ سلب اسوجہ سے ہو کہ اوسکو عدم اقتضاء ضرورة کا ہے جیسا کہ وجوب بالذات ہونا شے کا ہے

اخذ بذاته من غير التفات الى غيره كان حقه الضروري التجوهر وانه يجب له الوجود بذاته لا باقتضاء

بایں طور کہ جب اوسکے ذات پر نظر کی جاوے بلا التفات طرف غیر کے حق اوسکا یہ ہے کہ وہ واجب الوجود بذاتہ ہو دی مقتضا

ممتنع بالذات اور ملن عام بالقیاس الی الغیر ہیں تمام ہوا کلام اوسکا مخلصا

او ممتنعا بالذات انتہی کلامہ ملخصا وقال السید فی حاشیتہ علی شرح المواقف ان الامکان بالغیر

اور شرح مواقف پر جو سید زاہد ہروی کا حاشیہ ہے اوسمیں اونہوں نے کہا ہے کہ امکان بالغیر

یتصور علی نحوین الاول ان یکون باقتضاء الغیر ایاہ والثانی ان یکون بالقیاس الی الغیر

دو طرح پر ہے ایک یہہ کہ غیر نے اوسکا اقتضاء کیا ہو اور دوسرا بقیاس طرف غیر کے ہو دوئی اور ہر ایک دونوں سے

وکل منہما علی وجہین الاول ان یکون ہذا الامکان سلب الضرورۃ الذاتیۃ والثانی ان یکون سلب

دو طرح پر ہے ایک یہہ کہ یہہ امکان سلب ضرورۃ ذاتیہ کا ہو اور دوسرا سلب ضرورۃ مطلقہ کا ہو اور نحو

الضرورۃ المطلقۃ والنحو الاول باطل علی کلا الوجہین اما علی الوجہ الاول فلانہ ان کان فی

اول ہر دو طرح پر باطل ہے طرح اول پر یوں باطل ہے اگر وہ واجب و ممتنع میں ہووے

الواجب والممتنع یلزم اجتماع النقیضین او ما فی حکمہ فان الوجوب والامتناع ضرورۃ احد

تو اجتماع نقیضین لازم آتا ہے کیونکہ وجوب و امتناع ضرورۃ ایک دو طرف کی ہے اور امکان

الطرفین والامکان سلب ضرورتہما وان کان فی الممکن یلزم توارد العلتین او ما فی حکمہ فان الذات

سلب ضرورۃ دو طرف کا ہے اگر وہ ممکن میں ہووی تو توارد دو علت کا لازم آتا ہے امکان سے صدق کے

کافیۃ فی صدقہ واما علی الوجہ الثانی فہو منحصر فی سلب الضرورۃ الذاتیۃ وسلب الضرورۃ الغیریۃ

واسطے فقط ذات کافی ہے اور طرح دوسری پر یوں باطل ہے کہ وہ منحصر ہے سلب ضرورۃ ذاتیہ و سلب ضرورۃ

فان کان الاول فقد عرفت حالہ وان کان الثانی فان کان فی الواجب والممتنع یلزم توارد العلتین

غیر یہہ میں اول کا حال تو نے جانا واگر دوسرا ہوا اور ہو واجب و ممتنع میں لازم آتا ہے توارد دو علت کی

او ما فی حکمہ فان الذات کافیۃ فی سلب الضرورۃ الناشئۃ عن الغیر وان کان فی الممکن یلزم

او ذات کافی ہے واسطے سلب اوس ضرورۃ کے کہ جو غیر سے ہے واگر ممکن میں ہووے

اجتماع النقيضين او ما في حكمه لان الممكن لا يخلو عن احدى الضرورتين والنحو الثاني جائز على كلا الوجهين

اجتماع نقیضین یا لازم آوے۔ کیونکہ دو ضرورۃ سے ایک ضرور ہوتی ہے اور نحو دوم ہر دو وجہ پر جایز ہے

او لاستحالته في سلب ضرورة شي بالنظر الى غيره وهذا النحو على الوجه الاول مختص بالممكن بالذات

از سلب ضرورۃ شی کا بنظر طرف غیر کے ہووے یہ محال نہین اور یہ نحو بر وجہ اول مختص ساتھ ممکن بالذات کے ہے

فانه بعينه الامكان الذاتي الماخوذ مع القياس الى الغير لان الامكان الذاتي سلب الضرورة الذاتية

کہ وہ بعینہ امکان ذاتی ہے ماخوذ مع قیاس طرف غیر کے کیونکہ امکان سے [illegible] اور ضرورہ کا ہے کہ جو پیدا ہوتی ہے

عن الذات سلبا بسيطا وذلك يصدق بان لا يقتضي الذات ضرورة الطرفين ولا يكون

ذات سے یہ سلب بسیط کی اور [illegible] کہ نہ مقتضی ہو ذات ضرورۃ طرفین کو اور نہ ضرورت ذات جانب ذات کے

ضرورتها بالنظر الى الغير [illegible]

اور وجہ [illegible]

وامتناعا بالقياس الى الغير [illegible] الشيء

غیر یا [illegible] جیسا کہ [illegible]

الى هذه الكون [illegible] الوجه الثاني فقد لا [illegible]

نہین بنظر بیرون [illegible] کہ ضرورۃ ذات [illegible] نہین [illegible] کلام [illegible]

[illegible] رفع الحجب عن اعين الطلاب

[illegible] ضرورت [illegible] اسواد [illegible] دراز کی تاکہ طالب علموں کی آنکھوں سے پردہ جہالت کا دور

ويرشدهم الى الصواب فاتضح لك من هذا البيان الموضح والكلام المشرح ان خلاف ما اخبر الله

ہو جاوے اور خدا راہ راست ہدایت کرے پس اس بیان دراز سے تجھکو واضح ہوا کہ خلاف خبر وعلم خدا کا ممکن

تعالى او علمه غير ممكن بالذات ولما كان غير ممكن بالذات لا يدخل تحت قدرته تعالى اذ لا بد من

بالذات نہین اور جو غیر ممکن بالذات کا ہے وہ تحت قدرۃ خدا کے داخل نہین تحت قدرۃ خدا کے وہ

دخول الشي تحت القدرة كونه ممكنا فما لم يكن ممكنا فلا يدخل تحت القدرة اصلا فنظير خاتم النبيين الذي

چیز داخل ہو کہ جو ممکن ہووے اور جو ممکن نہین وہ تحت قدرۃ خدا کے داخل نہین پس نظیر خاتم الانبیاء کا کہ

[illegible] علمه تعالى واخباره لا يكون داخلا تحت قدرته سبحانه وتعالى فلا يكون ممكنا اصلا فيكون

[illegible] خبر خدا [illegible] ہے داخل تحت قدرۃ خدا تعالے کے نہین ہے پس ممکن نہوگا بلکہ نظیر خاتم الانبیاء کا

ممتنعاً بالذات ثم اعلم انه لما اورد علیّ ہذا العالم الخاصم لو وجد نظیر نبینا لکان ہو خاتم النبوۃ وکلما کان

ممتنع بالذات ہوگا جب مولوی اسمعیل صاحب مرشد اتباع وابا عبدالوہاب پر یہ اعتراض وارد ہوا کہ اگر نظیر خاتم کا موجود

ہو خاتم النبوۃ لکان کلام اللہ تعالیٰ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کاذبا

ہووی وہ بالضرور خاتم النبوۃ ہوگا اور جب نظیر خاتم النبوۃ ہوا کلام خدا کا کہ محمد مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں مگر وہ پیغمبر اور خاتم

ینتج لو وجد نظیر نبینا لکان کلام اللہ تعالیٰ شانہ کاذبا والکذب محال علیہ تعالیٰ وہذا المحال انما نشاء من احتمال

انبیا ہے یہ کاذب ہوگا پس نتیجہ اس قیاس کا یہ ہوا اگر نظیر خاتم الانبیا موجود ہو کلام خدا کا کاذب ہوا اور کذب خدا پر محال

نظیر نبینا والمستلزم للمحال محال لان الممکن لا یستلزم المحال کما تقرر فی الاذہان الحکماء وعقول العلماء

سے اور یہ محال احتمال نظیر خاتم الانبیاء کی بلا لازم آیا اور مستلزم محال کو محال ہے اور ممکن محال کو مستلزم نہیں ہوتا ہے کہ جیسا حکماء وعلماء نے کہا

الذین لم یصعدوا ربوۃ الکمال وشنظوۃ التکمیل فلاح لی من ہذا الجواب الذی ذکرہ من الکتب

یہ جواب ان کتب میں مسطور ہے کہ جنکو مبتدی پڑھتے ہیں جاہ اس جواب سے ان کے کہ علم و کم فہم جو سب ظاہر ہو کسی کی

المتداولۃ فی ایدی الطلبۃ سعۃ ومیعۃ من العلم والفطانۃ واستبان عندی کثرتہ وقلتہ

اور مجھکو یقین ہوا کہ علوم حکمیہ وفنون فلسفیہ سے اونکو بہت کم حصہ تھا جہلاء کی نظر میں وہ معقولی بہی تھا

من الفہم والدرایۃ وتیقنت انہ کان لفیف المتاع وطفیف البضاع من صحف الفلسفۃ

وزبر الحکمۃ بل الحق ان المستلزم للمحال محال قطعا والممکن لا یستلزم المحال اصلا وما نجی الوہم

بلکہ حق یہ ہے کہ مستلزم محال کو محال ہے اور ممکن ہرگز مستلزم محال کو نہیں اور وہ جو وہم نے کس کے دل میں منکر کیا اور

المجبوح المجوج فی اذن قلب الشاک ان عدم العقل الاول ممکن یستلزم المحال الذی ہو عدم الواجب

یہ کہا ہے کہ عدم عقل اول کا ممکن ہے مستلزم ہے عدم واجب کو کہ محال ہے اسی ..... کی بیبا .....

تعالى انما بناؤه على التدليس والتلبيس ومنشاؤه التخليط والتسوية فان الممكن لا

دو خلط پر ہے کہ علم و کم فہم اس مغالطہ میں اگرچہ ممکن ہرگز مستلزم محال کو نہیں ہوتا ہے بلکہ محال محال ہی کو مستلزم ہے

يستلزم المحال اصلا بل المحال يستلزم المحال قطعا وتشريحه ان العقل الاول الذي

توضیح و تشریح اسکی یہہ ہے کہ عقل اول کے علت تامہ فقط خدا تعالی ہے اس عقل کے واسطے دو عدم متصور ہیں

علته التامة الواجب تعالى فقط يتصور له عدمان الاول العدم الذاتي الذي لذات كل

اول عدم ذاتی ہے کہ جو ہر ممکن کو مرتبہ ذات میں بلا افاضہ و جعل جاعل کے ہے جیسا کہ وہی کہتے ہیں

ممكن في مرتبة ماهيته من حيث هي بلا لحاظ افاضة الجاعل الفياض كما قالوا المعلول له

کہ معلول کو در حد ذات خود نیستی ہے ہستی اوسکو علت کے طرف سے ہے پس یہہ عدم ذاتی عقل اول

عن ذاته ليس وله عن علته ايس فهذا العدم الذاتي له في مرتبة ماهيته من حيث هي هي قبل

کو مرتبہ ماہیت من حیث ہی ہی میں ہے اور بعد افاضہ جاعل حق کے پہلے یہہ عدم اوسکو مرتبہ ذات من حیث ہی

بعد تجوهره وتقرره بافاضة الباري القيوم واضافة فيض الجاعل الحق ثابت وممكن لكنه لا

ہی میں ثابت ہے اور ممکن ہے لاکن یہہ عدم ذاتی جو قبل جعل جاعل کے ہے مستلزم عدم خدا کو نہیں اور

يستلزم عدم الواجب تعالى اصلا والثاني العدم الطاري له بعد تحققه في بقعة الوجود وفناء

دوسرا عدم وہ ہے کہ جو بعد وجود کے ہے یہہ عدم عقل اول کو محال ہے کیونکہ وجود و عدم معلول کا مترتب وجود و عدم علت پر ہے

الكون وهذا العدم للعقل الاول محال قطعا اذ وجود المعلول وعدمه مترتب على وجود العلة

بدون انتفاء علت تامہ کے عدم معلول کا متصور نہیں جیسا کہ حکما نے کہا ہے جب پہلے علت منتفی ہو تب معلول منتفی ہوتا ہے

التامة وعدمها فما لم تنتف العلة التامة لا يتصور عدم المعلول لذا قالوا ان المعلول ما ارتفع

اور انتفاء خدا تعالی کا محال قطعی ہے پس عدم عقل اول کا بعد وجود کے محال قطعی ہے اور یہہ

الا اذا ارتفعت العلة قبله بالذات وانتفاء الواجب بالذات جل سلطانه محال قطعا فكذا عدم العقل

عدم محال مستلزم ہے عدم واجب کو ہی اور جو عدم ممکن قبل وجود کے ہے مستلزم عدم واجب کو نہیں پس محال محال کو

الاول بعد فيضان الوجود عن الباري ذي الجود فهذا العدم المحال للعقل الاول يستلزم

مستلزم ہو ممکن محال کو مستلزم نہوا ممکن ہرگز مستلزم محال کو نہیں اور یہہ حل اس شبہہ کا بندہ کے خواص فکر سے ہے اور سوا اس

المحال الذي هو عدم الواجب بالذات تعالى عنه فالعدم الممكن لا يستلزم المحال والعدم الذي

طریقہ سے ہے دیگر فضلا نے اپنے فکر کے موافق اسکے جواب دئے ہیں فاضل مرزا جان نے اس شبہہ کا یہہ جواب دیا

يستلزم المحال محال لا ممكن فالممكن لا يستلزم المحال اصلا والاقتصار المستلزم في حل

هذا الشك المستعمل عند الطلبة تقريرات مختلفة واجابات الفاضل ميرزاجان

في حاشيته على الحاشية القديمة الدوانية على شرح التجريد الجديد بان امكان

عدم المعلول الاول انما هو بالنظر الى ذاته بحسب نفس الامر فامتناع عدمه كذلك

عدم الواجب لعله بانه عدمه انما هو في نفس الامر بالنظر الى ذات المعلول الاول

انتهى كلامه وفيه بحث واجاب المحقق الطوسي عن هذه الشبهة بان المستلزم لعدم المعلول

الاول عدم الواجب بالذات ليس من حيث هو مستلزم لمحال المحال بالذات فانه

انما يستلزم عدم علية العلة الاولى فقط لا عدم ذات العلة الاولى فان ذات العلة

الاولى لا يتعلق بالمعلول الاول الا بتوسط العلية وعدم علية العلة الاولى مركب

العلة الاولى مستحيل فالممكن لم يستلزم المحال الا بالعرض وبالاتفاق وهو عدم كون العلة

بما هي متصفة بالعلية واجبة في ذاتها فانه اعاضا الامر فيها كون العلة في الواقع واجبة

في ذاتها وانما ذلك من حيث انها انما هي متصفة بالعلية هي كما ذكرنا الخ

[illegible]

من الواجب ... [illegible] ... الشان

دوسرا یہ ہو کہ جو خدا کی طرف سے ہے تعلق اور علیت خدا کو معلول اول سے بسبب وجود کے ہے اور ماہیت سے [illegible]

الا انحاء الوجودات والماہیۃ لا علاقۃ لها بالذات مع ان اللہ الامن قبل الوجود بمعنی الامکان

بالذات خدا کو نہیں مگر جہت وجود کے اور ممکن میں جو انحاء ہیں ان سے اور اسکا یہ معنی ہے کہ وجود ممکن کو بذاتہ ربط و تعلق ہے

الوجود الممکن ہو کونہ بذاتہ مرتبطا ومتعلقا وتحقیقہ ربطا وتعلقا الی الوجود الواجبی فی الماہیۃ

وجود خدا ساتھ نسبت ہے کہ فرق عدم و وجود کے برابر ہے پس معلول اول کو بلکہ تمام اشیا کی ماہیت کو نظر اور سکے

یساوی نسبتہ طرفی الوجود والعدم او سلب ضرورۃ طرفی الوجود والعدم فالمعلول الاول ان اعتبر

ماہیت کے لیے عدم اور سکا یہی اعتبار ممکن ہے عدم ... [illegible] ... ماہیت

ماہیتہ التی عبارۃ عن مرتبۃ التقرر فعدمہ ممکن بهذا الاعتبار ولیس یستلزم عدمہ عدم الواجب

خدا میں کچھ ... [illegible] ... عدم ممتنع ہے کیونکہ

بهذہ الجهۃ لعدم الارتباط بینہ وبین الواجب من هذہ الجهۃ وان اعتبر من حیث وجودہ فعدمہ محال

وجود اوسکا مرتبط ہے ... [illegible] ... ممکن ہرگز محال نہ ہو تو مستلزم

الاول الواجب فعدمہ ممتنع لعدم ... [illegible] ... ممکن حتی یلزم من عدمہ عدم الواجب تعالی الکبیر

نہیں تمام ہوا کلام ... [illegible] ... جواب ہے

بمعنی بالذات فالممکن لا یستلزم المحال انتہی کلامہ ولهذا الشک اجوبۃ اخری مسطورۃ فی

ہیںکے تحریر کر لیجئے ... [illegible] ... اتباع عبد الوہاب مولوی اسمعیل صاحب کے امکان

کتب القوم وسادسها ما نبہ وازاحات عقلائیہ اعلم ان للعامۃ الامکانیین ادلۃ او

نظیر ختم الانبیاء میں ... [illegible] ... شبہ اور انکا یہ ہے

ظنونا ... [illegible] ... ما انہ قد وقع فی بعض کتب اصول الفقہ انہ لا یدخل العلم فی

کہ بعضی کتب اصول میں لکھا ہے کہ علم تابع معلوم کا ہے اور سکو امکان اور امتناع شی میں کچھ دخل نہیں علم متعلق ہے

امکان الشی وامتناعہ لانہ تابع للمعلوم فان کان المعلوم فی نفسہ ممکنا فالعلم متعلق بہ من حیث

ساتھ ممکن کے ممکن ہے اور علم متعلق ساتھ ممتنع کے ممتنع ہے کلام امکان بالذات میں ہے امکان بالغیر میں

انه ممكن وامكان المعدوم ممتنع اخير ملزم فان العلم متعلق به من حيث انه ممتنع كيف لا والامكان لا يكون

ممکن ہے اور ظاہر ہے وجود معدوم کا نہیں ہو سکتا ... علم اور قدم [illegible]

بالغير لان الكلام في الامكان بالذات وليس العلم سببا لوجود المعلوم ولا مصير الشيء بالعلم وبعد

[illegible]

ممكنا او ممتنعا انتهى كلامه هو لا تأويل العوام كالانعام فقهاء ان احلام هذا الكلام ايقاظ موتى الاعتقاد

نہیں کیا ... [illegible]

[illegible] فلما كان له

فعلی ہو یا انفعالی

انفعاليا ممنوع لان العلم الفعلي متبوع المعلوم لا تابعه وان اريد به العلم الانفعالي فمسلم لكنه

[illegible]

لا يجديه ولا يضرنا لانا نقول العلم الفعلي مقدم على ايجاد الشيء المعلوم الممكن وهو تابع للعلم الانفعالي او

[illegible]

فلا نسلم انه ماذا اراد بقوله لا مدخل للعلم في امكان الشيء وامتناعه ان اراد به ان علم الممكن لا مدخل

[illegible]

له في امكان الشيء وامتناعه فمسلم لكنا نقول ان علم الواجب تعالى له مدخل في امكان الشيء وامتناعه

[illegible]

فما وقع في علمه تعالى فهو ممكن وما لم يقع في علمه فهو ممتنع وان اراد به العلم مطلقا سواء كان علم الواجب

[illegible]

او علم الممكن لا مدخل له في امكان الشيء وامتناعه فممنوع فتبين لما علمت ان ما وقع في علمه تعالى

[illegible]

فهو ممكن وما لم يقع في علمه فهو ممتنع وقد علمت ايضا ان علمه تعالى عين قدرته فما لم يقع في علمه

[illegible]

لم يقع تحت قدرته تعالى وما لم يقع تحت قدرته لا يكون ممكنا ابدا ولعل هذا [illegible] انما

[illegible]

اصلا قال الامام الرازی فی شرح الاسماء الحسنی انه تعالی علم ان بعض الاشیاء یقع و بعضها

امام رازی نے شرح اسماء حسنی میں کہا ہے کہ خدا تعالی نے جانا کہ بعض اشیاء واقع ہونگے اور بعض نہ واقع ہونگے اور علم

لا یقع والعلم بالوقوع مضاد للاوقوع والضدان لا یجتمعان لکن ابطال علم اللہ محال فازالة

وقوع کا ضد لاوقوع کے ہے اور دو ضد جمع نہیں ہوتیں لیکن ابطال علم خدا کا محال ہے پس ازالہ اس ضد کا

ہذا الضد محال فدخول الاخر فی الوجود محال فما علم انه یقع کان واجب الوقوع وما علم انه لا یقع

محال ہے پس وجود ضد دیگر کا محال ہے جس چیز کا وقوع علم خدا میں ہے اوسکا وقوع واجب اور جسکا وقوع علم خدا میں

کان ممتنع الوجود والوقوع وانه تعالی حکم علی ابی لهب بانه لا یؤمن و ہذا الخبر ممتنع الزوال فکان

نہیں اوسکا وجود و وقوع ممتنع ہے خدا تعالی نے ابی لہب پر حکم عدم ایمان کا کیا اور یہہ خبر ممتنع الزوال ہے پس ایمان لانا ابی لہب کا محال

وجود الایمان له ممتنعا انتہی کلامه و ہذا الکلام من ہذا الامام یدل صراحة علی ان ما علمه اللہ و

ہے تمام ہوا کلام اوسکا اور یہہ کلام اس امام کے صاف اس پر دلالة کرتی ہے کہ خلاف علم و خبر خدا کا محال ہے پس علم خدا کو دخل

اخبر به خلافه محال فلعلمه سبحانه مدخل تام فی امکان الشی و امتناعه و قال العلامة نظام الملة والدین النیشاپوری

امکان و امتناع میں تام ہے اور خدا تعالی نے قرآن میں کہا ہمنے اکثر جن و انسان جہنم کیواسطے پیدا کیے

فی تفسیر قوله تعالی ولقد ذرأنا لجهنم کثیرا من الجن والانس لهم قلوب لا یفقهون بها انه تعالی بین انه خلق کثیرا من الجن

ایمان نہ لاوینگے اور نہ کچھ سمجھیں گے اور ملا نیشاپوری نے اسکی تفسیر میں کہا خدا نے اکثر اشخاص واسطے جہنم کے پیدا کیے ہیں اور او

والانس لجهنم و قد علم ذلک فی الازل و خلاف معلومه محال و قال فی تفسیر قوله تعالی ولو علم اللہ فیهم خیرا لاسمعهم ولو

نکو ازل میں اسلیے جانتا تھا اور خلاف اوسکے علم کا محال ہے اور خدا نے کہا اگر افراد ابدی میں خدا خیر جانتا تو اونکو سماعت دیتا اور وہی برتقدیر

اسمعهم لتولوا و هم معرضون استدلت الاشاعرة بهذه الایة علی ان صدور الایمان عن الکافر الابدی محال

سماعت دینے کے بہیہ حق سے بیزار ہوتے اسکی تفسیر میں نیشاپوری نے کہا کہ اہل سنت اس آیت سے استدلال کرتی ہیں کہ وجود ایمان کا کافر ابدی سے محال ہے

لانه تعالی اخبر انهم علی تقدیر الاسماع معرضون و خلاف علمه و خبره محال انتہی کلامه و اما ثالثا فلان قوله لیس

کیونکہ خدا تعالی نے خبر دی کہ وہی برتقدیر سماعت دینے کے بہیہ دین سے بیزار ہونگے اور خلاف علم و خبر خدا کا محال ہے تمام ہوا کلام اوسکا اور سوم

التعلق سببا للوجود والعدم لانه صرح به ان علم الممکن للاشیاء لا یکون سببا للمعلوم فمسلم لکن الکلام لیس فیه بل الکلام

یہہ کہ اوسکا علم سبب وجود معلوم کا نہیں اگر اس سے یہہ مراد ہے کہ ممکن کو جو علم اشیاء کا ہے یہہ علم سبب معلوم کا نہیں البتہ مسلم ہے اگرچہ ہمارے کلام اس

فی علم الفعلی للباری تعالی و ان اراد به مطلق العلم سواء کان علم الممکن او علم الواجب فعلیا کان او انفعالیا

علم میں نہیں ہے کہ کلام ہمارے علم فعلی خدا تعالی میں ہے اور اگر مراد اوس سے مطلق علم ہے خواہ علم ممکن کا یا خدا کا فعلی ہو یا انفعالی کوئی علم سبب

لا يكون سببا للوجود والمعلوم ممنوع قطعا قال الشيخ الرئيس في التعليقات العلة في الاول الحق غير مستفاد

وجود معلوم کا نہیں ہو سکتا ہے تو شیخ رئیس نے تعلیقات میں کہا ہے کہ علت حق اول میں مستفاد ہے

من الموجودات فعلية سببا للوجود والمعلول علته فلذا لم يجز عليه التغير ولما استفاد من خارج فيكون سببا لوجوده

الشيء انتهى كلامه ومنها ان الامام الرازي قال في تفسير قوله تعالى ولله ما في السموات وما في الارض

جسکو چاہے بخشے جسکو چاہے عذاب دے امام رازی نے

يغفر لمن يشاء ويعذب من يشاء ان لله تعالى ان يدخل الجنة بحكم الالهية جميع الكفار وله

ان يدخل النار بحكم الالهية جميع المقربين والصديقين ولا اعتراض عليه وبالبرهان العقلي لوكد

اور برہان عقلی اسپر یہ ہے کہ فعل بندہ کا موقوف ارادہ پر ہے اور اس ارادہ کو خدا نے پیدا

لان فعل العبد موقوف على الارادة وتلك الارادة مخلوقة لله تعالى والا لتسلسل فاذا خلق الله

کیا ورنہ تسلسل لازم آوے

تلك الارادة للطاعة اطاع واذا خلق النوع الآخر من الارادة عصى فطاعة العبد ومعصيته

پس طاعت و معصیت بھی خدا کی طرف سے ہے اور فعل خدا کا

ايضا من الله تعالى وفعل الله لا يوجب على الله شيئا فلا الطاعة توجب الثواب ولا المعصية توجب

اور نہ معصیت موجب عقاب ہے

فصح ما ادعينا انه لو شاء ليعذب جميع المقربين

اور اگر کل کفار کو بخشے تو بھی بہتر ہے

المحسنين فيه ولو شاء ان يرحم جميع الفراعنة لحسن منه فان قيل اليس ثبت انه لا يغفر الكافرين ولا

قرآن سے کفار کو عذاب اور ابرار کو ثواب ثابت ہے جواب اسکا یہ ہے

يعذب الملائكة والانبياء قلنا مدلول الآية انه لو اراد ولفعل لا اعتراض عليه وهذا لا يقتضي

تو اسپر اعتراض نہیں اور یہ معنی مقتضی فعل کو نہیں تمام ہوا کلام امام کا

ان يفعل او لا يفعل انتهى كلامه وقد علم الله اخبر بكون السعداء والمقربين في جنات النعيم

کہتے ہیں کہ ابرار کے جنتی ہونیکا خدا کو علم ہے اور خبر بھی اسکے دی ہے اور اشقیا کے جہنم

وكون الاشقياء في عذاب اليم مع انه قال يغفر لمن يشاء ويعذب من يشاء فعلم منه

علم تھا اور خبر دی اسکے دینے سے پہر اوسنے کہا جسکو چاہے بخشے اور جسکو چاہے عذاب دے پس معلوم ہوا کہ

ان خلاف ما علم واخبره مقدور له تعالى هذا من سقطاتهم وغلطاتهم تلك امانيهم قل هاتوا برهانكم

جو خلاف اوسکے علم و خبر کا ہے وہ اوسکے قدرة میں ہے تمام ہوا کلام اونکا یہہ اونکے ہوسات ہیں یہہ اونکی ہوس ہیں الکو کہہ لاؤ کوئی

ان كنتم صادقين والجواب عن هذا التمسك السخيف والتشبث الضعيف بوجوه الاول

برہان لاؤ تم اگر ہو اور اس تمسک ضعیف اور تشبث سخیف کے چند جواب ہیں اول یہہ کہ یہہ کلام

ان هذا الكلام مناقض لما ذكرت منه مرارا والثاني ان كلمة من عام مخصوص وقد تقرر في

متناقض اوس کلام امام کے ہے کہ جو مذکور ہوے دوسرا یہہ کہ کلمہ من کا عام مخصوص ہے اور علم اصول

الاصول ما من عام الا وقد خص عنه البعض فيجوز ان يكون المراد في هذه الاية العصاة من المومنين

میں مقرر ہی کہ ہر عام سے بعض جیسے خاص ہوتی ہے پس جایز ہے کہ مراد اس آیہ سے مسلمان گنہگار ہوں نہ کفار شیطان

لا الكفار والمقربون قال هذا الامام في تفسير قوله تعالى والله على كل شيء قدير هذا يقتضي انه يكون

خدا نے کہا خدا سب شے پر قادر ہے امام رازی نے اسکے تفسیر میں کہا یہاں خاص مراد ہے کہ جو غیر خدا کا ہے

قادرا على نفسه ثم خص بدليل العقل غيره انتهى كلامه اقول وهكذا اخص هذه الاية بقوله تعالى ان الابرار

تمام ہوا کلام اوسکا لیکن میں کہتا ہوں کہ آیہ مذکور مخصوص ہے ساتہہ اسکے خدا نے کہا کہ ابرار جنت میں اور کفار جہنم

لفي نعيم وان الفجار لفي جحيم وبقوله فريق في الجنة وفريق في السعير وبقوله فمنهم شقي وسعيد

میں ہیں اور کہا ایک فرقہ جنت میں اور کہا جہنم میں اور کہا اشقیا جہنم میں ہونگے اور سعدا جنت میں یہہ آیات مخصص

واما الذين شقوا ففي النار واما الذين سعدوا ففي الجنة وغيرها مما عدا الكفار والابرار والثالث

اوس آیہ مذکور کے ہیں اور سوم یہہ کہ کلام امام رازی سے یہہ بات کہ خلاف علم و خبر خدا کا اوسکے

ان هذا الكلام من الامام لا يدل على ان خلاف ما علمه واخبر به داخل تحت تعلق قدرته وارادته

قدرت میں داخل ہے نہیں نکلتی ہی کیا کہ خلاف اوسکے علم و قدرت کا اوسکے تحت قدرت نہیں

وقد صرح في مواضع كما علمت ان خلاف ما علمه الله واخبر به لا يدخل تحت قدرته وارادته والرابع

اور نہ تحت ارادہ کے جیسا کہ مذکور ہوا اور یہہ کلام مذکور امام کے رد معتزلہ میں ہے وہ کہتے ہیں خدا پر واجب ہے کہ مطیع

وانما قاله الامام ردا للمعتزلة يقولون ان الثواب للمطيع واجب على الله تعالى والعقاب

کو ثواب دے اور عاصی کو عذاب پس امام نے اونکے رد میں کہا کہ ثواب و عقاب مردو مشیة خدا تعالیٰ میں کچھ بھی جبر

[illegible]

للمعاصي واجب عليه في حق التوبة والعقاب كلاهما بمشيئة الله تعالى والرابع ان العلامة النيسابوري

اور چہارم یہ کہ علامہ نیشاپوری نے

في تفسير هذه الآية الشريفة قال والحق ان العذاب لازم ملكة العصيان وكذا القرب منه تعالى

تفسیر آیہ مذکورہ میں کہا حق یہ ہے کہ عذاب لازم ملکہ عصیان کا ہے اور قرب خدا کا لازم ملکہ طاعت کا ہے اگر ارادہ کیجیے

لازم ملكة الطاعة فان اريد بالوجوب هذا فلا نزاع وان اريد غير ذلك فممنوع انتهى بلفظه

كلامه اقول ومن البادي عند المبتدي ان لازم الشيء لا ينفك عنه اصلا والا لم يكن لازما

فاذا كان العذاب لازم ملكة العصيان والقرب منه تعالى لازم ملكة الطاعة فكيف يغفر الكفرة الفاعلين ويعذب

الملائكة الابرار والرسل الاخيار وانما تريد بالوجوب هذا وبالجملة فمن اخبر الله تعالى بدخولهم النار

نعلم انهم يدخلون النار وهو الله سبحانه لا يغفر لهم ومن اخبر بدخولهم الجنة نعلم قطعا انهم يدخلون الجنة

ويحول عليه تعالى

المستلزم للمحال فالمحال لله تعالى الاصفياء في الجنة والاشقياء في جهنم محال قطعا ليس من الامر في شيء

اصلا وقوله انه لو اراد لفعل يشير اليه لكنه سبحانه الصادق لم يرده اصلا قال العارف الشيخ محيي الدين

حضرت محی الدین ابن عربی قدس سرہ نے

ابن العربي قدس سره لو لم يكن للافعال خصوصية ذاتية لثمراتها المخصوصة بها ويكون الافعال التي

على هوى النفس والتي على خلاف هوى النفس سواسية في تعلق ثمراتها بها لزم نسبة الظلم الى الله تعالى

عن ذلک فان الطاعات الواجبة کلها علی خلاف هوی النفس ولذا قال النبی صلعم افضل العبادات

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا افضل عبادات کا وہ ہے کہ جسمیں نفس کو زیادہ رنج ہو بلکہ جو فعل خلاف خواہش نفس کے

احمزها ای الفعل علی خلاف هوی النفس عین الطاعة والمعاصی کلها علی وفاق هواها

وہ عین طاعت ہے اور جملہ معاصی موافق خواہش نفس کے ہیں پس جب طاعات مساوی نسبتہ ہوتے واقع میں تو انکو مناط ثواب و عقاب

وفاق الهوی للنفس المعصیة واذا کانت الطاعات متساویة النسبة فی الواقع لجعلها مناطا للثواب

بنانا اور ایسا ہی معاصی کو مناط ثواب عقاب کا بنانا پس معاصی کا حرام کرنا واسطے باز رہنے نفس کے شہوات سے بلا فائدہ

والعقاب وکذا المعاصی لجعلها مناطا لها فتحریم المعاصی لکف النفس عن الشهوات

اور جو مرتبہ علیا اسکا خدا کرتا ہے وہ راحت ہے دنیا کو بیہودہ سمجھنا تمام ہوا ترجمہ واسطے کلام بلند کرے

وانحامها فی التهر فی الدنیا بلا فائدة ولو عکس الله الامر لفاز العبد بالراحتین فی الدنیا و

خدا مقام اسکا اور فاضل میبذی نے فواتح میں کہا ہے کہ قضا علم اجمالی ہے

الاخرة انتهی کلامه ورفع الله مقامه وقال الفاضل المیبذی فی الفواتح وقضا علم اجمالی

احوال موجودات پر جیسا کہ حکم موت ہر انسان کا اور قدر تفصیل اس حکم اجمالی کے ہے

باحوال موجودات مثل حکم بموت هر انسان وقدر تفصیل این حکم است بتعیین اسباب و ازمنه

اپنے اسباب اوقات کے ساتھ موافق قابلیت کے جیسا کہ حکم موت زید کا فلاں روز

بحسب قابلیات مثل حکم بموت زید در فلان روز و بفلان زمین وقضا تابع علم ازلی بموجودات

فلاں زمین میں خدا کو جو علم ازلی موجودات کا ہے اس علم کے قضا تابع ہے اور جو خدا کو علم اعیان ثابتہ

واین علم باعیان ثابته است ما اصاب من مصیبة فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من

کا ہے یہ علم ازلی اوس علم کا تابع ہے خدا نے کہا جو مصیبت زمین میں یا تمکو پہونچی ہم اسکو پہلے اپنے کتاب میں

قبل ان نبرأها قل لن یصیبنا الا ما کتب الله لنا هر شیء بلسان استعداد فیض خاص از

تمہارے پیدا کرنے سے پہلے درج کر چکے ہیں نہیں ہمکو پہنچتا مگر جو خدا نے ہمارے واسطے لکھا ہے ہر چیز بزبان استعداد فیض خاص

خدا میطلبد و بحکم ادعونی استجب لکم دعا های مستجاب میشود و مقصود و مرشد از جانب مبدأ

خدا سے مانگتی ہے اور خدا اسکے دعا قبول کرتا ہے کہا ادعونی تم مجھسے دعا کرو میں قبول کروں حضرت کی طرف بخل نہیں جو مستعد ایمان

ترجیح بخل نیست ... مستعد ایمان است ایمان می یابد و هر که مستعد کفر است کفر می یابد ان

کا ہے ایمان پاتا ہے اور مستعد کفر کا کفر پاتا ہے خدا نے کہا [illegible] ایمان [illegible] اور ڈرانا برابر ہے

الذين كفروا سواء عليهم ءأنذرتهم أم لم تنذرهم لا يؤمنون وما ظلمهم الله ولكن كانوا أنفسهم

[illegible]

يظلمون فلا تلوموني ولوموا أنفسكم [illegible] الاستعداد وما ثبت في عدمه

[illegible]

[illegible] طيبة خبيثة [illegible] اقتضت [illegible]

[illegible]

بالنبي [illegible] إنك لا تهدي من أحببت ولكن الله يهدي من يشاء وصرف [illegible]

[illegible]

أسماء الحق [illegible] كالأمر والنهي [illegible] من حسنات وثواب وعقاب

[illegible]

[illegible] فعل وترتيب [illegible] حسنة ومقتضى [illegible] فعل وسيئة مستدعي ما يترتب

[illegible]

[illegible] قال [illegible] كالأمر [illegible] وحقق كمال الملة والدين [illegible]

[illegible]

وقد فصل هذا الكلام بعبارة مختصرة في العروة الوثقى وإنما أوردناها قال إن

[illegible]

ترتب الثمرات على الأفعال سواء كانت حسنة وسيئة على حسبها ضروري فإن حصول

[illegible]

تلك الأفعال الخاصة بتوسط الاستعداد المخصوص اللازم لعموميات الأشخاص فكذا إلى

[illegible]

في وجودات الأشخاص أخرجها من الليس إلى الأيس ضروري لاقتضاء حقائقها وجودها

[illegible]

نظرا إلى كونها داخلة في النظام الوجود الذي هو مقتضى الصفات الكاملة ومعها تحقق

الوجود يقتضي الى ما ليس بخير [illegible]

چاہتے ہیں اوس کو کہ جو اوس پر وجود یا عدم یا خیر یا شر یا ثواب یا عذاب مترتب

الشر القليل ولا شك ان منع الخير الكثير للشر القليل خلاف المعقول قطعا وبالجملة حقائق

ہے اور خدا تعالیٰ ہر شخص کو حسب استعداد و لیاقت کے فیض دیتا ہے استعداد حقائق

الاشياء اقتضت ما ترتبت عليها ودعت بالسنتها من وجود او عدم خير او شر ثوابا كان

فیض خاص کو چاہتے ہے برخلاف استعداد کے فیض محال ہے اور یہی خدا نے قرآن شریف میں فرمایا

او عقابا وهو سبحانه تعالى انما يفيض الفيض حسب الاستعداد في الاشخاص لان الفعل

ہمنے اون پر نہیں ظلم کیا لیکن اونہوں نے اپنے پر آپ ظلم کیا ہے اور تکلیف شرعی ایک کشف

على خلاف داعي المرجح مستحيل قطعا وهذا ما قال الله سبحانه تعالى وما ظلمناهم ولكن كانوا انفسهم يظلمون

و بیان ہے اوسکا کہ جن احوال و افعال کو وہ چاہتے ہیں اور باوجود اسکے کہ جو اوس سبحانه خدا تعالیٰ

وانما التكليف الشرعي بيان وكشف لمقتضيات الاحوال والافعال ومع ذلك ان قوله سبحانه تعالى ولو شاء الله لهدى

کہا اگر میں چاہتا سب کو ہدایت کرتا بلا شبہ صحیح ہے لیکن بیان اوسکے قدرۃ تامہ و عامہ کا کہ جو جملہ ممکنات بلحاظ

الناس جميعا حق لا ريب فيه لكنه بيان لعموم قدرته سبحانه تعالى وشمولها للممكنات باجمعها نظرا الى

اونکے ذات کے شامل ہے مگر بلحاظ خصوصیت استعداد کے یہہ ہدایت محال ہے اسواسطے ارادہ اوسکے بدنہ

نفس حقائقها لكنه مستحيل بالنظر الى خصوصيات الاستعدادات فانها اذا امتنع المشية لقصور الاستعداد

کا بنظر قصور استعداد کے بعض اشخاص میں ممتنع ہو جیساکہ کلمہ لو سے ظاہر ہے

فامتنع الهداية العامة على ما يحكم به كلمة لو وان جعلت القضية شرطية فاستحالة المقدم بالذات او

بالعرض لا تضر في صدقها وحينئذ فانتجاه التكليف الشرعي لراجع الى البيان ثم الكشف لا يتوقف

حاصل تکلیف شرعی وہ طرف بیان و کشف کے ہے بندہ ایسے افعال کا فاعل مختار ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ

على جعل العبد فاعلا بالاختيار وذلك لان الفاعلية الاختيارية مع بطلانه بدلالة النصوص

جب تک کسی چیز میں وجوب عند کے طرف سے نہووے وجود اوسکا ممتنع ہے فاعل افعال عباد کا

القطعية لكونها مساوية الكسب في عدم انجاح التكليف على تقدير انه لا وجود الا بعد الوجوب

خدا تعالیٰ ہے بندہ کے طرف سے فقط کسب ہی ہے کسب کافی ہے ثواب و عقاب میں اگر

لا ما فيها الا ان فيضان ثمرات التكليف من الثواب والعقاب لما كان منوطا

[illegible]

بخصوصيات الاستعداد وفي الكسب الضعيف كاف ولا يلزم ان العقاب ظلم بناء على ان الله تعالى

[illegible]

عاقب على فعله كما زعم المعتزلة او الجهمية لان الفعل الذي ترتب عليه العقاب اثر

[illegible]

من فساد استعداد العبد اللازم له ولا يصح ان يقال لم لم يجعل الله العبد قابلا مستعدا او

[illegible]

النجي من العذاب الدائم لان خالقه ومعطي الوجود اعطاه مقتضى حقيقته وهذا ما قال الله تعالى حكاية

[illegible]

عن ابليس في ... فلا تلوموني ولوموا انفسكم وهو تعالى اعلى واجل من ان يترك الجود

[illegible]

التام والخير الكثير لاجل الشر القليل وهو قوله تعالى افنضرب عنكم الذكر صفحا ان كنتم قوما مسرفين ولا

[illegible]

يظن ان القول بلزوم العقاب للمعاصي يقتضي الى سد باب العفو وهو مفتوح لان المراد باللزوم

[illegible]

ان المعاصي مقتضية ومرجحة الى العقاب ان لم يمنع مانع وذلك المانع قد يكون من العبد كالتوبة

[illegible] جیسا کہ توبہ و استغفار

والاستغفار وقد يكون من الله تعالى بالعفو والكرم لكن العفو ايضا مخصوص بشرائط مخصوصة

[illegible]

لا يعلمها الا هو ولا يلزم عموم العفو فينسد باب العقاب رأسا مع ان كليهما معقولان لكن لكل شرائط

[illegible]

واسباب مخصوصة ... ولو كانت من جانب العبد ... تعالى ...

[illegible]

كرم وهو ايضا صفة كمال ولكل دواع وموجبات انتهى كلامه قال في الحاشية ان مناط الاخروية

ہے کرم بھی صفات کمالیہ سے ہے تمام ہوا کلام اوسکا اور اس محقق نے حاشیہ میں مناط جزاء اخرویہ میں

الاخروية انما هي الاعمال الظاهرة ام امر آخر وقيل في بيانه ان الكل من ذات الحق بحيث عليهم

ما اعمال ظاہری ہیں یا اور چیز ہے اور اوسکے بیان میں یہہ کہا گیا کہ کل ذات حق سے ہے واجب ہے اوپر کرنا

ان يعلموا او يفرقوا بين الفاعل والقابل الحقيقيين والمجازيين والمراد بالفاعل ههنا السبب الذي

اور فرق کریں درمیان فاعل قابل حقیقی و مجازی کے اور مراد فاعل سے یہاں وہ سبب ہے کہ جو

الى النجاة والهلاك حقيقة هي الاعمال ومعنى قوله الا ان الفاعل الحقيقي لكل شيء هو الله تعالى لا اختلاف

طرف نجاۃ و ہلاک کے آیا یہہ اعمال ہیں یا اور چیز ورنہ فاعل حقیقی بالاتفاق ہر شی کا خدا ہے اور کلام یہاں

فيه من احد والكلام ههنا في الامر الباعث لهما من جانب العباد وهي المسمى بالسبب والشرح المستوفى

اوس چیز میں کہ جو باعث جزا کا بندہ کے طرف سے اوسکا نام سبب ہے اور شرح اسکی یہہ ہے کہ اسباب جزا کا بطرف

ان نسبة الاخيرية الى الاعمال انما هو بحسب ظاهر الحال والا فالسعادة والشقاوة كلاهما في

اعمال کے بحسب ظاہر کے ہے ورنہ سعادۃ و شقاوۃ ہر دو تابع ہیں اوس استعداد کے کہ جو بندہ کے حقیقت میں داخل

الحقيقة تابعان لاصل اقتضا ما في حقيقة هويات العباد من الاستعداد كما يدل عليه

ہے فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعید مادر زاد سعید ہے اور شقی مادر زاد شقی ہے

قول نبينا صلعم من سعد سعد في بطن امه ومن شقي شقي في بطن امه وان الله تعالى خلق للجنة اهلا وهم

اور خدا نے پیدا کیا اہل جنت کو دریکالیکہ وہ اپنے باپ دادا کے پشتوں میں تھے اور پیدا کیا اہل جہنم کو

في اصلاب آبائهم وللنار اهلا وهم في اصلاب آبائهم فالاعمال اذن ليست الا هي دلائل ما في

جو ہنوز پشت آبا و اجداد میں تھے ایسی اعمال گویا دلائل ہیں اوسکے کہ جو اونکے استعداد ذاتی میں ہیں

بواطنهم بحسب الاستعدادات اللازمة الذاتية التي يمتنع انفكاكها منها بحيث لا يصح ان يقبل

یہہ اعمال اونسے ہرگز جدا نہیں ہو سکتے جیسا کہ زوجیت چار سے اور قادر مطلق فیض حسب استعداد قابل کے

الانفكاك منها كالزوجية للاربعة ولا تاثير للقادر المطلق الا فيما يقبل الفيض منه تعالى والقصور يرجع

عطا کرتا ہے اور قصور عدم قبول فیض کا بسبب عدم استعداد قابل کے ہے نہ قادر کے طرف سے قصور نہیں

الى نقصان المقدور لعدم سعته قبول الفيض لا الى القادر المطلق فان الافاضة تتبع الامكان فان

کیونکہ افاضہ تابع امکان کا ہے اجتماع نقیضین اور شریک باری کا وجود اسواسطے ممتنع ہے کہ فیض

امتناع ايجاد اجتماع النقيضين وشريك الباري ليس لقصور في قدرة القادر بل لقصور في نفس

مقدور میں صلاحیت وجود کے نہیں اور حضرت خضر علیہ السلام نے طفل نبی لسناء کو بحکم خدا تعالی

المقدور لعدم صلاحيته للوجود وقتل الخضر عليه السلام للغلام المعصوم الصبي بامره من البيانات

اسواسطے قتل کیا کہ اوسمیں ہرگز استعداد ایمان وطاعت اسکے نہ تہی اور انقلاب اوسکے استعداد

الشاهدة على ما نحن فيه فانه انما كان فيه بامره تعالى لعلمه بمرهق الغلام ابويه الكفر والطغيان في ناوك

کفر کا طرف استعداد ایمان کے ہرگز ممکن نہ تہا ورنہ خدا تعالی اوسکو خیر وایمان کا دیتا

الا لعدم قبول استعداد الغلام غير الكفر ولعدم امكان صحة انقلاب استعداده الى استعداد الايمان

الب وادانی تہا مگر چونکہ افاضہ خدا کا حسب استعداد قابل کے ہے اور اس غلام میں استعداد ایمان نہ تہا

والا لكان تقلب استعداده الى استعداد الخير وافاضة الايمان بدل الكفر على الغلام احرى وانسب

کے ہرگز دنہی اسواسطے اوسکو سوای کفر کے کچھ اور نہ با سعادت وشقاوت وعزت وذلت کے فقر خدا

بحكمته تعالى وتقدس كيف مع امكان صحة انقلاب استعداده وقبوله افاضة الايمان مع عموم

اپنے عباد کو حسب اونکے استعداد فطری کے دیتا ہے یہہ استعداد مخصص ومرجح فعل جامع وصفت خاص کے ہے

قدرته على كل ممكن لا قصور ولا تقصير من العبد وهذا نفي عن المفاسد الواردة على الجبرية الا

ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آتی ہے نیز کلام خدا کا تم مجھکو نہ ملامت کرو اپنے نفسو نکو ملامت کرو

ترى انه مع تساوي نسبة الاستعداد وامكان التبدل والانقلاب التخصيص بالايمان للبعض والكفر

اور کلام اوسکا جیسے اونہیں ظلم کیا ہم نے لیکن آپ ظلم کرتے تہے ہماری مدعی پر دلالت کرتا ہے ورجح

للبعض بلا داع ومرجح فهو قبيح عقلا ومع ذلك يخالف النصوص القطعية كقوله تعالى فلا تلوموني ولوموا

ترجیح اوسکا ہمارے مدعی پر یہہ قول خدا کا ہے اگر خدا اونمیں خیر جانتا تو اونکو سماعت دیتا مراد اس سے یہہ ہے

انفسكم وما ظلمناهم ولكن كانوا انفسهم يظلمون واول النصوص الدالة على ما سبق قوله تعالى

کہ ونمیں استعداد خیر ملکے نہیں اور اونکے استعداد بد کا انقلاب طرف استعداد نیک کے ممکن نہیں ہے

[illegible]

[illegible] استعداد حسن لسمع الاسماع منه تعالى فامتناع الاسماع [illegible]

[illegible] کیطرف سے سماعت کا دینا [illegible]

على نفي استعداد الخير بالفعل وامتناع التبادل الى الاستعداد الحسن لانه لو كان تبدل استعداد

استعداد شر کے ہیں اور جناب پروردگار کا مقرب ہونا ما وس سے مردود ہونا ہے سے لیے استعداد وقف کے

الشر الى الخير مقدورا له تع وحكمنا في نفسه فيمكن الاسماع منه تع ويكون في العبد خير لانه قابل

لتبدل الاستعداد الى الخير منه تعالى فيفهم من ههنا ان لزوم استعداد القبيح وامتناع انفكاكه

مانع عن الاسماع ثم قال تعالى ولو اسمعهم لتولوا اي لو اراد الاسماع محال لزوم الاستعداد القبيح

لتولوا فالحسنات من الاعمال والسيئات منها ليست الا امارات اصلاح الاستعداد الذاتي وفساده ومناط

النجاة والهلاك هي موالاة الحق ومعاداته تعالى وهما تابعان للاستعدادات الذاتية في العباد على حسب

الاختلافات اللازمة لها ولا يتصور التساوي فيها كيف وعلى هذا تخصيص الموالاة لواحد والمعاداة لآخر

راجع الى الترجيح بلا مرجح فانقلبت النجاة والهلاك كلاهما منه تعالى صدقت لانهما من ثمرات الموالاة

والمعاداة كما يشير عليه قوله تع يعذب من يشاء ويغفر لمن يشاء والكل تابع لمشيئته تعالى وهي تابعة لخصوصيات

الاستعداد وان قلت كلاهما من قصور العبد صدقت ايضا لان المرجح هو خصوصيات ذوات العباد

المقتضية لاختلافات الاستعداد كما يشير اليه قوله تع فلا تلوموني ولوموا انفسكم وما ظلمناهم ولكن كانوا

انفسهم يظلمون ختمت افادته نور الله تع تربته وعلى هذا المنوال قال العلامة النيشاپوري في تفسير قوله

ـہ تعالی نے فرمایا مہر کے خدا نے کفار ابدی کے

تعالى ختم الله على قلوبهم وعلى سمعهم وعلى ابصارهم غشاوة ان الله تعالى يقتضي اللطف والقهر وهن

اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈالا اور نیز اسکے لطف و قہر میں علامت پوری ہے کہا خدا تعالی کی دو صفات لطف و قہر کے ہیں

الواجب في الحكمة ان يكون الملك لاسيما ملك الملوك كاملا ولكل منهما من اوصاف الكمال فلابد

اور بادشاہ کو ضرور ہے کہ کامل ہو وے کیونکہ یہ اوصاف کمال سے ہیں اور ان ہر دو صفت کا مظہر

لكل من الوصفين من مظهر فالملائكة ومن صالحهم من الانبياء مظاهر للطف والشياطين

ہے ضرور چاہئے پس ملائکہ و انبیاء و اولیاء و صلحاء مظہر لطف کے ہیں اور شیاطین و کفار و اشرار

ومن تبعهم من الاشرار مظاهر القهر ومظاهر اللطف هم اهل الجنة والاعمال المستتبعة

مظہر قہر کے ہیں مظہر لطف کے جنتی ہیں اور انکے اعمال نیک ہیں مظہر قہر کے دوزخی ہیں اور برے اعمال

لهما ومظاهر القهر هم اهل النار والاعمال المعقبة اياها فالحاصل انه تعالى خلقنا يعملون بعمل اهل

اونکے ہیں ایک گروہ کو خدا نے جنتی پیدا کیا وہ جنت عمل کرتے ہیں دوسری گروہ کو دوزخی پیدا کیا

الجنة وللنار خلقا يعملون بعمل اهل النار ولا اعتراض لاحد عليه في تخصيص كل من الفريقين

وہ برے عمل کرتے ہیں اور اس تخصیص پر کچھ اعتراض خدا پر وارد نہیں اگر برعکس ہوتا

بما خصص به فانه لو عكس الامر لكان الاعتراض بحاله ومن ههنا يظهر حقيقة السعادة والشقاوة

جب بھی اعتراض رہتا پس سعید وہ ہے جو روز ازل میں سعید ہے اور شقی وہ ہے جو روز ازل میں

فمنهم شقي وسعيد فقال النبي صلعم من شقي شقي في بطن امه ومن سعد سعد في بطن امه فظهر

شقی ہوا یہی ہے مراد جو پیغمبر صلعم نے فرمایا جو سعید ہے مادرزاد سعید ہے اور جو شقی ہے مادرزاد

انه لا وجه لبعد ذلك الاستناد الظلم والقبيح اليه تعالى لان هذا الترتيب والتمييز من لوازم الوجود

شقی ہے اب کسی وجہ سے استناد ظلم و قبیح کے طرف خدا کے نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ تمیز لوازم وجود و ایجاد سے ہے اور جیسا

والايجاد كما يشهد به العقل الصريح لاسيما عند المخالف القائل بالتحسين والتقبيح العقليين وهو

نزدیک مخالف کے کہ وہ قائل حسن قبیح عقلی کا ہے اور ظاہر ہے کہ بادشاہ مجازی اگر اپنے لوگوں میں سے ایک کو وزیر

يجري لم لا نسب الظلم الى الملك المجازي حيث يجعل البعض من سمت النصر فه وزيرا وبعضهم

بناوے اور دوسری کو جو جاروب کش کرے اوسکو ظالم نہیں کہتا ہے یہہ مراد ضروریات ملک سے ہیں انکا ہونا

كناس العبيد الا ان كلا منهما من ضروريات الملك فكيف نسبت الظلم الى البديع تعالى في تخصيص كل

ضرور ہے پھر کس طرح باری تعالی کو ظالم کہہ سکتے ہیں جب اس تخصیص میں بادشاہ مجازی کو بھی ظالم نہ کہا تخصیص سعید

من عبیدة بالخصوص مع ان کلا منهما ضروری فی مقامه القایل به یهدم بنا حکمته

وشتی ہی کیونکر خدا کو ظالم کہین کیونکہ نظام وجود بین ان ہردو کا ہونا ضرور ہے اور کتب سماویہ

تعالی وفائدة بعث الانبیاء وانزال الکتب بالحقیقة ترجع الی المومنین الذین جعل الله

اور انبیاء واسطے اون اشخاص کے ہیں کہ جنہیں استعداد ایمان کے ہے کہا خدا نے

بعثهم وان ارسالها سببا ووسطة لاتهدا نهم انما انت منذر من یخشاها کما ان فائدة نور

ای محمد | تو اوسیکو ڈراتا ہے کہ جو ڈرتا ہے نور آفتاب | کو وہ شخص دیکھتا ہے کہ جسکے چشم صحیح ہو نابینا

الشمس تعود الی اصحاب العیون الصحاح واما فائدة ذلک بالنسبة الی مختوم علی قلوبهم فلقاعدة

مادر زاد ہرگز نہین دیکھہ سکتا جو کافر ادمی ہے وہ مانند نابینا مادر زاد کے ہے جیسے خدا نے کہا

نور الشمس بالنسبة الی الاکمه واما الذین فی قلوبهم مرض فزادتهم رجسا الی رجسهم وماتوا وهم

دلوں استعداد ایمان کے نہیں اونکا کفر ہمارے آیات سے اور زیادہ ہوتا ہے اور دہی کفر میں مر جاتے ہیں

کافرون عامة ذلک الزام حجة واقامة البینة علیهم کما هو لئلا یکون للناس علی الله حجة

ایمان نہیں لانے کے واسطے انبیاء کا بہیجنا یہہ پروردگار کے طرف سے فقط ایک اتمام

بعد الرسل ولو انا اهلکناهم بعذاب لقالوا ربنا لولا ارسلت الینا رسولا وهو بالحقیقة یشیر

حجة ایمان کے توقع ایسے | ہرگز نہیں یہہ لوگ جیسے اصل حقیقت میں ناقص مشتق ہیں

الی انهم فی اصل الحقیقة ناقصون اشقیاء وهذا المعنی ربما لایظهر لهم ایضا لعدم بصائرهم

پست نقصان استعداد کے ایمان سے نصیب ہوا اسکے ظاہر نہیں ہوتے جیسے کہ اندہا مادر زاد

کما ان الاکمه ربما لایصدق ابصاره ولا یعرف ان التقصیر التقصیر بان من دان لم یر بشیرا

سنا تو اوسکو جہوٹا جانتا ہے اور یہہ نہین جانتا کہ سہو اس جیسے کے نہ دیکھنے میں میرا ہے

من محاذاة المرئی وظهور النیر موجود وانما یعرف نقصانه ارباب الابصار وانا یعرف التفرقة

اور یہہ تمیز وسیعی ہے جیسے کہ سب کو معلوم ہے اور حرکات اختیاریہ اور حرکات اضطراریہ میں

الضروریة بین الحرکات الاختیاریة والحرکات الاضطراریة کالرعشة مثلا فان قیل لاریب ان

جیسا کہ رعشہ مثلا اسمین فرق ہے وجہ یہہ ہے کہ انسان میں قوی اور ارادے ہیں سب نکلے وہ تحصیل

للانسان ارادة وقوی بها یتم له حصول الملایم واجتناب المنافی الا ان ملکة الارادة والقوی

ملایم ہیں اور اجتناب منافی سے کرتا ہے اگر یہہ قوی اور ارادہ مستمد ہیں طرف خدا کے پس گویا کہ یہہ اختیار

مستندة الى الله تعالى فكانه لا اختيار ولتفرقة المذكورة بينهما ان فى الرحمة نقصا فى سلطته

نہیں اور بسبب فرق کا نہیں یہ ہے کہ رحمت میں ناقص ہوا واسطہ کہ کوئی داعیہ تھا اور حرکت اختیاری میں نہ پیدا

الداعية وفى التحرك المسماة بالاختيار ذوات واسطة انتهى كلامه وبالجملة ان الدخول فى الجنة و

واسطہ تمام ہوا کلام علامہ تفتازانی کا۔ ماحصل کلام اور جملہ مقصد کا یہ ہے جنتی اور جہنمی ہونا لوازم میں

الدخول فى الجهنم من لوازم هويات الاشخاص وخواص ماهيات الافراد بجعل الجاعل الحكيم

ہویات شخصیہ میں سے ہے جسکو خدا نے بعلم فعلی جنتی جانا وہ جنتی ہے اور جسکو جہنمی جانا وہ جہنمی ہے

وبالعلم الفعلى العلمى فالشقى الازلى بالجعل الفطرى لا يكون سعيدا اصلا ولا يدخل تحت مشيته البارى

شقی ازلی ہرگز جنتی نہیں ہو سکتا اور نہ مقدور خدا ہو اور اسکے جنتی ہونیکا کرتا [illegible] اور سعید ازلی کا حال بھی

تعالى بان يصير داخلا فى الجنة والسعيد الازلى حاله بالعكس فاستقم ولا تعكس ومنها ان قوله

اسکے ہے اور منجملہ دلائل امکان نظیر خاتم الانبیاء یہ ہے [illegible] کہ خدا تعالے نے

تعالى ولو شئنا لبعثنا فى كل قرية نذيرا [illegible] بهذا الالفاظ من الكلام ويحسبون بحسب

اگر ہم چاہتے ہر گاؤں میں ایک نبی بھیجتے [illegible] کہنا [illegible] ایسا [illegible] سے

الاصطلاح من الاكدار ويحتجون بالايراد والالحاح ويصفون المخصومة والاحتجاج بان مفاد

ہمارا [illegible] ثابت ہے [illegible] لکھتے ہیں کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ

هذه الآية الشريفة ينادى على نداء جلى ان بعث الانبياء الكثيرة مع وجود خاتم النبوة داخل

باوجود خاتم نبوۃ کے وجود اور نبی کی قدرت خدا میں داخل ہے پس نظیر خاتم انبیا کا بنظر قدرت باری تعا

تحت قدرته تعالى فنظير خاتم الانبياء بالنظر الى قدرة البارى تعالى ممكن اقول هذه

ممکن ہے میں کہتا ہوں اس سے [illegible] ہرگز ثابت نہیں بچند وجوہ اول یہ کہ

الآية الشريفة لا تليق بل تلصق ولكن الاتقياء كما تمسكوا بها من وجوه الاول

علم نحو میں مقرر ہے کہ کلمہ لو کا اسواسطے ہے کہ مشروط منتفی ہو بسبب انتفا شرط کے

انه قد تقرر فى علم النحو ان كلمة لو مفادها انتفاء المشروط بانتفاء الشرط كما لو جاءنى

جو علم عربی میں کلمہ لو کا ہے ہندی میں دو لفظ اگر کا ہے [illegible] کہ اگر زید میرے پاس آتا تو میں اسکی تعظیم کرتا

زيد لاكرمته فمعناه ان زيدا ما جاءنى فما اكرمته فمعنى هذه الآية الشريفة ما شئنا

معنی اسکا یہ ہوا کہ زید نہ آیا نہ میں تعظیم کرسکے پس معنی اس آیت شریفہ کا یہ ہے [illegible] ای محمد

بعث نبي من الانبياء في قرية من القرى سواك يا محمد بن عبد الله الهاشمي ومشيته تعالى نافذة

و نہیں بھیجا نبی سوائے تیرے کوئی ... نبی کسی قریہ میں پیدا کرنا اور ارادہ اور مشیت

وقدرته عين علمه سبحانه فمعناه ما علمنا علما فعليا ان نبعث نبيا سواك يا محمد حين وجود نبوتك

قدرۃ خدا کے عین علم خدا کے ہیں پس معنی یہ ہوا کہ ہمارا علم فعلی یہ نہیں ہیں کہ تیری حیات میں اور

وبعد حياتك حتى يكون نبيا حين نبوته وبعد حياته فحكمنا اصلا الامتناع عن العلم الفعل الازلي اليه سبحانه

بعد تیری کوئی نبی ہو وے پس وقت وجود تیری سے تا ابد کوئی نبی ممکن نہیں محدث امام بغوی نے اس آیہ کے تفسیر

قال الحافظ البغوي في تفسير هذه الاية ولو شئنا لبعثنا في كل قرية نذيرا اي رسولا ينذرهم ولكن

میں کہا اگر ہم چاہتے ہر گانو میں ایک پیغمبر پیدا کرتے کہ جو ڈراتا اونکو لیکن ہم نے ای محمد تجھکو فقط تمام آبادی کے واسطے بھیجا

بعثناك الى القرى كلها وحملناك ثقل النذارة كلها لتصبر عليها فاعتدنا لك من الكرامة و

گیا اور بوجھ ڈرانے کل انسانوں کا تجھپر رکھا تاکہ تیرا امر ... اور علامہ نیشاپوری نے

الدرجة الرفيعة انتهى قال العلامة النيشابوري في تفسير هذه الاية الشريفة وفي الاية لطف

اس آیہ کے تفسیر میں کہا کہ اس آیہ میں لطف بڑا ساتھ تادیب وارشاد کے ہی حاصل یہ سکا یہ ہے اگر ہم چاہتے

مزوج بنوع تاديب وارشاد فحواه ولو شئنا لخففنا عنك اعباء نذارة جميع القرى ولبعثنا

بوجھ نبوۃ جملہ آبادی کا تجھسے ہلکا کرتے اور ہر گانو میں ایک ہی نبی بھیجتے ڈرانیوالا

في كل قرية نبيا ولكن خصصناك برسالة الثقلين اجلالا لك فقابل هذا الاجلال بالتشدد

زیادہ ... نبوۃ جملہ جن و انسان کے تیرے ذات کے واسطے خاص کیا ہے موافق اس بلندی کے تو

في الدارين فعلى اول الاية بيان كمال الاقتدار وانه لا حاجة الى نبي محمد اكان وغيره ولكن

دین کو محکم کر اول آیہ میں بیان کمال قدرۃ کا ہے اور یہ کہ اوسکو حاجت کسی نبی کے نہیں خواہ محمد ہو یا کوئی اور

المعلوم لو لا التقى ما شاء فلم يفعل ذلك ... هذا المنصب الشريف لكمال العناية ...

لیکن معلوم ہے ظاہر کرا ... ایسا ... لیکن ... خاص ... اوسکو واحد

[illegible] ... الكافرين فيما يريدونه ... هذا النهي ... الشرك لا يمكن

جو کفار ... کے موجب ... طاقت ... ایسے ہے جیسا کوئی ... کہے تو

[illegible] ... الشكر ... صلى الله عليه وآله ... طاعته ... في النهي ... امر ...

... کرنا ... خدا ... کے ترک ... حکم کیا اوسکو جہاد کا ...

قاتلوا وجاهدهم بهدى بالقرآن او بترك طاعتهم او بسبب كونك نذير القرى كلها لانه لو بعث في كل قرية

مین جہاد کیونکہ اگر خدا ہر گانو مین ایک نبی بناتا ضرور تہا کہ وہ نبی اوس گانو مین جہاد کرتا اور جب محمد صلی اللہ علیہ

نذيرا لم يكن على كل نذير الا مجاهدة قريته وحين اقتصر على نذير واحد لكل القرى وهو محمد صلى الله عليه و

وآلہ وسلم کو جو آبادی کا نبی بنایا تو جملہ انبیاء کے مجاہدات اوسکی ذات مین جمع ہوئے پس جامع

آله وسلم فلا جرم اجتمع عليه تلك المجاهدات كلها فكبر جهاده وعظم وصار جامعا لكل مجاهدة ومن هذه

کمالات انبیاء کا ہوا اور اس آیہ سے اوسکے خاتمیت اور عموم رسالت ظاہر ہوئی تمام ہوا کلام علامہ نیشاپوری کا

الآية الشريفة تظهر فائدة الخاتمية وعموم رسالته انتهى كلامه الثاني ان المعتزلة القائلين بان خلاف

دوم جواب اس تسلیل وہابیون کا یہہ ہے کہ معتزلہ اسکے قایل ہین کہ خلاف معلوم خدا کا مقدور خدا کا ہے وہ

معلوم الله مقدور له يحتجون بهذه الآية فمن زعم ذلك كان معتزليا مخذولا لا سنيا قال

بھی مدعی پر اسی آیہ کو دلیل لاتے ہین پس جسنے گمان کیا وہ مرد سنی نہین بلکہ ذلیل معتزلی ہے امام رازی نے

الامام الرازي في تفسير هذه الآية قالت المعتزلة دلت الآية على ان خلاف معلوم الله

اس آیہ کے تفسیر مین کہا معتزلہ کہتے ہین کہ اس آیہ سے ظاہر ہے کہ خلاف معلوم خدا کا مقدور خدا

مقدور له لان كلمة لو دلت على انه تعالى ما شاء ان يبعث في كل قرية نذيرا ثم انه اخبر

کا ہے کیونکہ کلمہ لو سے ظاہر ہے کہ خدا نے ہر گانو مین نبی کا ہونا نہ چاہا پھر اوسنے خبر دی کہ مین اسپر قادر ہون

عن كونه قادرا عن ذلك فدل على ان خلاف معلوم الله مقدور له انتهى بقدر كلامه

پس ثابت ہوا کہ خلاف معلوم خدا کا مقدور خدا کا ہے تمام ہوا کلام امام رازی کا سوم جواب

الثالث ان مذهب اهل السنة ان ما لم يشأ الله تعالى ليس مقدورا له سبحانه وان

یہہ ہے کہ اہل سنت کا مذہب ہے کہ جو مشیت خدا مین نہین وہ تحت قدرۃ خدا کے نہین اور انبیاء کثیر کا بنانا وقت وجود محمد

بعث الانبياء الكثيرين حال وجود محمد خاتم الانبياء صلى الله عليه وآله وسلم لم يشأ الله

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشیت خدا مین نہین جب کہ کلمہ لو سے ظاہر ہے پس وجود نبی کا وقت حیات محمد صلی اللہ علیہ

كما هو المستفاد من كلمة لو شئنا فوجود النبي سوى محمد صلى الله عليه وآله وسلم حال حيوته

وآلہ وسلم کے اور بعد ممات اوسکے ناپیاد خدا کے قدرت مین نہین محدث علی قاری نے شرح فقہ اکبر

وبعد مماته لا يكون مقدورا له تعالى قال علي القاري في شرح الفقه الاكبر وقد يقال

کہا ہے کہ عام مخصوص ہوا ہے قول خدا کا خدا سب شی پر قادر ہے یہہ بہی مخصوص ہے خدا اسپر

كل عالم يخص كما خص قوله تعالى والله على كل شيء قدير بما شاء وليخرج ذاته وصفاته وما لم يشأ

قادر ہے اگر جو اوسکے مشیت میں داخل ہے اپنی ذات و صفات پر قادر نہین اور اپنی مخلوق سے جسکو چاہے اوسپر

من مخلوقاته وما يكون من المحال وقوعه كما بيناه والحاصل ان كل شيء تعلقت به مشيته

قادر نہین اور جسکا وقوع محال ہو اوسپر بھی قادر نہین جسپر اوسکے مشیت متعلق ہے اوسپر اوسکو

تعلقت به قدرته والا فلا فافهم وهو قادر على المحال لعدم وقوعه ولزوم كذبه ولا

قدرت ہے ہم نہین کہتے کہ وہ محال پر قادر ہے ورنہ اوسکا کذب لازم اوسے البتہ اوسکو

يقال غير قادر عليه تعظيما وادبا انتهى كلامه اقول ومن البين ان الله سبحانه ما شاء وجود نبي بعد نبوة

غیر قادر محال پر بسبب ادب کے نہین کہتے تمام ہوا کلام علی قاری کا اور ظاہر ہے کہ خدا تعالی نے بعد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ و

محمد صلى الله عليه وآله وسلم فوجود نبي آخر بعد نبوته لا يكون داخلا تحت قدرته تعالى فلا يكون بعد

سلم کے وجود اور نبی کا نہین چاہا پس وجود اور نبی کا بعد نبوت خاتم الانبیاء تحت قدرۃ خدا کے نہین پس بعد خاتم الانبیاء کے

نبوة خاتم الانبياء وجود نبي ما ممكنا فلما لم يكن بعد نبوته وجود نبي ممكنا لا يكون نظيره ممكنا لان

اور نبی ممکن نہین جب بعد اوسکے اور نبی نہ ممکن اوسکا نظیر بھی غیر ممکن ہوا کیونکہ نظیر اوسکا

نظيره لا بد ان يكون نبيا مثل خاتم الانبياء والا لا يكون نظيره وكذا من البين ان وقوع نبي

ضرور ہے کہ نبی ہووے بلکہ خاتم الانبیاء ہووے ورنہ نظیر اوسکا نہوگا اور مولوی اسمعیل

آخر بعد خاتم النبوة من المحالات كما آمن به هذا الرجل الفاضل المخاصم المكابر ايضا وما كان

بھی اسکا قائل ہے کہ وقوع اور نبی کا بعد خاتم النبوت کے محال ہے اور جسکا وقوع محال ہو وہ تحت

ووقوعه من المحالات لا يكون تحت قدرته تعالى كما صرح العلي القاري فوجود نبي آخر بعد نبوة

قدرۃ خدا کے نہین جیسا علی قاری نے کہا پس وجود اور نبی کا بعد خاتم نبوت کے قدرت خدا مین نہین

خاتم الانبياء لا يكون مقدورا لله فلما لم يكن مقدورا له تعالى لم يكن ممكنا فنظير نبينا يستلزم

جب اوسکے قدرت مین نہو تو غیر ممکن ہوا پس نظیر خاتم کا مستلزم وقوع محال کو ہے ہرگز تحت

وقوعه المحال فلا يكون داخلا تحت قدرة الله فلا يكون ممكنا بل يكون ممتنعا بالذات

قدرت خدا کے داخل نہوگا پس یہہ نظیر ممکن نہوگا بلکہ ممتنع بالذات ہوگا اور حضرت امام اعظم پیشوای

وقال الامام الاعظم والقدوة المكرم نعمان بن ثابت ابو حنيفة رحمه الله في الفقه الاكبر

مکرم نعمان بن ثابت ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فقہ اکبر مین کہاہے کہ خدا تعالی ظلم پر قادر نہین علی قاری نے

الله تعالى لا يوصف بالقدرة على الظلم قال على القاري في شرحه لان المحال لا يدخل تحت القدرة وعند

اسکے شرح میں کہا کہ محال تحت قدرت خدا کے داخل نہیں ہے اور معتزلہ کے نزدیک محال مقدور خدا کی قرار دیا

المعتزلة انه تعالى يقدر ولا يفعل انتهى كلامه قال الامام الرازي في تفسير قوله تعالى وما الله يريد ظلما

کرتا نہیں تمام ہوا کلام علی قاری کا خدا تعالی سے ڈر کی خدا ارادہ ظلم کا واسطے بندوں کے نہیں کرتا امام رازی نے

للعباد [illegible]

اسکی تفسیر

لا من افعاله ولا من افعال عباده لان الظلم اما ان يصدر من الله تعالى او من العبد فهو اما الظلم بعينه

اور نہ افعال عباد سے کیونکہ ظلم یا خدا سے یا بندوں سے ... یا اپنے نفس پر ہے

نفسه بالتعدي على المعاصي والظلم غيره فاقسام الظلم في هذه الثلث فقوله تعالى في سياق نكرة النفي

یا ظلم اپنے غیر پر پس یہ تین قسم ظلم کے ہیں خدا تعالی ظلم کو اس آیہ میں نکرہ بیان کرکے اوسکے نفی سے

فهو لا يريد شيئا من هذه الاقسام الثلث فلا يكون فاعلا للظلم اصلا ولا يكون فاعلا لافعال العباد

ان تینوں قسم کا ارادہ نہیں کرتا ... خدا فاعل ظلم کا ... کیونکہ

لان من جملة افعالهم ظلمهم لانفسهم وظلم بعضهم لبعض ثم انه تعالى مدح نفسه بانه لا يريد ظلما وذلك

ظلم ان کا اپنے نفس پر ہے اور ظلم او نکا اپنے غیر پر اور خدا تعالی نے مدح کیا اپنے کو کہ ارادہ ظلم کا نہیں

انما يصح لو صح منه فعل ذلك الشيء وصح كونه مريدا فدلت الاية على كونه قادرا على الظلم لكنه لا

کرتا اور یہ مدح جب صحیح ہو کہ ظلم اوسکے قدرت میں داخل ہو پس وہ خدا قادر ہے ظلم پر مگر اوسکا ارادہ

يريد فلهذا قال الجواب انه مدح نفسه بقوله لا تاخذه سنة ولا نوم وبقوله يطعم ولا يطعم ولم يلزم من

نہیں کرتا ... اسکے جواب میں کہتے ہیں کہ خدا نے اپنی مدح کیے ہی کہ اسکو اونگھ اور نیند نہیں کہا کھلاتا ہے

ذلك صحة النوم والاكل منه تعالى عليه فكذا ههنا انتهى كلامه قال شارح المقاصد مذهب

... اور اسکے قدرت میں داخل نہیں اسیطرح اس آیت میں تمام ہوا کلام امام رازی کا اور شارح مقاصد

اهل الحق ان ارادة الله تعالى متعلقة بكل كائن غير متعلقة بما ليس بكائن على ما اشتهر من السلف

نے کہا ہے مذہب حق یہ ہے کہ ارادہ خدا کا متعلق ہے ساتھ اوس چیز کے کہ جو ہونے والی ہو اور جو نہ ہو وہ ...

[illegible]

[illegible]

هی الصفة المرجحة لاحد طرفی الفعل والترک وعلی عدم ارادته لما لیس بکائن لانه علم عدم وقوعه

یعنی ہم اہل سنت کہتے ہیں کہ ارادہ صفت مرجحہ ہے واسطے ایک طرف فعل کے اور ترک کے اور جو نہ ہونے والی چیز ہے اوسکا

فعلم استحالته لانه لا یجب علیه جهلا و تعالی بالعالم باستحالة الشیء لا یریده البتة فان اعترض بان خلاف المعلوم مقدور

اوسکا ارادہ نہیں ہوا واسطے کہ وہ اوسکے عدم وقوع کو جانتا ہے اور جانتا ہے کہ میری علم کا جہل ہونا محال اور جسکو وہ محال جانی

له فی نفسه والمقدور اذا کان متعلق المصلحة یجوز ان یکون مرادا وان علم انه لا یقع لا یقع البتة والجواب

اوسکا ارادہ نہیں کرتا اگر کوئی کہے کہ خلاف معلوم کا اوسکا مقدور ہے اور مقدور جب متعلق مصلحت کا ہو اوسکا ارادہ ہو

ان هذا تمهید للارادة فانها الصفة التی شانها التخصیص والترجیح والایات والاحادیث فی هذا

[illegible]

ایسا بہت ... [illegible]

الا ان یشاء الله ... [illegible] فمن یرد الله ان یهدیه یشرح صدره للاسلام ومن یرد ان یضله یجعل صدره ضیقا حرجا

... اوسکے کلام کرتی اور ... مردے ... ہم زندہ کرتے ... کفار ... ایمان نہ لاتے مگر جسکو خدا چاہتا وہ

[illegible]

تمکو نفع نہ دیگا ... کلام اوسکا ... اور خدا تعالی نے کہا ہے جو مصیبت تمہارے زمین میں پہنچتی ہے یا تمہارے

فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان نبراها وتحقیق الکلام فیه علی ان مذهب اهل السنة

... لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے امام رازی نے کہا مذہب اہل سنت کا یہ ہے جو چیز واقع ہے اوسکا

ان وقوع کل ما وقع واجب وعدم کل ما لم یقع واجب لان الاسباب اربعة احدها انه علم وقوعه فلو لم یقع

وقوع واجب ہے اور جو واقع نہیں اوسکا عدم ... واجب ہے ... سبب ... اوسکے وقوع کا علم اگر وہ واقع ...

لانقلب علمه جهلا وثانيها انه اراد وقوعه فلو لم يقع انقلب الارادة تمنيا وثالثها انه تعلق قدرته بايقاعه

تہو علم اوسکا جہل ہوگا دوم یہہ کہ اوسنے ارادہ اوسکے وقوع کا کیا اگر وہ واقع نہو اوسکا ارادہ تمنا ہوگا سوم یہہ کہ اوسکی قدرت اوسکی

فلو لم يقع لانقلب القدرة عجزا ورابعها انه حكم بوقوعه بكلام ازلي فلو لم يقع لانقلب ذلك الخبر الصدق

وقوع سے متعلق ہے اگر وہ واقع نہو قدرت خدا کے عجز ہوگا چہارم یہہ کہ اوسنے اپنی کلام میں حکم اوسکی وقوع کا کیا ہے اگر وہ واقع نہو خبر اوسکی کاذ

كذبا فاذن هو الذي وقع لو لم يقع لتغيرت هذه الصفات الاربعة من الكمال الى النقص ولما كان ذلك

ہوگی جو خبر واقع ہے اوسکے عدم وقوع سے تغیر ان صفات اربعہ کا طرف نقصان کے ہوگا اور معتزلہ صفت قدرت و ارادہ میں نزاع کرتے

ممتنعا علمنا انه لا واقع لذلك الوقوع والمعتزلة ينازعون في القدرة والارادة انتهى ملخصا والارادة

ہین ہم اہل سنت سے تمام ہوا کلام امام رازی کا ملخصا اور ارادہ خدا کا بمعنی قصد مخصص کے کہ جو بنا بر

له سبحانه ليست بمعنى القصد المخصص للاوقات والازمنة المغايرة عن القدرة كما زعمت المتكلمة بل

قدرت سے ہے ہرگز نہین جیسا کہ متکلمین گمان کرتے ہین بلکہ ارادہ خدا کا نفس علم نظام خیر کا ہے اور قدرت

ارادته تعالى نفس علمه بنظام الخير وقدرته ايضا علمه كما علمت مرارا فما زعم اتباع هذا الفاضل الكابر

اوسکے علم اوسکا ہے جیسا کہ بارہا گذرا مولوی اسمعیل کے اتباع معنویہ کہتے ہین کہ نظیر خاتم الانبیا کا داخل

ان نظير خاتم الانبياء داخل تحت قدرته تعالى لا تحت ارادته ومشيته فيكون ممكنا باطل جدا لان

تحت قدرۃ خدا کے ہے نہ داخل تحت ارادہ و مشیت کے پس یہہ نظیر ممکن ہے یہہ قول اونکا باطل ہے کیونکہ

الدليل الصحيح لم يدل على كون ارادته تعالى مغايرة عن قدرته وعلمه بل الحق ان ارادته تعالى

دلیل صحیح سے مغایرہ ارادہ کے قدرت سے ثابت نہین اور نہ مغایرہ علم ہی بلکہ ارادہ اوسکا علم نظام خیر کا ہے چنانچ

علمه بنظام الخير واليه ذهب الامام الهمام الرازي في المباحث المشرقية حيث قال واذا كانت ارادته

مشرقیہ میں امام رازی نے یہی مذہب پسند کیا کہا اوسنے ہرگاہ ارادہ خدا کا دائمی ہوا پس یہہ ارادہ قصد

الله تعالى دائمة الوجود لم يكن تلك الارادة قصدا الى التكوين لان القصد الى الشيء يستحيل بقاؤه بعد

تکوین کا نہوگا کیونکہ قصد شیء کا بعد حصول شیء کے باقی نہین رہتا ہے پس ارادہ خدا کا قصد نہین ہے بلکہ اوسکی

حصول ذلك الشيء فثبت ان ارادته تعالى ليست عبارة عن القصد بل الحق في معنى كونه مريدا انه

ارادہ کے یہہ معنی ہے کہ وہ عالم ہے اپنی ذات کا اور عالم ہے نظام خیر کل کا کہ یہہ کسطرح ہووے پس یہہ نظام ضروری

سبحانه يعقل ذاته ويعقل فاته بنظام الخير الموجود في الكل انه كيف يكون وذلك النظام يكون لا محالة

موجود الاہے اور یہہ غیر منافی ہے ذات خدا سے پس علم خدا کا فیضان ہے تجہسے اور یہہ غیر منافی ہے تجہسے ہم ارادہ

کانا مستفیضا وہو غیر مناف الذات المبدأ الاول فعلم المبدء لفیضانہ عنہ وانہ غیر مناف لذاتہ ہوارادتہ
سے اوسکا اور رضا ہی اوسکی
لذاتک ورضاہ ثم انا اذا حققنا حکمنا بان الفرق لمرید وغیر المرید سواء کان فی حقنا او فی حق اللہ
اور بنظر تحقیق کے ہم حکم کرتے ہیں کہ فرق مرید وغیر مرید ہیں خواہ ممکنات ہیں ہو یا واجب تعالیٰ ہیں ...
ہو اذکرنا فانہ ما دامت متساویۃ النسبۃ الی وجود المراد وعدمہ لم یکن صالحہ لترجیح احد
جو ...
ذینک الطرفین علی الآخر واذا صارت نسبتہا الی وجود المراد ترجح بالنسبۃ الی عدمہ وثبت ان
جسوقت نسبۃ ارادہ کے طرف وجود مراد کے راجح ہوے اور ظاہر ہے کہ رجحان حاصل ہوتا ہے
الرجحان لا یحصل الا عند الانتہاء الی حد الوجوب لزم منہ الوقوع لان الارادۃ الجازمۃ انما تحقق
وقت پہونچنے شئی کے طرف حد وجوب کے پس لازم ہوا اوس سے وقوع کیونکہ ارادہ جازمہ نہیں
عند ذلک وہناک قد صارت موجبۃ للفعل فاذن لا یقال من الفرق بین الموجب والمختار ان المختار
ثابت ہوتا ہے مگر ساتھ وجوب کے پس ہوا ارادہ موجب فعل کا ہوگا اور فرق موجب مختار میں مشہور ...
یمکنہ ان یفعل وان لا یفعل وان الموجب لا یمکنہ ان لا یفعل کلام باطل لانا بینا ان الارادۃ متی کانت
ہے کہ مختار کو ممکن ہے کہ کوئی کام کرے یا نہ کرے اور موجب کیونکہ نا ممکن نہیں یہ قول باطل ہے کیونکہ
متساویۃ النسبۃ لم تکن جازمۃ وہناک یمتنع حدوث المراد ومتی یترجح احد طرفیہا علی الآخر صارت
ارادہ جب تک کہ مساوی نسبۃ ہے ہرگز جازمہ نہو گا پس ممتنع ہو گا حدوث مراد کا اور جب راجح ہوے
موجبۃ للفعل فلا یبقی بینہا وبین سائر الموجبات فرق من ہذہ الجہۃ بل فرق ان المرید ہو الذی
ایک طرف دوسرا ہو گا یہ ارادہ موجب فعل کا اب فرق ارادہ میں اور دوسرا موجبات میں
یکون عالما بما یصدر عنہ الفعل الغیر الملائم عنہ وغیر المرید ہو الذی لا یکون عالما بما یصدر عنہ کالقوی
اس وجہ سے نہیں ہے البتہ یہ فرق ہے کہ مرید عالم ہوتا ہے صدور فعل غیر منافی کا اپنی سے اور غیر مرید
الطبیعۃ وان کان الشعور حاصلا لکن الفعل لا یکون ملائما بل منافرا مثل الملجاء علی الفعل
مثل قوی طبیعیہ کے عالم نہیں ہوتا ہے صدور فعل کا اپنی سے اور امکان عدم فعل کا ذات مرید وقادر
فان الفعل لا یکون مرادا ولا یدل انہ لیس من شرط کون الذات مریدا وقادرا امکان
میں شرط نہیں کیونکہ جب قدا بیتسا ... جاتا کہ فلاں وقت کرد گا

ان الشرط کون الذات مریدا وقادرا امکان ان لا یفعل ۱۲ اقول ان جوزالقائل بصحیح الدہلوی قدرا جرعلی کونہ تعالیٰ قادرا علی خلق نظیر خاتم الانبیاء ثم اقرانہ تنزیہ لا یقع اصلا قد صرح الامام الہمام الرازی انہ لیس من شرط کون الذات مریدا قادرا امکان ان لا یفعل فاکد تعالیٰ علی رغم اسمعیل الدہلوی لما کان ان قادرا علی خلق نظیر خاتم الانبیاء فلا امکان یقع بقدرتہ تعالیٰ لانہ لیس من شرط کون الذات مریدا وقادرا امکان ان لا یفعل فقولہ بدخول نظیر خاتم الانبیاء تحت قدرۃ اللہ تعالیٰ وعدم وقوعہ ابدا ایجاد وتر شدا ۱۲ منہ سلمہ

ان لا یفعل فان نفسه تعالی اذا علم انه یفعل الفعل الفلانی فی الوقت الفلانی فذلک الفعل لو لم یقع کان

پس یہ فعل اگر نہ واقع ہو تو علم اوسکا غیر مطابق معلوم کے ہوگا [illegible]

علمه غیر مطابق للمعلوم فکان علمه جهلا وذلک محال والمؤدی الی المحال محال فعدم وقوع ذلک

پس علم اوسکا جہل ہوگا اور یہ محال ہے اور مستلزم محال کو محال ہے پس عدم

الفعل محال فوقوعه واجب لاستحالة خروجه من طرفی النقیض مع ان الله تعالی مرید له وقادر علیه فعلمنا

وقوع اوسکا [illegible] ہے [illegible] اور اسپر قادر ہے اور اوسکا مرید ہے

ان امکان اللاکون لیس شرطا لکون الفعل مقدورا ومرادا وان القادر هو الذی اذا شاء ان

پس ثابت ہوا کہ امکان عدم فعل کا نہیں ہے شرط فعل مقدور و مراد کے اور یہ

یفعل فعل وان شاء ان لا یفعل لا یفعل ویجب ان یعلم انه لیس من شرط صدق هذه الشرطیة

قادر وہ ہے کہ جو چاہے کرے اور جو نہ چاہے نہ کرے | اور یہ جاننا چاہیے کہ اس شرطیہ میں صدق

ان یصدق الحملیة یعنی ان یصدق انه شاء ان لا یفعل ولم یفعل لان الفاعل انما یکون فاعلا حال

حملیہ کا شرط نہیں ہے یعنی یہ صادق ہو کہ اوسنے چاہا کہ نہ کرے اور نہ کیا کیونکہ فاعل وقت

صدور الفعل عنه وفی تلک الحالة یستحیل ان یصدق علیه انه شاء ان لا یفعل ولم یفعل فعلمنا

صدور فعل کے فاعل ہوتا ہے اور اسی وقت میں محال ہے کہ صادق ہو اوسپر

ان صحته وصدقه لیس لاجل صدق هذه الحملیة بل بصدق تلک الشرطیة وهو تعالی

چاہا کہ نہ کرے اور نہ کیا پس معلوم ہوا کہ اوسکی صحت اس حملیہ کے صدق سے نہیں ہے بلکہ

یصدق انه لو شاء ان لا یفعل لا یفعل وان کان یکذب علیه انه شاء ان لا یفعل فاذن مشیته الفعل

پس صدق اس شرطیہ سے ہے اور خدا تعالی پر صادق ہے یہ کہ اگر وہ چاہے

من لوازم ذاته فان قیل انا نعلم بالضرورة ان الفاعل فاعلا شیئا ان لا یفعل متی [illegible]

نہ کرے [illegible] اور اسپر [illegible] اور اوسکے لوازم ذات

فیه کونه بحیث یمکن فی حقه ان لا یفعل والفاعل حال کونه فاعلا وان کان [illegible]

[illegible]

ان لا یفعل لکنه لا یکذب انه من شانه ان لا یفعل وانما اعتبرنا هذا القید [illegible]

[illegible]

قد بينا ان الجهات التي باعتبارها يتميز الفاعل على الفعل التام يستحيل ان يتحصل [illegible] يترتب

کے اور فاعل بعد حصول [illegible] کا دب ہے اوپر کر [illegible] لیکن نہیں کا دب [illegible]

عليه الفعل فاذن الفاعل عندنا يستجمع الجهات التي باعتبارها يكون مؤثرا في الفعل لا يصدق

کو تمام ان [illegible] سے یہہ ہے کہ [illegible] اور اعتبار اسکے [illegible] کے واسطے [illegible] کے فعل [illegible]

عليه انه من شأنه ان لا يفعل بل يكذب عليه ذلك واما التمييز بين القادر والموجب فيما ذكرناه في

جواب اوسکا یہہ ہے کہ [illegible] وجود کے اعتبار سے [illegible] حاصل ہوتا ہے وقت حصول [illegible] کے عدم فعل کا

المريد والموجب انتهى كلامه فبعبارته ودعوى التقدير تسليم المنافاة بين قدرة الله تعالى و

اوس [illegible] وقت استجماع ان وجود کے [illegible] کے لحاظ سے اور اسوقت میں نہیں [illegible] اوپر

ارادته ومشيته [illegible] بالمتنع [illegible] وارادته ومشيته ذاتي [illegible]

کو تمام [illegible] سے [illegible] اوسیر اور [illegible] حسب [illegible]

تحت قدرته فيستنار [illegible] هذا ايضا يكون [illegible] متعلقا بالذات لانه لا يمكن بالملاحظة الى ارادة الباري

ہم [illegible] کو [illegible] کلام [illegible] اگر [illegible] اور اوسکے اراده اور مشیت و علم میں [illegible]

وعلمه المتنع بالذات قد يكون بمقتضى التعلق ايضا قال صاحب الافق المبين ان الامتناع الذاتي

[illegible] کہ تم قائل ہو [illegible] کا علم خدا اور اوسکے اراده و مشیت سے [illegible] اگر [illegible] تمہارے

قد يعني به ضرورة العدم بحسب نفس ذات الموصوف اعني الذات المقدرة كما في شريك

اوسکے قدرت [illegible] شریک [illegible] کا ممتنع بالذات ہوگا کیونکہ [illegible] خدا کے [illegible] ممتنع بالذات

الباري تعالى عن ذلك واجتماع النقيضين وقد يراد به ضرورة بطلان الذات في نفس الامر

[illegible] واجب [illegible] اور اجتماع [illegible] مراد ہوتا ہے ضرورت عدم [illegible]

سواء كان مصداق ذلك نفس الذات المقدرة او كانت علة مقتضية لضرورة العدم

موصوف کے یعنی ذات مقدرہ [illegible] موصوف [illegible] اور اجتماع نقیضین [illegible] اور [illegible]

في نفس الامر بالذات [illegible] الضرورة الذاتية قد يراد بها [illegible] الذات

[illegible] مصداق [illegible] مقدر [illegible]

الوجود [illegible] سواء كانت ضرورة [illegible] بحسب الذات [illegible]

الامور [illegible] کہ ضرورت [illegible]

الذات وقد يراد بها القدرة التي هي بحسب نفس الذات والمعنى الثاني اخص من دوام الذات

قدرت وہ جو وجود کے بحسب ذات کے ہو یا اور کوئی چیز سوای ذات کے ہو اور کبھی مراد ہوتی ہے اوس سے قدرت

والاول بها وقد انتهى كلامه وبحسب هذا فاختلف الكبراء من اعيان الذي كان من اهل التحقيق و

بحسب نفس ذات کے اور معنی ثانی خاص ہے دوام ذاتی سے اور معنی اول صادق دوام کا ہے تمام ہوا کلام اوسکا

الكمال ما زال رايه في هذه المسئلة في الاضطراب قريرا [illegible] يميل الى اليمين واخرى تجنح

اور فضلاء کبار دہلی سے مولانا مفتی صدر الدین صاحب سے کہ رای انکی اس مسئلہ میں مضطرب رہتی کبھی امتناع بالذات [illegible]

الى الشمال فقال مرة يوما ان قال احد من الامكانيين ان نظير سيدنا بالوحي لنا خلق كقوله تعالى [illegible]

خاتم الانبیاء کے قائل ہوتے اور کبھی اوسکے ممکن ہونے کی [illegible] اگر ابلاغ [illegible] کوئی بعد کی تصدیق

[illegible] سلم انا سيد ولد ادم

[illegible] اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا میں سید اولاد آدم کا ہوں

والاخر لفقدان استعداد النبوة وانعدام قوة الرسالة عن الافراد الانسانية منتف فعليا لا

اور نہیں ہیں شک کرتا [illegible] آیت و حدیث کے [illegible] نظیر خاتم الانبیاء کا [illegible] لیکن

نشك فيه لكن نظيره بالنظر الى القدرة التامة القيومية الشاملة العامة فيتنوع احتمل اصرح امكانه

[illegible] قدرت کامل [illegible] اوسکا انکار نہیں ہو سکتا [illegible] تو کیا جواب [illegible] اوسکے جواب [illegible]

فكيف انكاره فهل عندك نقص عن الشك العويص سهل لان معنى كون الشيء محالا انما هو كونه

اس شک کا سہل ہے اسواسطے کہ معنی محال [illegible] کے بسبب [illegible] استعداد اوسکے قبول [illegible] سے بعید

البعد عن قبول فيض الجاعل الحق بقصور استعداده الذاتي وفساد جوهره الفطري ولا معنى لكونه محالا

اور یہ معنی [illegible] نہیں کہ قدرت خدا اسکے سبب اپنی قصور کے اس محال سے متعلق نہیں ہوتی ہے کیونکہ قدرت خدا

ان قدرة القادر الحق القيوم الواجب بالذات بسبب قصورها في نفسها لا يمكن ان تتعلق

کامل بلا قصور و [illegible] قصور مقدورات میں ہے بعض بسبب استعداد اوسکے صلاحیت تعلق قدرت کے

بهذا الامر مستحيل لان قدرته تعالى تامة كاملة لا قصور فيها اصلا انما القصور والنقصان في المقدورات

[illegible] اور بعض بسبب فقدان استعداد کے ہر گز صلاحیت وجود کے نہیں رکھتا پس قدرت خدا اسکے ہر گز

فبعضها يصلح لتعلق القدرة لوجود الاستعداد وبعضها لا يصلح لتعلقها لفقدان الاستعداد

اوسکے متعلق نہیں ہوتی اور ماننا نظیر خاتم الانبیاء کا محال بالذات کہتے ہیں [illegible] نظیر خاتم النبیین کا منکر قدرت

وبهذا المعنى يكون نظير نبينا محالا الا بالنظر الى قدرة البارى عز وجل فلو كان نظير نبينا بالنظر الى نفس قدرة

خدا تعالے کے ممکن ہووے تو شریک الباری وغیرہ ممتنعات بھی ممکن ہونگی کیونکہ شریک باری وغیرہ بھی مقدور اسی تصور ذات

البارى ممكنا لكان كل ممتنع بالذات مثل اجتماع النقيضين وشريك البارى ايضا ممكنا لانها ايضا

کے غیر ممکن ہیں بنظر نقصان قدرت خدا کے غیر ممکن نہیں ہیں جیسا کہ اکابر فلاسفہ و ملت نے اسکی تصریح کی ہے صاحب

انما يمتنعان بالنظر الى تصور ذاتهما لا بالنظر الى نقصان قدرة البارى تعالى كما صرح به كبراء الصناعة

قبسات نے کہا ہے امکان ذاتی صحیح کرنیوالا مقدوریت خدا تعالے کا ہے ہر ممکن بالذات سلسلہ استناد میں منتہی

وعظماء الملة قال صاحب القبسات انما مصحح المقدورية ومناط صحة الوقوع تحت سلطان

ہے طرف خدا کے اور سب سلسلہ شروط و روابط کے مستند ہے طرف خدا کے پس خدا تعالی پیدا کرنیوالا ہر چیز

تعلق القدرة الربوبية الوجوبية هو طباع الامكان الذاتى وكل ممكن بالذات فانه فى سلسلة الاستناد

ہے اور ہر چیز قادر ہے کیونکہ ہر ممکن الوجود مع جمیع اپنی شروط و اسباب کے مستند ہے طرف

منته الى البارى القيوم الواجب بالذات جل سلطانه ومستند هو وجميع ما يتوقف وجوده عليه

قدرة و ارادہ خدا تعالے کے پس قدرت تامہ خدا تعالے کے ہر ممکن کو شامل ہے کوئی چیز ممکنات

من الممكنات فى السلسلة الطولية اليه سبحانه فانه سبحانه خالق كل شىء وهو على كل

سے اوسکے قدرۃ و ارادہ علم و فیض سے خارج نہیں ہے پس ظاہر ہوا کہ ممتنعات بالذات کو اسواسطے

شىء قدير فقدرته التامة الوجوبية شاملة السلطان لكل فى عالم الامكان اذ لا يخرج شىء مما يعوزه فى

اوس خدا تعالے کے قدرت کاملہ متعلق نہیں ہوتے ہے کہ اونکو مقدور فرض کر لیا ہے کیونکہ ان ممتنعات کو

سلسلة العاقة الامكانية عن علمه وارادته وصنعه وقدرته تعالى كبرياؤه فاذن قد بان وستبان

کسی وجہ سے حقیقۃ و ثبوت ہرگز نہیں اور قدرۃ باریتعالے میں کسی طرحکا قصور نہیں اور نہ کسی طرحکا عجز ہے

ان عدم تعلق القدرة الوجوبية بالممتنعات الذاتية من جهة المفروض مقدورا عليه اذ لا حقيقة ولا

جزو ان ممتنعات حصلا جہۃ تعلق قدرۃ خدا کے نہیں اسواسطے محال کہتے ہیں کہ امکان صحیح کرنیوالا

شيئية لها بوجه من الوجوه اصلا لا من جهة نقصان القدرة وعجزها فهذا سر ما سمعهم يقولون الامكان

مقدوریۃ کا ہے یہ صحیح کرنیوالا قادریۃ کا پس محالات بسبب انکی ذات باطلہ کے

مصحح المقدورية لا مصحح القادرية فالمحالات غير مقدور عليها بحسب انفسها الباطلة لانها متجوز

مقدوریت خدا سے خارج ہیں یہ نہ کہ قدرۃ خدا کے اوسے عاجز ہے تمام ہوا

جهها بالنسبة الى القدرة الحقة فان بين التغيير فرقا مستفادا مما ينبه ما سندا انتهى كلامه وقال

اور محقق [illegible]

المحقق الدواني في العروة الوثقى ان لزوم النقص غير مقدور بل النقص في قدرة القادر المطلق

کہا ہے کہ لازم [illegible] نقصان

بل النقص في المقدور الا ترى ان الممتنعات من اجتماع النقيضين وامثاله غير مقدور لا لنقص

[illegible] غیر مقدور ہیں تو بسبب نقصان قدرت کے نہیں ہے بلکہ قدرت قادر کے [illegible] مقدور

في القادر بل سبب الوجود مفسد اصلا فان القدرة انما تؤثر في الممكن المقدور اما بجعله الوجود

[illegible] اثر کرتی ہے [illegible] وجود و عدم [illegible]

العدم على السواء فيما لا يصلح الوجود لا يصلح العدم وذلك وقال في بعض الحواشي على شرح

[illegible] قدرت قادر [illegible]

الكتاب ولا تأثير للقادر المطلق الا فيما يقبل الفيض منه تعالى والقصور راجع الى نقصان المقدور

قادر مطلق کے [illegible] نقصان [illegible]

لعدم قبول الفيض الا الى القادر المطلق فان لا فانه يتبع الامكان فمن الممتنع ايجاد اجتماع

[illegible] قدرت [illegible]

النقيضين وشريك الباري ليس القصور في قدرة القادر بل القصور في نفس المقدور لعدم صلاحية

نقیضین اور شریک باری کا [illegible]

الوجود انتهى كلامه [illegible] للشيخ [illegible] الا في [illegible] الاستغفار

[illegible]

للاربعة فيما طوبت عليه هذه العبارات سكت وبهت فاتباع [illegible] الانبيا

[illegible]

ليس القصور في قدرة القادر كالاجتماع وشريك الباري ليس القصور في قدرة القادر بل القصور

[illegible]

الى نفس المقدور لعدم صلاحية الوجود فقاله ومن كان من اهل العلم والتحقيق لا يكرر [illegible]

[illegible] نقصان [illegible] مقدور [illegible] صلاحیت وجود کے نہیں

الجحود والجمود ومنها قوله تعالى اولم يروا ان الله الذي خلق السموات والارض قادر على ان

اور خدا نے کہا ہے کہ جس خدا نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے اوسکو قدرت ہے کہ مثل انکا

يخلق مثلهم يعني ان الله تعالى قادر على ان يخلق مثل كل شيء من المخلوقات فنبينا صلى الله عليه

پیدا کرے وہابی لوگ کہتے ہیں کہ خدا قادر ہے کہ مثل ہر شی کا مخلوقات سے پیدا کرے

[illegible] وسلم شيء من المخلوقات فهو سبحانه قادر على خلق مثله ايضا فنظيره يكون ممكنا لا ممتنعا

اور خاتم الانبیاء بھی ایک شی مخلوقات سے ہیں اسکے بھی مثل کے ایجاد پر خدا قادر ہے

اقول فيه نظر من وجوه الاول ان امثال هذه الآيات وردت ردا على الكفار الذين ينكرون

پھر نظیر اسکا ممکن ہوا ممتنع نہیں میں اسپر چند وجوه اعتراض کرتا ہوں اول یہ کہ یہ آیتین اون

البعث يوم القيمة ويستبعدونه ويقولون لن يخلق الله بعد صيرورتنا عظاما ورفاتا كيف نبعث

کفار کے رد میں نازل ہوئی ہے کہ جو حشر اجساد کا انکار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جب ہم موت کے بعد ہڈیاں

ونحشر كما قال الله تعالى حكاية عنهم وقالوا أءذا كنا عظاما ورفاتا أءنا لمبعوثون خلقا جديدا

اور ریزہ ریزہ ہو گئے پھر کیا دوبارہ زندہ ہونگے چنانچہ اس آیہ سے پہلے یہ ہے کہ جب ہم ہڈیاں اور کھری ہوگئے

اولم يروا ان الله خلق السموات والارض قادر على ان يخلق مثلهم وجعل لهم اجلا لا ريب

پھر ہماری کیونکر نئی پیدائش ہوگی اونکے رد میں خدا نے یہ آیہ نازل کی پس مرجع ضمیر مثلہم کا وہ

فيه فابى الظالمون الا كفورا فمرجع ضمير مثلهم الكفار المنكرون للبعث والحشر الجسماني

کفار ہیں کہ جو منکر حشر جسمانی کے تھے اور یہاں مرجع ضمیر مثلہم کا ہر فرد افراد انسان سے تاکہ داخل ہو آنحضرت نظیر

ليلزم الشمول لكل فرد من افراد الانسان ليدخل فيه خاتم الانبياء الثاني ان المراد من

خاتم الانبیاء کا دوم یہ کہ مراد پیدا کرنے مثل اونکے سے یہاں اعادہ اونکا ہے روز قیامت

خلق مثلهم ههنا الاعادة يوم القيمة لا ان يخلق مثلهم شيئا آخر قال الامام الرازي في تفسيره

کے نہ یہ کہ پیدا کرنا مثل اونکے اور چیز امام رازی نے اس آیہ کے تفسیر میں کہا ہے کہ قول خدا کا قادر

الآية الشريفة وفي قوله قادر على ان يخلق مثلهم قولان الاول انه قادر على ان يخلقهم ثانيا

ہے اونکے مثل کے پیدا کرنے پر اسکی دو معنی ہیں اول یہ کہ قادر ہے کہ پیدا کرے اونکو دوبارہ و دوسرے

فعبر عنه بخلق المثل كما يقول المتكلمون ان الاعادة مثل البداية والثاني انه قادر على ان يخلق

یہ کہ قادر ہے کہ پیدا کرے اور بندے جو احسن ہیں اونسے اور اقرار کریں

عبید الاخرین ایدیهم ویقیدونه ویعرفون بکمال حکمته وقدرته ویترکون بهذه الشبهات الشنیعة

اور اسکی حکمت و قدرت کا اور ترک کریں شبہات [illegible] امام واحدی نے کہا ہے کہ [illegible] تمام ہوا کلام مراد اسکی

قال الواحدی القول الاول هو اشبه بما قبله انتهی کلامه الثالث انه لم لا یجوز ان یکون المراد

[illegible] کہ مراد ہو مثل سے یہاں مثلیۃ کثرت

من المثل ههنا المثلیة فی الکثرة والجماعة لا المثلیة فی النوعیة والعوارض الشخصیة کما قال الله تعالی

نہ مثلیۃ نوعیہ اور عوارض مشخصہ میں جیسا کہ خدا تعالی نے کہا ہے [illegible]

وما من دابة فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیه الا امم امثالکم فان المراد من مثل الانسان

اور ہر [illegible] والا گروہ ہیں مثل تمہاری مراد مثل سے یہاں مثلیۃ کثرۃ و جماعۃ میں ہے جیسا کہ

ههنا انما هو مثلیة الکثرة والجماعة کما فی التفاسیر الرابع ان المراد من المثل ههنا هو المثلیة فی الوحدة

تفاسیر میں ہے چہارم یہ ہے کہ مراد مثل سے یہاں مثلیۃ موحدہ و معرفۃ والایقان وغیرہ میں ہے نہ مثلیۃ [illegible]

وغیرها من الایقان والمعرفة لا المثلیة من کل الوجوه فی الصورة والسیرة من الاخلاق النفسانیة

کے صورۃ و سیرۃ میں و ملکات نفسانیہ [illegible] میں پنجم یہ ہے کہ مراد مثلیۃ یہاں مثلیۃ نوع انسانی میں ہے

والملکات الروحانیة الخامس ان المراد من المثل ههنا هو المثلیة فی نوع الانسانیة فقط

فقط نہ مثلیۃ جمیع وجوہ کے عوارض مشخصہ میں جیسا کہ کہا خدا تعالی نے اے محمد کہ میں ادمی ہوں

لا المثلیة من جمیع الوجوه فی العوارض الشخصیة واللواحق الهویة کما قال الله تعالی قل انما انا

مثل تمہاری اور کہا البتہ آیا تمہیں [illegible] تم میں سے پس اگر پیدا کرے خدا تعالی اور خلق مثل

بشر مثلکم وقال لقد جاءکم رسول من انفسکم فلو خلق الله تعالی خلقا اخر مثل نوع الانسان فی الصورة

نوع انسان کے مشابہ صورت و سیرت و حرکات و افعال میں اس سے نہیں لازم اتا ہے کہ ہر فرد

والسیرة والحرکات والافعال لا یلزم منه ان یکون کل فرد فرد من هذا الخلق الجدید مشابها

اس خلق جدید کا مشابہ تام ہو ہر ہر فرد نوع انسانی مخلوق اول سے جو عوارض مشخصہ میں اور لوازم ہویہ

تاما من کل فرد فرد من هذا النوع الانسانی المخلوق اولا فی جمیع العوارض الشخصیة واللوازم

میں اور ختم نبوۃ محمد بن عبد الله صلی الله علیه واله وسلم کے عوارض مشخصہ اور لوازم ہویہ سے

الهویة وختم النبوة وسیادة الرسالة من العوارض الشخصیة واللوازم الهویة لمحمد بن عبد الله

ہے [illegible] نظیر محمد صلی الله علیه واله وسلم کا مثل ہیں [illegible] تا کہ [illegible]

الهيات سے فقط صلعم خدا ممكن مثله ونظيره السادس ان الكلام الازلي الالهي يدل على ان هولاء

زمین و آسمان و کفار خاتم مخلوقین ہیں لیس مثل انکا جایز نہیں اور نص حدیث سے ثابت ہے محمد صلی اللہ علیہ

الكفرة والسموات والارض خاتم المخلوقين فيجوز خلق امثالهم ودل النص الالهي على ان نبينا

وآلہ وسلم خاتم نبوۃ ہے پس نظیر اوسکا ممکن نہیں کیونکہ اگر نظیر اوسکا ممکن ہو تو وہ بھی خاتم نبوۃ کا ہوگا

محمد صلعم خاتم النبيين فلا يمكن مثله ونظيره لانه لو كان ممكنا كان هو ايضا خاتم النبوة فلزم

پس علم خدا کا جہل ہوگا اور خبر اوسکے کا ذب اور یہ محال ہے اور بعض حدیث میں وارد ہوا ہے

كون علمه تعالى جهلا وخبره الصدق كذبا وكلاهما محال والسابع انه قد ورد في بعض الاخبار غير الصحاح ان

کہ خدا نے زمین مثل اوس زمین کے پیدا کیے ہے اوسمیں نوح ہے مثل نوح کے اور

الله تعالى ارضا مثل هذه الارض فيها نوح مثل نوح وابراهيم مثل ابراهيم وموسى مثل موسى و

ابراہیم ہے مانند ابراہیم کے اور موسی ہے مانند موسی کے اور عیسی ہے مانند عیسی کے اور محمد ہے مانند

عيسى مثل عيسى ومحمد مثل محمد فهذا الامكانيين بهذا الخبر يقرؤن ويهرعون ويخاصمون

محمد کے وہابی لوگ کہتے ہیں اس حدیث سے ثابت نظیر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظاہر ہوا

ويشاغبون ودفع هذا الوسوسة وجب عرق تلكما الخدشة بوجوه الاول ان هذا الخبر غير

دفع اس وسوسہ و بہانہ کا بچند وجوہ ہے اول یہ کہ یہ خبر غیر صحیح ہے قابل تمسک کے نہیں دوم یہ کہ یہ

صحيح لا يتمسك به الثاني ان هذا الخبر على تقدير صحته يدل على ان العالم المثال الذي يقال له

خبر بر تقدیر صحت کے دلالت کرتی ہے عالم مثال پر کہ جس میں ہر شی کے مثال ہے مجردات و مادیات سے اور

عالم البرزخ وعالم الخيال ايضا فيه مثال كل شيء من الموجودات من المجردات والماديات

یہ جسم حسی مادی اور جسم لطیف مثالی ہر ایک دوسری کے مثال اور یہ ہر دو جسم تحت

كما سبق في المقدمة الخامسة وهذا الجسم الحسي المادي وذلك الجسم اللطيف المثالي كل واحد

تعلق ایک نفس ناطقہ کے ہیں مثلا نفس ناطقہ زیدیہ کے دو جسم ہیں ایک جسم حسی اور دوسری

منهما مثل للاخر وكل من هذين الجسمين تحت تعلق تدبير نفس ناطقة واحدة مثلا النفس الناطقة

مثالی اور مثل و نظیر سے ہم نفی نہیں کرتے بلکہ ہم نفس ناطقہ کے مثل و نظیر کے نفی کرتے ہیں یعنی نفس ناطقہ

الزيدية لها جسدان جسد حسي وجسد مثالي وهذا المثل والنظير ليسا نفسه ونمنعه بل المثل والنظير

محمدیہ ہیں جو ملکات حمیدہ اور فضائل روحانیہ ہیں اس نفس ناطقہ کا مثل و نظیر ممکن نہیں

الذي نحن بصدد نفيه هو النفس الناطقة القدسية اما انه حقيقة روحانية وملكات كريمة نفسانية

نبوت کو سمجھو ... بل نفس قدسیہ سے خاتم نبوۃ اور سید ... ہے جس کا شریک ... سکتا

مثل النفس الناطقة النبوية الكريمة القدسية فانه خاتم النبوة وسيد الرسالة ولا شك ان هذا المثل في تشبيه لم يقع

ہیں ... اور ... خاتم نبوت کا یعنی جسد مثالی کے ثابت ہے مگر واقع ہے ... ایجی ...

بعنوي لكلام الالهي موذي الى الخص السماوي والمثل والنظير بمعنى الجسد المثالي والجسم ... واقع ...

ہونا اور ہر شخص کا نظیر یعنی جسد مثالی کے ثابت ہے اور نظیر مثالی خاتم نبوۃ کا عالم حس ... میں ظاہر

احد من اصحاب الصحيح والمثل والنظير بهذا المعنى لكل شخص ثابت وهذا المعنى مثل ونظير ... جسد ...

ہوتا تھا کیونکہ جسد مثالی معلوم ہوتا ہے آئینہ میں ...

في عالم الحس ايضا لان الصورة المرئية في المرآة انما هي مثالي وجسد برزخي قال الشيخ المقتول

نے حکمۃ الاشراق میں کہا ہے جو صورتیں کہ آئینہ میں معلوم ہوتی ہیں یا خیال میں آتی ہیں یہ صورتیں ...

الالهي في حكمة الاشراق والحق في صور المرايا والصور الخيالية انها ليست منطبعة في المرآة والخيال وغيرها

وخیال وغیرہ میں منقش نہیں ہیں بلکہ یہ صورۃ عالم مثال سے ہیں قائم بذات خود نہیں محل میں ...

بل هي صياصي معلقة في عالم المثال ليس لها محل قائمة بذواتها وقد يكون لها مظاهر ولا تكون فيها تصورها ايا

اور ... صورت کے مظہر ہوتا ہے یہ صورت اس مظہر میں نہیں ہوتے ہیں آئینہ میں جو صور معلوم ہوتے ہیں

مظهرها المرآة والصور الخيالية مظهرها الخيال وكذا الحس المشترك وغيرها من القوى فكما ان مظاهر صيقلية ...

اونکا مظہر آئینہ ہے اور جو خیال میں آتے ہیں اونکا مظہر خیال ہے اور ایسا ہے حس مشترک وغیرہ قوی بھی مظاہر ان صور

استعدادية لظهور الصور وقائمة بانفسها مستغنية عن الزمان والمكان والمحل عندها باظهار العقل الفياض المؤثر

مثالیہ کے ہیں کہ قائم ہیں بذات خود غیر محتاج ہیں طرف زمان ومکان ومحل کے باظہار عقل فیاض کے ...

حق الابدا في جيوة الشهداء والثالث ان اثبات المثل والنظير بهذا الخبر كما هو ... مذا بصادم قول الامام

بحث کے جیسی ایسے کتاب حق الابدا في حیوۃ الشہدا میں کی ہے سوم یہ کہ اس خبر سے نظیر ومثل خاتم النبوۃ

اسمعيل ... من العدم وقوع النظير ... وزعم كونه ممكنا فقط وهذا الخبر يدل على ثبوت نظيره ومثله

ثابت کرنا مخالف قول مولوی اسمعیل کا ہے ... کیونکہ مولوی اسمعیل قائل ہے کہ نظیر خاتم نبوۃ واقع نہیں فقط

و توجه بالمستقل فاين هذا من ذلك اولئك ينادون من مكان بعيد شعر انهم اولى عورة ش وهم

[illegible] ہے جو ضعیف ہے وتوجہ اوسکی ثابت ہے

ختمی وكمه في طلوعي ۞ الرابع نحن قد علمنا كما في المقدمة الخامسة ان هذا العالم المثالي فيه مثال لكل

چوتھا امر یہ کہ ہم مقدمہ خامسہ مین بیان کر چکے ہین کہ عالم مثال مین ہر شی کے مثال موجود

شيء من الموجودات حتى فيه مثال للواجب تعالى ايضا كما صرح غياث الحكماء وصاحب التفسير المظهري

ہے حتی کہ خدا تعالی کے بھی مثال عالم مثال مین موجود ہے جیسا کہ غیاث الحکماء وصاحب تفسیر مظہری نے لکھا پس معنی

فيكون نظير الواجب تعالى ايضا بهذا المعنى ثابتا ومتحققا تعالى الله عن ذلك علوا كبيرا معشار العلم بذر شجرة

نظیر خدا کا بھی ثابت ہوگا نعوذ باللہ منہ سچ ہے کہ کم علمی ایک تخم ہے درخت اوسکا وہو کا ہے اور کم علمی ایک درخت

السفسطة والمغالطة لتحصيل شجرة ثمرتها العثرة والزلة وهولاء الامكانيون المومنون الساذجون

ہے کہ پھل اوسکا خطا ہے یہہ دنیا کی لوگ اگرچہ ایمان [illegible] جناب خاتم نبوۃ پر لاتے ہین مگر درجہ بلند

لم يدروا حقيقة محمدية وما علموا هوية احمدية فهم من زمرة ما قال الله فيهم وتريهم ينظرون اليك

اوسکا ہرگز انہون نے نہین جانا تمام ہوسے وساوس [illegible] ہوگئے اب مین [illegible] اوپر امتناع نظیر خاتم

وهم لا يبصرون فرد تو بتاریکی نبی را دیده ٭ زان سبب است ای او بگزیده شعر شتل احمد کا سمجھنا یہہ

الانبیاء پر بیان کرتا ہون

نظر کاٹے خلل ٭ ایک شئی دو نظر آتی ہی بچشم احول ٭ حجج عقلية وشواهد عرشية الاول ان الله تعالى

اول یہہ کہ خدا نے

قال في كتابه ولكن رسول الله وخاتم النبيين فلو امكن نظيره لكان هو ايضا خاتم النبوة والا لكذب

فرمایا محمد پیغمبر خدا کا ہے اور خاتم انبیاء کا پس اگر نظیر اوسکا ممکن ہووے تو وہ بھی خاتم ہوگا ورنہ نظیر نہو گا اور ہرگاہ نظیر اوسکا

نظيره فلما كان نظيره خاتم النبوة لم يكن محمد صلعم خاتم النبوة بل لا يكون كل واحد منهما خاتم

خاتم نبوۃ ہوا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم نبوۃ نہو گا بلکہ ان ہردو سے ایک بھی خاتم نبوۃ نہو گا کیونکہ مفہوم خاتمیت کا مقتضی ہے انحصار

النبوة لان الخاتمية تقتضي الانحصار في فرد واحد وتأبى عن الاشتراك بالكلية فلا يصدق كلام

کو فرد واحد مین اور مانع ہے اشتراک سے پس اگر نظیر اوسکا ممکن ہو کلام خدا کا صادق نہو گا اور یہہ محال ہے اور کلام خدا کو صادق جاننا

الله تعالى اصلا وهذا محال فالقول به كفر والحاد وبعض الاحباب من اولي الالباب ومن ثلثه

واجب ہے اور میری دوستون سے ایک صاحب [illegible] قطب الدین طبیب دار [illegible] جمون کے مین اونکو سے یہہ [illegible]

در تفسیر معالم التنزیل قوله تعالی وخاتم
النبیین ختم الله به النبوة قرأ ابو عاصم بفتح التاء
ای آخرهم وقرأ الاخرون بکسر
التاء ای ختم به النبیین فهو خاتمهم قال ابن عباس
رضی الله عنهما ان الله تعالی یرید لو لم اختم به النبیین
لجعلت له ابنا یکون بعده نبیا وروی
عن عطاء عن ابن عباس رضی الله عنهما ان الله
لما حکم ان لا نبی بعده لم یعطه ولدا ذکرا
۱۲ [illegible]

الازكياء وعمدة الاخيار خلاصة الاطهار قاضي قطب الدين صانه الله عن الآفة والبلاء وقد تفضل ابو سعيد البرتالي

بسبیل توارد کے ساتھ شائع ہوئی اور بعض معاصرین سے مولوی سید ابو سعید ابن فاضل رشید الدین صاحب مرحوم

ايضا على سبيل التوارد بها وبعض المعاصرين سالك المسالك السديد ابن الفاضل الرشيد سلمه الله

دہلوی نے اسی دلیل میں تصرفات عمدہ بیان کرکے ہیں خدا تعالی اوس کو اوپر نرمی اور تحمل کے ساتھ پسندیدہ رکھے

على العتو والعنيد في هذا البرهان سوانح غريزة وتصرفات جيدة الثاني انه من المخترع عند

دوسرا یہ کہ ظاہر ہے نزدیک عقل صاف کے کہ خدا تعالی نے جس چیز کے عدم وقوع کی خبر دی ہے متعلق قدرۃ اور

العقل الصراح والذهن القراح ان ما اخبر الله تعالى بعدم وقوعه فانه يتعلق به قدرته ولا ارادته ولا مشيته

ارادہ اور مشیت نہیں اوسکے وقوع سے نفس الامر میں اگر یہ وہم اور تعلق فرض کریں پس وہ ان کتاموں ہے ...

في نفس الامر وان فرضه فارض فهو من صرف الوهم واعتبره معتبر بتلبيس الشيطان فيقولون ماذا يريدون

ہیں کہ نظیر خاتم انبیاء کا داخل ہے تحت قدرۃ خدا کے اس سے کیا مراد اگر یہ ہے کہ وہ داخل ہے تحت

بقولهم ان مثل نبينا داخل تحت القدرة الالهية ان ارادوا به انه داخل تحت قدرته تعالى من حيث ان

اوس قدرۃ کے کہ جو تحت مشیت ہے اور وہ خاتمیت کے یہ ممنوع ہے کیونکہ قدرۃ تحت مشیت وعدہ خاتمیت کے دور

هذه القدرة تحت المشيئة وهذه الخاتمية فممنوع لان المشيئة محيطة وهذا الخاتمية تقطع نظير نبينا عن ملك تصرفه وقدرته

کرنے ہے نظیر خاتم انبیا کو اپنے تصرف سے واسطے کہ قدرۃ تحت مشیت وعدہ خاتمیت

بعيد او غيره عن ساحة قربها زجرا شديدا او القدرة المحيطة بحيثية وهذا الخاتمية لا فاضة النبوة مقصورة

کے اوپر فقط خاتم نبوت کو ہے اور اگر مراد یہ ہے کہ قدرۃ خدا کے مطلق نفس الامر میں صالح ہے

على من هو الخاتم فقط وان ارادوا به انه قادر في نفس الامر مطلقا لان يدخل تحتها النظير فيها

اسکے نظیر خاتم الانبیا کا تحت اوسکے داخل ہو پس ممنوع ہے کیونکہ قدرۃ خدا کے نفس الامر میں متصف ہے ساتھ مشیت وقدرۃ

فممنوع لان قدرته تعالى في نفس الامر وعلى الواقع متصفة بحيثية وهذا الخاتمية فيتعلق مع هذه الحيثية

خاتمیت کے اور یہ قدرۃ مع اس حیثیت کے صالح نہیں کہ نظیر خاتم الانبیا کا اوسکے تحت میں داخل ہو اور اگر مراد اس سے

لا تصلح ان يدخل تحتها مثل نبينا وان ارادوا به انها مع عزل النظر عن هذه الحيثية بالنظر الى نفسها

یہ ہے قطع نظر اس حیثیت کے قدرۃ من حیث نفسہا صالح ہے کہ نظیر اوسکی تحت میں داخل ہو پس مسلم ہے لیکن ہم کو

من حيث هي هي تسع ان يدخل تحتها مثل نبينا فمسلم لكنه لا يجديكم ولا يضرنا لان لنا ان نقول

نفع اور ہم کو ضرر نہیں کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ نظیر خاتم انبیا کا جو داخل ہے تحت قدرۃ خدا کے ایک مرتبہ ہیں مراتب قدرۃ سے

ان نظیر نبینا کما ہو داخل تحت قدرتہ تعالی فی مرتبۃ من مراتب القدرۃ کذلک ہو لیس بداخل تحتہا

ویسا ہے وہ نہیں داخل ہے تحت قدرۃ کے ایک مرتبہ مین اوسکی مراتب سے نفس الامر مین کیونکہ قدرۃ خدا کو نفس

فی مرتبۃ من مراتبہا فی نفس الامر وکبد الواقع فانہا مرتبۃ من مراتب النفس الامریۃ التی ہی مرتبۃ الحیثیۃ

الامر مین ایک رتبہ یہہ ہے کہ وہ محیثیت ہے بحیثیۃ وحدۃ خاتمیۃ کے اور اس مرتبہ مین نظیر خاتم انبیاء کا ہرگز داخل

بحیثیۃ وحدۃ الخاتمیۃ لاتسع ان یدخل نظیر نبینا تحتہا انما ہو یدخل تحتہا اذا لوحظت من حیث ہی ہی فقط دون

نہین نظیر نبی کا اوسمین جب داخل ہے کہ جب وہ من حیث ہی ہی فقط لحاظ کیجاوی اور یہہ ایک لحاظ ذہنی ہے لحاظات

اعتبار من اعتبارات العقل ولحاظ من لحاظات الذہن وہذا کما قالوا ان الماہیۃ من حیث ہی ہی بالنظر الی

و اعتبارات عقلیہ سے اور یہہ جیسے کہتے ہے حکما کی ماہیۃ من حیث ہی ہی بنظر نفس خود فقط برہنہ ہی جملہ عوارض سے اگرچہ

نفسہا فقط عاریۃ عن جمیع العوارض وان کانت فی نفس الامر لاتخلو عنہا وہذا البرہان استحلاہ السلائق العقلائیۃ

نفس الامر مین برہنہ نہین ہوتی ہی اور متی اور یہہ برہان بموجب ضوابط حکمیہ کے نہایت درست ہی امید ہی کہ

وان ستکرہہ القرائح الوہابیۃ وارجو ان راغ الیہ قلوب الاذکیاء وان اشمأزت عنہ طبائع السفہاء

عقلاء اسکو نیک وصواب جانیں اگرچہ سفہاء اس سے انکار کرین سوم یہہ کہ معلم اول مشائین کا ارسطو طالیس کہتا ہے

الثالث ان المعلم الاول للمشائین ارسطوطالیس قال ان الحکمۃ الالہیۃ لما اقتضت نظام العالم

کہ ہر گاہ حکمت خدا کی مقتضی ہوی نظام عالم کو بروجہ احسن واکمل پس واقع ہوی جو چیز کہ واقع ہوی بسبیل ارادہ وقصد کے طرف ادنی

علی احسن الحال فوقع ما وقع منہ لا بالارادۃ والقصد منہ الی السافل حتی ابی انما یبدع ابتداء العقل مثلا لغرض

کے تاکہ لازم آوے کہ خدا نے فرشتہ اعلی کو واسطے غرض کسی ادنی کے پیدا کیا بلکہ پیدا کیا خدا نے ہر چیز کو بذات خود نہ بسبب علۃ وغرض

فی السافل لیفیض علی السافل بل الامر اعلی من ذلک وہو انہ ابدع ما ابدع لذاتہ لا لعلۃ ولا لغرض

کے پس جملہ موجودات اوسکی بمنزلہ لوازم ولواحق ہے اور یہہ جملہ موجودات خیر مین کیونکہ صادر ہین اصل خیر سے اور

فوجد الموجودات کاللوازم واللواحق ثم توجہت الی الخیر لانہا صادرۃ عن اصل الخیر وکان المصیر فی الکل

شر وفساد جو اس عالم حسی مین واقع ہوتا ہے بسبب مصادمات امور سفلیہ کے ہوتا ہے نہ بسبب اقتضاء ذات عالیہ کے کہ وہ

الی راس احد ثم ربما یقع شر وفساد من مصادمات فی الاسباب السافلۃ دون العالیۃ التی

سب خیر مین مثلا باران بنظر نظام کل عالم کے خیر ہے اگرچہ کہ کسی بوڑہیا کا اوس سے خرابہ ہو جاوے

کلہا خیر مثل المطر الذی لم یخلو الا خیرا ونظاما للعالم فیتفق ان یخرب بہ بیت عجوز کان ذلک واقعا

یہہ شر بالعرض واقع ہے نہ بالذات اور حکمت الہی نظام عالم مین یہہ نہایت چاہئے ہے کہ

بالعرض لا بالذات او بان يقع شر جزئي في العالم اقتضى الحكمة الالهية ان لا يوجد خير كلي فان

سب كلي موجود نہ ہوئے اس نظام یا ان کا شر کلی ہے اور پھر جا کا کہ خراب ہونا شر جزئی ہے اور عالم وا سطے

فقدان المطر اصلا شر كلي وتخريب بيت عجوز شر جزئي في العالم للنظام الكلي لا للجزئي فالشر داخل واقع

نظام کلی کے ہی مرد ہے نہ نظام جزئی کے پس شر واقع ہے و رہا ہین بالعرض لا بالذات تمام ہوا کلام اور سلو بالادر

في القدر بالعرض لا بالذات انتهى كلامه ملخصا والشيخ الرئيس في الفصل الخامس من مقالة التاسعة

شیخ بو علی سینا نے الہیات شفا کے نویں مقالے کے پانچویں فصل میں اس بحث کو نہایت بسط کیا اور سکو ہمیں مختصر

من الهيات الشفاء فصله فصلا بسيطا وشرحه شرحا مطلبا لا يليق ايراد كلامه في هذا الوجيز والملخص ما قال

لانا مناسب نہیں مخصر وہ سکا جو محقق طوسی نے شرح اشارات میں بیان کیا وہ یہ ہے کہ اشیا باعتبار وجود اور

المحقق الطوسي في شرح الاشارات ان الاشياء بحسب الاعتبار وجود الشر وعدمه منقسم الى ما هو خير

عدم شر کے منقسم ہیں طرف اسکی کہ جسمیں اصلا شر نہیں و طرف اسکے کہ جسمیں شر و عدم شر ہے اور طرف اسکی

اصلا والى ما فيه شر وما ليس فيه شر والى ما ليس فيه ما ليس الشر اصلا والقسم الثاني ينقسم الى ما يغلب فيه

کہ جسمیں نہیں ہی عدم شر کا پہلا اور قسم ثانی کے تین قسم ہیں ایک وہ کہ خیر غالب ہے شر پر دوم یہ کہ خیر و شر برابر ہوں سوم یہ

ما ليس بشر على ما هو شر والى ما يغلب فيه ما هو شر وهذه خمسة اقسام الاول ما لا شر فيه اصلا وهو موجود فان الموجودات التي

اکثر غالب ہو خیر پر یہ پانچ قسم ہیں جو قسم کہ بالکل شر سے صاف ہے وہ موجود ہے جیسا کہ ملائکہ انبیا و اولیا کیونکہ

لا تشتمل على امر بالقوة كالعقول لا شر فيها اصلا والثاني ما يغلب فيه ما ليس بشر على ما هو شر وهو ايضا

ہیں داخل ہیں اور جسمیں خیر غالب ہے شر پر وہ بھی موجود ہے

موجود فان الموجودات التي لا يمكن ان تكون على كمالاتها اللائقة لها الا وتكون بحيث يعرض منها

عند ملاقاتها الاشياء لغيرها منع ذلك الغير عن كماله كالنار فانها لا يمكن ان تكون مالية في

الحرارة الا وتكون بحيث يعرض منها تفريق اجزاء بعض المركبات بالاحراق تكون لا

محالة من هذا الصنف وظاهر ان مثل هذه الموجودات يكون من شانه الاحالة والاستحالة

والكون ونقصا دوامي قليلة بالقياس الى الكل ووقوعه لتقادم المقتضي لتصيير وره البعض ممنوعا من كمال لائق به

فيها فليس فانه لا يمتنع الا في اجزاء العناصر وبعض المركبات في بعض الاوقات واما الاقسام الثلثة الباقية

اور جس میں شر غالب ہو یا برابر ہو یا شر وخیر برابر ہو یہ ہر

التي يكون شرا محضا او يغلب الشر فيها او يساوي بالخير فغير موجود لان الموجودات الحقيقية والاضافية في

اقسام ہرگز موجود نہیں ہیں کیونکہ موجودات حقیقیہ اور اضافیہ موجودات میں لا محالہ زاید ہیں اعدام اضافیہ حاصلہ سے

الموجودات لا محالة تكون اكثر من الاعدام الاضافية الحاصلة انتهى كلامه وقال صاحب القبسات [illegible]

تمام ہوا کلام محقق کا قبسات نے کہا ہے جو خیر محض ہے یا خیر غالب ہے شر پر انکا

الاولان فيجب صدورهما عن الجواد الحق الذي هو بذاته مفيض كل خير فلو انحصر الفايض عنه في النمط

صدور خدا تعالے سے واجب ہے اگر قسم اول اوس سے صادر ہو اور قسم دوم صادر نہووے

الاول ولم يصدر عنه النمط الاخر كان في الرحمة الواسعة الالهية امساك عن الجود واهمال لاحد قسمي الخير

تو اوسکی رحمت وجود دینے میں بخل لازم آوے کیونکہ قسم دوم میں بھی خیر غالب ہے اور شر مطلق یا شر برابر خیر کے یا شر

المنطوي على الخيرات الكثيرة واما الاقسام الثلثة الباقية وهي الشر المضاف على الاطلاق من كل وجه وما

غالب خیر پر یہ ہر سہ اقسام ہرگز خدا تعالے سے صادر نہیں ہوتے ہیں [illegible] اوس سے ممتنع ہے کیونکہ

شره غالب وما خيره وشره متساويان فهي جميعها من اقسام الشر فيمتنع صدورها عن الخير بالذات

وہ خدا خیر بالذات ہے تمام ہوا کلام اوسکا

الفياض بالعناية الفعال بالحكمة التامة انتهى كلامه اذا تمهد هذا فنقول ان نظير نبينا الذي زعمتم امكانه في

پس اب میں کہتا ہوں کہ نظیر خاتم انبیا کا ان پانچ قسم سے کس قسم میں

اي قسم من هذه الاقسام الخمسة ان كان من القسمين الاولين فيجب صدوره عن الواجب تعالى ايضا

[illegible]

[illegible]

[illegible] کہتا ہے وہ کہ نظیر خاتم انبیا کا تحت قدرت خدا کے داخل ہے اور تحت کون میں

[illegible] تحت تكون [illegible] وقوع [illegible] لازم آمد بایکہ ہم مراد از دخول شی تحت قدرت

[illegible] اوسکا [illegible] ادی

صحت تعلق قدرته بالفعل لتعلق قدرته بان تقتضاى ولى امكان صدور شى منه بفعله الذى تقتضى

تا فى فعليه سبحانه وتعالى انه لو دخل فى التصيير الادلين الذين تهاواجبا الصدور من الوجب تعالى لزم كون

ــ لا زما يستلزم اوه بهدوو قسم اول مين داخل هو وسے كه جنكا وقوع وصدور واجب هے خدا سے

علمه تعالى جهلا وخبره لصدق كذبا بصدوره وتهما محالان لعينهما واكمان من الاقسام الثلثه المباينه فى

نقيض خاتم انبيا كا اون قسام ثلثه سے ہے كه جنكا

... ف فلا يكون ممكنا اصلا فاهم وتمم وانما

الخامس من المقاله التاسعه

ـــ كے نوين مقالے كا ...

... الاول تعالى المباينه مما عليه الوجود فى نظام الخير وعلمه

... هونا اوسكا على نظام خير وكمال كے بحسب امكان كے اوسكا اوسكى

على الوجه الاكمل الابلغ فى الامكان

... ماننا ہے وہ نظام خير كو برده ... كے

... فيضها على انم طرقه الى المبادئ بحسب الامكان

جب كمان سے يہى معنى عنايه لیے ہے تمام ہوا كلام اوسكا پس اب مين كهتا ہون كه وجود محمد صلى الله عليه وسلم كا بہتر نظام خير

فهذا هو معنى العنايه انتهى كلامه فاذا علمت هذا فنقول لا بد وجود محمد صلعم فى هذا النظام الخير وكونه خاتم

مين اور ہونا اوسكا خاتم النبوة ہے مس نظام خير مين داخل ہے پس خدا تعالى سے اور جانا امروم اوند اكمل اكے ممكنات سے ہے

النبوة ايضا داخل فيه فالله سبحانه تعالى علمه اولا على الوجه الاكمل الابلغ فى الامكان بكونه خاتم النبوة

اوسكا خاتم النبوة اور خبر دى ہمكو ساتهه اوسكى پس اگر اوسكا غير ہے خاتم النبوة ہو وے تو لازم اوے كه خدا نے محمد كو بوجه ابلغ واكمل

واخبرنا به فلو كان غيره ايضا يكون ممكن خاتم النبوة فالله سبحانه لم يعلمه اولا على الوجه الاكمل الابلغ فى الامكان

كے عالم امكان سے نہين جانا اور نه اوسكى ختم نبوة كو بوجه اكمل وابلغ كے ممكنات سے جانا بلكه اوسكى ختم نبوة كو ناقص ونيعت

كون محمد خاتم النبوة فتعطل انما علم على الوجه الانقص الاضعف كون محمد خاتم النبوة فقط عنايته

جانا ہے پس عنايه خدا كے عنايه تهى كا پس امكان ختم نبوة كا مستلزم ہے تعطل عنايه خدا كو اور تعطل عنايه خدا مين محال ہے پس محمد

الله تعالى لم يكن عناية و نظيره ان امكن كان له امكان خاتم النبوة ايضا و هو يستلزم الاحلال في عناية الله تعالى و انه اولا

ان المحقق الدوانی

قال في حاشية شرح التجريد و شرح الهياكل في تصحيح قول الحكماء ان الواحد من حيث هو واحد لا يصدر عنه الا

حاشیہ شرح تجرید و شرح ہیاکل میں کہتا ہے کہ قول حکما کا واحد من حیث ہو واحد سے نہیں صادر ہوتا ہے مگر واحد اسکا یہ معنی ہے کہ علت کو جب

الوجه ان العلة اذا لم يكن لها اختصاص بالمعلول لا يكون لها مع غيره لا يكون صدور ذلك المعلول منه اولى من غيره

تک ایسا اختصاص نہو ساتھ معلول معین کے کہ نہ ہو یہ اختصاص علت کو ساتھ غیر اس معلول معین کے نہو کا صدور اس معلول کا

التشريف من طبقات الامكان بامرها خصوص و حيثية ايجاد خاتم النبوة كذلك الجهة التي بها صدر

ہے جملہ جہات سے متصف و حیثیت ساتھ ایجاد خاتم نبوۃ کے ہے پس جملہ جہات بارے تعالی سے کوئی

المعلول الخاتم من جملة الجهات قاطبة للبارئ تعالى متصفة و حيثية باصدار المعلول خاتم النبوة فلا يكون حيثية

جہت متصف و حیثیت ساتھ ایجاد خاتم نبوۃ کے نبوت کے مگر وہ ہے ایک جہت کہ جس سے محمد بن عبد الله

نور الانوار من ایجاب الفیض واشراق لا فاضتہ انتہی وقال الافلاطون الالہی الممکن من حیث ہو ہو فاقد

تاثیر سے پس نہیں ہے اوسکو قدرۃ ایجاد پر جب یہ معلوم ہوا اب جاننا چاہیے کہ خدا تعالی نے خاتم الانبیا کو

وحاف فلا مرۃ لہ علی الایجاد واذا دریت ہذا فاعلم ان اللہ تعالی قال لنبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رحمۃ جملہ عالموں کی کہا ہے اور معنی خیر کے تو نے جانے اور یہ بھی مانا تو نے کہ وجود خیر ہے اور عدم شر ہے اور یہ بھی جانا کہ ایجاد

رحمۃ للعالمین ومعنی الخیر قد علمت وعلمت ایضا ان الوجود خیر والعدم شر وعلمت ایضا ان الایجاد مختص لواجب الوجود سبحانہ فلا بد

مختص ساتھ خدا تعالی کے ہے پس ضرور ہے کہ یہاں کلمہ واسطہ کا مقدر رکھا جاوے پس معنی اس آیۃ شریفہ کے یہ ہونگے کہ تو واسطہ ہے

ان یقدر الواسطۃ ہہنا فمعنی الآیۃ الشریفۃ وما ارسلناک الا واسطۃ ارادۃ وجود العالمین ورفع عدمہم

ارادہ وجود جملہ عالموں کا اور انکی دفع عدم کا پس خاتم الانبیا واسطہ وجود جمیع عالموں کا ہوا اس آیہ سے دلیل متین کے پس

فہو واسطۃ وجود العالمین فہذا البرہان المتین والدلیل المبین فنقول ان نظیرہ لو کان ممکنا فلا یخلو

کہتا ہوں میں اگر نظیر اوسکا ممکن ہے یا داخل ہے عالم میں یا نہیں دوسرا باطل ہے کیونکہ عالم وہ ہے کہ جو سوای خدا کے ہے اور ہر

اما ان یکون داخلا فی العالم اولا والثانی باطل لان کل ممکن داخل فی العالم اذ العالم ما سوی اللہ

ممکن داخل عالم میں ہے اور جو چیز خارج عالم سے ہے وہ واجب بالذات اور ممتنع بالذات ہے اور

والخارج من العالم لیس الا الممتنع بالذات والواجب بالذات وہذا المخاصم المولوی اسمعیل لا یقول

یہ مولوی اسمعیل دہلوی نظیر خاتم الانبیا کو ممتنع بالذات نہیں کہتا ہے پس وہ یا واجب

ان نظیر نبینا ممتنع بالذات فیکون الواجب بالذات او نظیر الواجب بالذات تعالی عن ذلک

ہوگا یا نظیر واجب بالذات کا نعوذ باللہ من ہذا القول اللاسدید تو بر تقدیر اول کے وہ نظیر

علوا کبیرا او علی الاول فیکون ہو المسبب والمعلول ویکون نبینا ہو السبب والعلۃ لوجودہ ودفع عدمہ فلا

مسبب معلول ہوگا اور خاتم انبیا اوسکا سبب و علۃ ہوگا پس وہ نظیر اوسکا ہرگز نہ ہوا پس تشبیہ اوسکا ہرگز

یکون نظیرہ اصلا فلا یکون نظیرہ ممکنا بل یکون ممتنعا بالذات وہذہ الآیۃ الشریفۃ من افضل الفضائل

ممکن نہیں بلکہ ممتنع بالذات ہے یہ آیۃ شریفہ میرے نزدیک افضل فضائل سے ہے واسطے خاتم انبیا کے

لخاتم الرسل تلک آیات بینات نتلوہا علیک ذلک من انباء الغیب نوحیہ الیک تعا

ہے والا ہی واضح ہو یہ آیات سنتے ہیں اپنے نبی کے فضل و شرف پر خدا ہلاک و برباد کرے وہابی کو کہ وہ

لی فوہابی الشقی اللئیم المقتل الرجیم اذا سمع فضل النبی الکریم ظل وجہہ مسودا وہو کظیم السابع

خاتم انبیا کے فضل و شرف سنکر رنجیدہ ہوتا ہے ہفتم یہ کہ محدث حاکم نے روایت کی ہے کہ

اخرج الحاكم وصححه ان النبي صلعم قال لما اقترف آدم الخطيئة قال يا رب اسئلك بحق محمد لما غفرت لي

جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ جس وقت حضرت آدم علیہ السلام سے خطا ظاہر ہوئی کہا تو نے اے رب میری خطا بخش

فقال الله يا آدم كيف عرفت محمدا ولم اخلقه قال يا رب لما خلقتني بيدك ونفخت فيّ من روحك رفعت راسي

محمد کے [illegible] خدا نے فرمایا اے آدم تو نے کیونکر محمد کو پہچانا ہنوز اسکو نہیں پیدا کیا کہا اے [illegible] جب تو نے مجھکو پیدا کیا

فرايت مكتوبا على قوائم العرش لا اله الا الله محمد رسول الله فعرفت انك لم تضف الى اسمك الا احب الخلق اليك

[illegible] عرش پر لکھا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ [illegible] اگر محمد تیرا محبوب ہے [illegible]

فقال الله صدقت يا آدم انه لاحب الخلق الي [illegible] غفرت لك ولولا محمد لما خلقتك واخرج عن ابن عباس رضي الله

[illegible] طفیل محمد کے تیری خطا بخشی [illegible] اگر محمد نہ ہوتا تو میں تجھکو پیدا نہ کرتا [illegible] ابن عباس

عنهما قال اوحى الله الى عيسى آمن بمحمد ومر من ادركه من امتك ان يؤمنوا به فلولا محمد ما خلقت آدم

رضی اللہ عنہما سے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرمایا اے عیسیٰ تو ایمان لا محمد پر اور حکم کر اپنی امت کو [illegible]

ولولا محمد ما خلقت الجنة والنار ولقد خلقت العرش على الماء فاضطرب فكتبت عليه لا اله الا الله

اگر محمد نہ ہوتا تو میں تجھکو نہ پیدا کرتا [illegible] عرش کو پانی پر پیدا کیا [illegible] لا الہ الا اللہ

[illegible] عن علي ابن ابي طالب

رضی اللہ عنہ سے روایت کی

[illegible]

خلقت ارضي ولا سماء ولا رفعت هذه الخضراء ولا بسطت هذه الغبراء واخرج الديلمي عن

آسمان کو نہ پیدا کرتا اور دیلمی سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ابن عباس رضي الله عنهما قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم اتاني جبرئيل فقال يا محمد يقول

نے کہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھے کہا ہے کہ خدا تعالیٰ کہتا ہے اے محمد اگر تو نہ ہوتا تو میں جنت و دوزخ کو پیدا نہ کرتا

الله تعالى يا محمد لولاك لما خلقت الجنة ولولاك لما خلقت النار وهذه الروايات كلها يؤكد

ما اشتهر في افواه العلماء وسطر في كتب الفضلاء لولاك لما خلقت الافلاك وان كان في سنده

كلام وبالجملة قد صح من هذه الاخبار الصحاح عند الطبع الصراح ان محمد بن عبد الله خاتم الانبياء

حاصل ان جمیع اخبار کا یہ ہے کہ محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واسطہ وجود جملہ ممکنات کا ہے

واسطة وجود آدم وغيره من الارض والسماء فلا يمكن النظير له صلى الا انه صلعم واسطة وجود آدم وغيره من الموجودات

پس نظیر اوسکا ممکن نہیں ہے کیونکہ نظیر اوسکا وہ ہے کہ جو متصف ہو ساتھ اسی صفت کے یعنی واسطہ وجود جملہ ممکنات

الممكنات ونظيره ان كان لا بد انيكون موصوفا بهذه الصفات واتصافه بهذه الاوصاف لا يتصور عند

کا ہونے میں نظیر اوسکا واسطہ وجود جملہ ممکنات کا نزدیک صاحب علم وعقل کے نہیں ہو سکتا ہشتم یہ کہ دیلمی نے ابن مسعود

اهل الانصاف الثامن اخرج الديلمي عن ابن مسعود رضي الله عنه قال قال النبي صلعم اذا صليتم علي

رضی اللہ عنہ نے روایت کیے ہے کہ کہا نبی صلعم نے جب تم مجھ پر درود بھیجو تو یوں کہو اے خدا تو رحمت وبرکت نازل کر اوپر سید وسردار

فاحسنوا الصلوة وقولوا اللهم اجعل صلواتك وبركاتك على سيد المرسلين وامام المتقين وخاتم النبيين

پیغمبروں کی اور امام متقین کے اور خاتم نبیین کے وہ محمد نبی تیرا بندہ اور تیرا پیغمبر اوسکا رتبہ بلند ایسا کر کہ جسکو دیکھ

محمد عبدك ورسولك امام الخير وقائد الخير وامام الرحمة اللهم ابعثه مقاما محمودا الذي وعدته

کر رشک کریں ساری اگلی اور پچھلی اور بیہقی محدث نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے

يغبطه الاولون والآخرون قال الحافظ ابن حجر العسقلاني وفيه عبد الرؤف وهو موثوق عليه واخرج

روایت کیے ہے کہا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی سردار عرب کا ہے اور میں سردار جملہ عالم

البيهقي عن عائشة رضي الله عنها قال النبي صلعم علي سيد العرب وانا سيد العالمين وانت لا يذهب

کا ۔ اور ظاہر ہے کہ جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سردار جملہ انبیا کا اور سردار جملہ عالم کا ہوا

عليك ان كون نبينا سيد المرسلين وسيد العالمين كونه مبعوثا الاولين والآخرين يمتنع كون نظيره

اب نظیر اوسکا حسب تقریر سابق کا ممکن نہو گا نہم یہ کہ امام احمد اور ابو یعلی نے ابی ہریرہ سے اور ابن عساکر نے

ممكنا بالتقريرات المذكورة فافهم التاسع اخرج احمد وابو يعلى عن ابي هريرة وابن عساكر عن

حضرت عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کیے ہے کہا پیغمبر صلعم نے میں اول

عائشة وابن عباس رضي الله عنهم عن النبي صلعم انا اول من ينشق عنه الارض وانا اول شافع و

اوسکا ہوں کہ جو زمین سے اوٹھی اور میں اول شافع ہوں اگر نظیر اوسکا ہو تو متصف اسی صفت ہوگا پس خاتم

نظيره ان كان يكون بهذه الصفات فلا يكون هو صلى الله عليه وآله وسلم اول شافع لان الاولية مثل

ونسبیا اول شافع ہوگا کیونکہ اولیت مثل خاتمیت کے چاہتی ہے انحصار فرد واحد میں اور منع کرتے ہے

الی ما هو مقتضی الانحصار فی فرد کما لا یخفی عن الشرکة وهذه العاشرة اخرج الحسن بن سفیان وابن ابی

شرکت سے دہم یہ کہ حسن بن سفیان اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور ابو نعیم اور ابن عساکر اور ابن

حاتم وابن مردویه وابو نعیم فی الدلائل وابن عساکر وابن لال والدیلمی من طریق قتادة عن الحسن عن ابی

الاربعین عن علی بن بلال عن ابیه ان رسول الله صلعم قال انا خاتم النبیین اکرم النبیین علی الله

سے روایت کیے ہیں کہا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میں خاتم انبیا ہوں اور اشرف اللہ کے نزدیک سب انبیا سے

عز وجل واحب المخلوقین الی الله عز وجل فلا یکن له نظیر لکونه اول النبیین بل ما منهم و آخرهم فلو

ہوں اور میری برابر کوئی خدا کا محبوب نہیں ہے پس اوسکا نظیر ممکن نہیں کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اول و آخر انبیا

کان له نظیر یکون کذا فلا یکون محمد اول النبیین وخاتمهم وانه ایضا علی تقدیر کون

انبیا کا ہے نظیر بھی اوسکا ایسا ہے پس نہیں جب نظیر اوسکا ایسا ہو تو محمد اول اور خاتم نہ ہو اول انبیا کا تو پس نظیر اوسکا

نظیره ممکنا لا یمکن ان یکون هو اول النبیین قطعا فلا یکون له نظیر اصلا فنظیره ممتنع الحادی

ممتنع ہے یازدہم یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقصود بالذات جملہ مخلوقات کا ہے اور جمیع مخلوقات

ان نبینا محمد صلعم فی مخلوقات الله کلها المقصود بالذات واکثر ما سواه من المخلوقات تبعا

اوسکے طفیلی ہیں خاتم المحدثین جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے انموذج اللبیب میں کہا ہے خود محمد صلی اللہ علیہ

متطفلون و متوسلون به قال خاتم المحدثین جلال الملة والدین السیوطی رحمه الله فی انموذج

وآلہ وسلم سے بھی ہے کہ وہ اول انبیا کا ہے پیدایش میں اور اوسکی نبوت سب سے پہلے ہے اور آدم

اللبیب اختص نبینا صلی الله علیه وآله وسلم بانه اول النبیین خلقا وتقدم نبوته فکان نبیا وآدم

ابھی پیدا ہوا تھا اور اوس سے میثاق لیا اور وہ اوسی یوم الست بربکم کے سب سے پہلے بلی کہا

منجدل فی طینته وتقدم اخذ المیثاق علیه وانه اول من قال بلی یوم الست بربکم وخلق

تھا اور آدم علیہ السلام و جملہ مخلوقات اوسکے سبب سے پیدا ہوئی ہیں تمام ہوا کلام

آدم وجمیع المخلوقات لاجله انتهی کلامه ونظیره ان کان من المخلوقات فیکون

اوسکا اور نظیر اوسکا اگر ممکن ہو تو مخلوقات سے ہو گا پس وہ اوسکا طفیلی ہو گا نہیں نظیر اوسکا نہ

متوسلا و متطفلا به فلا یکون نظیر و اصلا لان نبینا صلعم المقصود بالذات من کل المخلوقات

چونکہ مقصود بالذات جمیع خلایق سے خاتم الانبیا ہے اور سب ممکنات اوسکے طفیلی ہیں دوازدہم

وسایر الموجودات متوسل و متطفل به الثانی عشر ان الله تعالی اخذ المیثاق عن کل نبی بان

یہ کہ خدا تعالی ہر پیغمبر سے عہد لیا ہے کہ محمد صلی الله علیه واله وسلم پر ایمان لاوین خاتم المحدثین جلال الدین

یومنوا بمحمد صلعم قال خاتم المحدثین جلال الملة والدین السیوطی رحمه الله فی انموذج اللبیب و

سیوطی رحمة الله نے انموذج اللبیب مین کہا ہے خواص محمد صلی الله علیه واله وسلم سے یہہ ہے کہ اذان

من خصایصه صلعم ذکر اسمه الشریف فی الاذان فی عهد آدم و الملکوت الاعلی و اخذ المیثاق من الانبیاء

در عہد آدم علیه السلام اوسکا ذکر ہوتا تہا اور ملایکہ علویہ مین اور خدا نے عہد لیا جمیع انبیا سے

آدم و من بعده ان یومنوا به و ینصروه انتهی کلامه فنظیره ان کان ممکنا لکان ایضا ان یکون انبیا

کہ ایمان لاوین محمد پر اور اوسکی مدد کرین تمام ہوا کلام اوسکا پس نظیر اوسکا اگر ممکن ہو بایستی ہوگا کہ ہووے گا

اولا و علی الثانی فهو نظیر المولوی اسمعیل الدهلوی بل افضل منه بمراتب لا نظیر محمد ابن عبد الله الهاشمی

برتقدیر ثانی وہ نظیر مولوی اسمعیل دہلوی کا بلکہ بمراتب اوس سے افضل ہوگا نظیر خاتم الانبیا کا نہوگا

و علی الاول فیکون داخلا فی زمرة النبیین الذین اخذ الله المیثاق منهم بان یومنوا بمحمد و ینصروه فیکون من

وبرتقدیر اول کے وہ داخل زمرۂ انبیا مین ہوگا کہ جنسے خدا نے عہد لیا کہ ایمان لاوین محمد پر اور نصرت کرین اوسکے

توابعه فلا یکون نظیره الثالث عشر اخرج النسائی و ابن مردویه عن طریق یزید بن ابی مالک عن

پس وہ توابع محمد سے ہوگا نظیر اوسکا نہوگا سیزدہم یہہ کہ نسائی و ابن مردویہ نے انس رضی الله عنه سے روایت کی ہے

انس رضی الله عنه ان رسول الله صلعم قال اتیت لیلة اسری بی بدابة فوق الحمار و دون البغل

کہ رسول الله صلی الله علیه واله وسلم نے شب معراج کو براق میرے پاس آیا ایک قدم اوسکا منتہی نظر تہا سوار ہوا مین

خطوها عند منتهی طرفها کانت تسخر للانبیاء قبلی فرکبت و معی جبرئیل فسرت فقال انزل

اور سیر ساتھ میری جبرئیل تہا پس سیر کی مین کہا جبرئیل نے اوترو اور نماز پڑھو پس کیا مینے ایسا پس کہا تو سمجھا یہہ نماز

فصل ففعلت فقال اتدری این صلیت صلیت بطیبة و الیها المهاجر ان شاء الله تعالی ثم قال

پڑھی تو نے زمین طیبہ پر وہ مدینہ ہے کہ جہان تو ہجرت کریگا پہر کہا اوس نے اوترو اور نماز پڑھو پس کیا مینے ایسا کہا اوسنے

انزل فصل ففعلت فقال اتدری این صلیت صلیت ببیت لحم حیث ولد عیسی ثم دخلت بیت

پہر نماز پڑھی ہے تو نے مولد عیسی مین بیت لحم مین پہر بیت المقدس مین گیا وہان جمیع انبیا جمع ہوئے جبرئیل نے مجھکو

المقدس تجمع لي الانبياء فقدمني جبرئيل فصليت بهم وفي رواية ابن ابي حاتم اجتمع ناس كثير ثم اذن

امام نماز کا کیا جبرئیل نے پس میں نے امامت کی انکے اور روایت ابن ابی حاتم میں ہے کہ بہت انسان جمع ہوئے پھر مؤذن نے

مؤذن واقيمت الصلوة فقمنا صفوفا ننتظر من يؤمنا فاخذ بيدي جبرئيل فقدمني فصليت بهم فلما انصرفت

اذان دی اور تکبیر ہوئی پس ہم صف بصف نماز کو کھڑے ہوئے منتظر امام کے رہے تھے جبرئیل نے میرا ہاتھ پکڑ کے مجھکو امام بنایا میں نے

قال جبرئيل يا محمد اتدري من صلى خلفك قلت لا قال صلى خلفك كل نبي اقول فتبين من هذا الخبر الصحيح ان كل من له حظ

جملہ انبیاء نے نماز پڑھی پس سلام پھیرا جبرئیل نے کہا اے محمد تیرے پیچھے جملہ انبیاء نے [illegible] کہتا ہوں میں اس خبر صحیح

من النبوة وقسط من الرسالة هو مقتد لنبينا صلعم فما كان نبي بعده ممكنا على سبيل الفرض يكون من

ظاہر ہوا کہ ہر پیغمبر مقتدی ہے نبی خاتم الانبیاء کا پس [illegible] نبی بعد اسکے ممکن [illegible] نظیر اوسکا [illegible]

توابعه فلا يكون نظيره في السيادة والاولية كما عرفت مرارا الرابع عشر ان نبينا صلعم ارسل الى

[illegible] جیسا کہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم پیغمبر جملہ مخلوقات انسان و جن [illegible]

الخلق كافة من الناس والجن والملائكة ونظيره ان كان ممكنا يكون نبيا واحدا من هؤلاء الثلثة

خاتم الانبیاء [illegible] خواہ [illegible] انسان سے ہو یا جن و ملائکہ سے [illegible] محمد صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] خاتم الانبیاء [illegible]

فيكون تحت سيادته على ان قوله تعالى وخاتم النبيين مانع عنه قطعا الخامس عشر ان العرفاء الكاملين والعلماء

[illegible] کہ نبوۃ اصلی اور خلافۃ مطلق محمد صلعم کی [illegible] اور جملہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اوسکے نائب ہیں

الكاملين قالوا ان خلافته المطلقة والنبوة الاصلية للنبي الامي محمد بن عبد الله الهاشمي صلعم وما سواه من الانبياء

اور دوسروں کے نبوۃ محمد کے نبوۃ کا ایک سایہ ہے حضرت محی الدین ابن العربی قدس سرہ نے فتوحات مکیہ میں [illegible]

نائبون له وهو انهم اظلال نبوته قال العارف الصفي محي الدين ابن العربي قدس سره في الفتوحات

محمد بن عبد اللہ ہاشمی صلعم معدن نبوۃ کا [illegible] اوسکے نبوۃ سے پیدا ہونے ہے [illegible] ظاہر ہوا [illegible]

ان محمدا خاتم النبيين صلعم معدن النبوة اختصاصا فنبوة كل نبي قبل ظهوره صلعم بذاته جسما وروحا وكان الحكم له

[illegible] انبیاء سابقین میں [illegible] ظاہری اوسکا ہوا [illegible] باطن [illegible]

باطنا اولا في جميع ما ظهر من الشرائع على ايدي الانبياء والرسل سلام الله عليهم اجمعين ثم صار الحكم له ظاهرا

[illegible] باطن کا منسوخ ہوا [illegible] اختلاف حکم [illegible] محمد مصطفی صاحب شرع [illegible]

فنسخ كل شرع ابرزه الاسم الباطن بحكم الاسم الظاهر لبيان اختلاف حكم الاسمين وان كان الشرع

[illegible] انسان باموجود اور نبی کو شرع [illegible] خدا کیطرف سے

واحدا وهو صاحب الشرع فانه قال كنت نبيا وآدم بين الروح والجسد وما قال كنت انسانا وكنت

ضرور ہے پس خبر دی اوسنے کہ مین قبل وجود جملہ انبیاء کے نبی تہا اور یہہ انبیاء اوسکی نائب تہی دنیا مین تمام

موجودا وليست النبوة الا بالشرع المقرر عليه من عند الله فاخبر انه صاحب النبوة قبل وجود الانبياء

ہوا کلام حضرت محی الدین ابن عربی قدس سرہ کا بعض ذکیا دنے نزدیک میرے اس تقریر پر یہہ اعتراض کیا کہ جب

الذين هم نوابه في هذه الدنيا انتهى كلامه رفع الله مقامه وشكك بعض الاذكياء لدى على هذا التقرير

عرفاء اسکی قائل ہین کہ تعین اول ذات خدا تعالے کا حقیقت محمدیہ ہی ہو بلا شک یہہ تعین اول ازلی ہے

انه قد تقرر عند العرفاء العظماء ان التعين الاول لذات الله تعالى هو الحقيقة المحمدية ولا شك ان هذا

نہ حادث زمانی اور قول محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا کہ تہا مین نبی قبل وجود آدم کے اشارہ ہے طرف اسی

التعين ازلي لا حادث زماني وقوله صلعم كنت نبيا بين الروح والجسد يشير الى هذه المرتبة المتقدمة

مرتبہ متقدمہ کے کہ جسکو تعین اول کہتی ہین اور نبی اکے واسطے شرع ضرور ہے کہ افاضہ کرے انوار اس شرع کے اپنی امت پر اور

هي التعين الاول والنبي لا بد له من شرع يفيض انواره على اتباعه واشياعه وهو صلعم كان

محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم قبل از ظہور جسمی فایدہ دیتا تہا انبیاء کو ساتہہ اپنے روح کے لاکن وہ محمد صلعم قبل از خلق

قبل ظهوره جسما يفيد بروحه على الانبياء السابقين لكن صلعم كان قبل خلق الانسان ايضا

انسان کے بہی نبی تہا پس ضرور ہے واسطے اسکے شرع کا اور افاضہ وافادہ کا یعنی یہہ جواب اسکا دیا کہ بلا

نبيا فلا بد له من شرع وافاضة وافادة قلت ان نبينا محمدا صلعم لا شك انه التعين الاول لذات

شک محمد میرے نبی نے شتمی صلعم تعین اول ہے ذات خدا تعالی کا اور قدیم وازلی ہے اور پہلی ہم بیان کر چکے ہین

واجب الوجود وهذا التعين قديم ازلي وقد علمناك في الدروس السابقة من كلمات العرفاء

کہ بس تعین اول مین صورہ جملہ ممکنات کے موجود ہین کہ جنکو اعیان ثابتہ کہتے ہین پس روح محمد

الكرام ان هذا التعين الاول فيه صور جميع الاشياء الممكنة فهي الاعيان الثابتة فكان روح

صلی اللہ علیہ والہ وسلم قبل از پیدایش زمین و آسمان واجرام واجسام وعناصر کے فیض دیتے

نبينا صلعم قبل خلق السماء والارض والعناصر والاجرام والاجسام يفيض على الاعيان الثابتة

تہے اعیان ثابتہ کو حسب تفاوت درجات واستعدادات کے علاوہ اسکی محمد بن عبد اللہ ہاشمی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

حسب تفاوت الدرجات وتخالف الاستعدادات على انه صلعم مبعوث على كافة الممكنات من الجن

مبعوث ہے طرف انسان وجن وملائکہ کا پس روح اوسکی قبل از خلق اجسام فیض دیتے تہے ملائکہ کو

والانس والملائکة فکان روحه قبل خلق الاجسام یفیض علی الملائکة و بهذا الافاضة والافادة

هی بشر عنصری فی عالم الملأ الاعلی وقال الفاضل العارف الولی مولانا محمد لطیف کشمیری رحمه الله تعالی الرحیم

مرتبه انسان کامل عبارت است از تعین [illegible]

و در آن تجلی است جهت آنکه مظهر [illegible]

و امکان [illegible] حضرت جمیع الوجود [illegible] خلق [illegible]

و جامعیت کامل اصالة مخصوص سید انبیاء و بالتبعیة نصیب دیگر از انبیاء و اولیاء حقیقت محمدیه علیه الصلوة والتسلیم

جامعة شاملة علی اللوح المحفوظ والکتاب المبین ولا یخرج عن حیطتها شیء من العالمین من العلویین

والسفلیین والاولین والآخرین وهو الاب الحقیقی والباقی کالبنین فخلیفة الله حقیقی حضرت خاتم النبیین

است و انبیاء دیگر نواب و خلفاء آن سرور کائنات اند پس سایر ارباب نبوة با وجود شرف

پیغمبریت استفاده و استفاضه از آن سرور نموده اند غایة ما فی الباب تفاوت و تفاضل علی حسب

تفاوت الاستعدادات در مراتب استفاضه است حضرت خضر علیه السلام با وجود تشریف

و علمناه من لدنا علما و نسبت تعلیم او بموسی علیه السلام در عالم حس نیز بحضرت سید المرسلین احمد

مینا یہ دلیا اسے نہیں بنا و جوتیہ بخلعت نبوت نہین طریق می باید سبحان اکر سایر انبیا و رسل

در عالم شہادت متاخر آنحضرت بودند متابعت آنحضرت نمودند و حدیث لوکان موسی حیا

ما وسعه الا اتباعی و نزول عیسی علیه السلام و تبعیت او بان سرور دلیل این

اور خاتم المحدثین جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے انموذج اللبیب میں

دعوی است کلامه ملخصا و قال خاتم المحدثین جلال الملة والدین السیوطی رحمه الله فی انموذج اللبیب

کہا ہے کہ انبیا نایب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں اونکے شرائع پر نبی ہوئے ہیں وہ نبی

ان الانبیاء نواب نبینا سلام الله و صلواته علیهم بعثوا بشرائع له وهو نبی الانبیاء انتهی کلامه

انبیا کا ہے تمام ہوا کلام اوسکا اب مین کہتا ہوں کہ جب یقینا معلوم ہوا کہ نبی ہمارا محمد ابن عبد اللہ

اقول انک لما تیقنت ان نبینا الا محمد بن عبد الله صلعم له النبوة المطلقة وهو معدن

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوۃ مطلقہ ہے اور وہ نبی الانبیا ہے کل نبی کے نبوۃ اوسکی نبوۃ سے

النبوات ونبی الانبیاء فنظیره الممکن نبی ام لا فعلی الاول داخل فی زمرة اتباعه فلا یکون نظیره

ہے پس نظیر ممکن اوسکا نبی ہے یا نبی نہیں پس تقدیر اول اوسکی زمرہ اتباع مین داخل ہے و بر تقدیر ثانی

اصلا و علی الثانی نظیره احد من الاعوام کالرجل المخاصم المکابر و اتباعه الطغام فی البرودة الشریفة

وہ نظیر کسی عوام کا ہے جیسا کہ مولوی اسمعیل دہلوی یا اوسکے اتباع

اشعار دالة علی ان رسل الکرام بها فانما اتصلت من نوره بهم کانه شمس هم کواکبها

یظهرن انوارها للناس فی الظلم وکلهم من رسول الله ملتمس غرفا من البحر او رشفا من

الدیم رباعی او آیه رحمه آمد از حضرت جود سر دفتر کائنات و فهرست وجود تها

نه محمد مسلم است عیسی فرنگی است و موسی یهود السادس عشر ان هذا النظیر

ثانی نزد ہم یہ ہے کہ یہ نظیر ممکن یا ایک ہے

الممكن بالمرتبة [illegible]

بیچ مراتب الہیہ و کونیہ کے یا نہیں بر تقدیر ثانی داخل عالم و ممکن ہوگا در تقدیر اول یک فرد ہے ان افراد سے کہ

وعلى الاول فيكون فردا من الافراد التي احيطت بها الحقيقة المحمدية فلا يكون نظيرا له اصلا ولهذا تعتبر

جنکو حقیقت محمدیہ محیط ہے پس نظیر اوسکا نہوگا ہشتم یہہ کہ جملہ کبراء ملت نے اتفاق کیا ہے کہ شریعت محمدیہ کو ابد الاباد استمرار ہے

الثامن ان عظماء الملة وكبراء الشريعة اجمعوا على ان الشريعة المحمدية مستمرة ابدا مستمرة دائما الى مرور الدهور

ابد الاباد تک ہرگز قابل نسخ کے نہیں اور امکان نبی کا بعد اوسکے منافی ہے اسکے پس ہرگز نبی بعد اوسکے ممکن نہو اور نظیر ہے

وعبور القرون والدهور ولا نسخ فيه وليس فيه قبول النسخ اصلا وامكان نبي بعده ينافي ذلك

اوسکا ہرگز ممکن نہوگا کیونکہ نظیر اوسکا ضرور ہے کہ نبی ہو نہم یہہ کہ ہم مقدمہ ثالثہ میں بیان کر چکے ہیں کہ جملہ

فلما لم يكن نبي بعده لا يمكن نظيره ايضا لان نظيره لابد ان يكون نبيا التاسع انا قد علمناك في المقدمة

اہل معرفت اسکے قائل ہیں کہ عالم فعلی خدا تعالے کا حقیقت محمدیہ ہے جامع صور جملہ ممکنات کو پس اگر نظیر اوسکا ممکن ہو

الثالثة من اقوال اهل المعرفة ان العالم الفعلي له سبحانه تعالى هو الحقيقة المحمدية الجامعة لصور جميع الاشياء

تو وہ بھی ساتھ اس صفت ہوگا ورنہ نظیر اوسکا نہوگا اور ظاہر ہے کہ یہہ نظیر ممکن موجود بالفعل نزدیک مولوی اسمعیل دہلوی

الممكنة له تعالى فلو كان نظيره ممكنا لكان بهذه الصفة والا لم يكن له نظيرا ومن البين ان هذا النظير الممكن

کے نہیں ہے بلکہ موجود بالقوہ ہے قدرۃ خدا تعالی میں پس بعض علم فعلی خدا کا موجود بالقوہ ہوگا علم فعلی خدا کا تمام

ليس موجودا بالفعل عند هذا الرجل المخاصم المولوي اسمعيل بل هو موجود بالقوة في قدرته تعالى

موجود بالفعل نہوگا اور اسکا کوئے اہل عقل و اہل ایمان قائل نہیں ہے

فيكون بعض العلم الفعلي له سبحانه وتعالى موجودا بالقوة فلا يكون العلم الفعلي له سبحانه تعالى بتمامه موجودا بالفعل

وهذا القول لا يقول به ذو الايمان والعقل التاسع عشر ان العرفاء المحمدية والاولياء الاحمدية الذين هم

نوزدہم یہہ کہ جملہ عرفاء و اولیاء محمدیہ کہتے ہیں کہ معلول اول خدا تعالی

المستندون في سائر الاقوال والمستمدون في النوبة الاحوال قد اجمعوا على ان الصادر الاول منه سبحانه

کا حقیقت محمدیہ ہے لاکن بعض کلمات سے اونکے ظاہر ہے کہ عقل اول حقیقت محمدیہ کا مظہر اول و ظل اول ہے جیسا کہ مقدمہ

تعالى هو الحقيقة المحمدية لكن يظهر من بعض كلماتهم ان العقل الاول هو الظل الاول والمظهر الاول للحقيقة

ثالثہ میں گذرا اور بعض کلمات سے اونکے ظاہر ہے کہ عقل اول کا نام حقیقت محمدیہ ہے

المحمدية كما [illegible]

قال الهندي في الفواتح عقل اول كه محيط است بحقائق اشياء بروجه اجمال او را عرش مجيد

ولوح قضا وام الكتاب وقلم اعلى وروح قدس وروح اعظم وحقيقت محمديه ودرة بيضاء وظل اول

محقق كمال الدين سهالی نے عروۃ الوثقی کے بحث

وعقاب گويند وقال المحقق السهالي في العروة الوثقى في مبحث العلم الفعلي له سبحانه وتعالى لا فرق

علم فعلی میں کہا ہے واجب الوجود اور ممکن میں فرق تعیین وابہام وتقیید واطلاق کا ہے پس ذات خدا تعالی باعتبار نفس وجود

بين الموجب والممكن الا بالتعيين والابهام او بالتقييد والاطلاق فذاته تعالى اذا اعتبر بنفسها بلا

لااعتبار تعین وخصوصیت کے حق مطلق ہے اور واجب الوجود ہے اور باعتبار کسی تعین کے

اعتبار تعين وخصوصية وقيد تنزيهي وتشبيهي فهو الحق المطلق والمرتبة الواجبة وهو نفس الوجود

تعینات تنزیہیہ وتشبیہیہ کے ممکن ہے پس ممکن کے حقیقت نہیں ہے مگر اعتبار نفس وجود کا مع کسی

[illegible] الممكن ولا حقيقة له الا اعتبار نفس

تعین کے تعینات لامتناہیہ سے اور تعینات جملہ انتزاعیہ واعتباریہ ہیں پس یہ تعینات منتزعہ ذات خدا سے

الوجود مع تعين من تعينات لامتناهية وقيد من القيود الغير المحصورة والتعينات كلها انتزاعيات و

ماہیت حقیقیہ کہ حاضر ہیں نزدیک خدا کے اور آئینہ ہیں واسطے مشاہدہ عالم امکان کے انکو اعیان ثابتہ کہتے

اعتباريات فهذه التعينات المنتزعة من الذات بما هي حاضرة عنده تعالى ومراة المشاهدة عالم الامكان

ہیں پس انہیں اعیان ثابتہ کو باعتبار علم وجامعیت جمیع مراتب علویہ وسفلیہ کے حقیقت محمدیہ کہتے ہیں پس یہ تعینات

هي المسماة بالاعيان الثابتة ثم هذه هي المسماة بالحقيقة المحمدية في الحضرة العلمية لجامعيتها جميع المراتب

منتزعہ معتبرہ مع ذات کے مع قطع نظر جمعیۃ ولاجمعیۃ سے اعیان ثابتہ ہیں اور مع اعتبار جمعیۃ کے حقیقت محمدیہ

العلوية والسفلية فتلك التعينات المنتزعة المعتبرة مع الذات مع قطع النظر عن جمعيتها ولا جمعيتها

ہیں اور مسلم ہے اور نفس اسکا عقل ہے اور وہ جو پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ اول سب سے خدا نے عقل کو پیدا کیا وہ اسی طرف

هي الاعيان الثابتة ومع اعتبار جمعيتها هي الحقيقة المحمدية علما والعقل عينها المشار اليه بقوله صلعم

اشارہ ہے وہ نور محمدی ہے جیسا کہ کہا اوسنے اول سب سے خدا نے میرا نور پیدا کیا اور باعتبار عینیات سے یہی

اول ما خلق الله العقل وهو النور المحمدي المشار اليه بقوله اول ما خلق الله نوري وهو القلم باعتبار في الاعيان

قلم ہے جیسا کہ ارشاد ہے اول سب سے خدا نے قلم پیدا کیا ہے تعدا باعتبار مجد اور تفاصیل کے

المشار اليه بقوله اول ما خلق الله القلم فسماها عقلا لانها مبدأ العاقل العلم وقلما لانها جامعة للمراتب نورا محمديا

باعتبار جامعیت مراتب کے اور نور محمد کہا یہ سب اسی جامعیت کے تمام ہوا اور محقق سب سے خدا نے فرمایا انی محمد

الجامعية انتشت كلماته وتوزيع تربيته وقال العلامة نظام الملة والدين النيشاپوري في تفسير قوله تعالى ويسئلونك

کفار تجھ سے روح کا سوال کرتے ہیں اسکے تفسیر میں علامہ نیشاپوری نے کہا ہے عرفا کہتے ہیں کہ عالم دو ہیں ایک عالم امر کا کہ وہ

عن الروح قال العارفون بالله ان لله تعالى عالمين عالم الامر الذي خلق لا من شيء انما هو بكلمة كن وهو

پیدا ہوا صرف کلمہ کن سے اور دوسرا عالم خلق ہے کہ مادہ سے پیدا ہوا اور ان ہر دو کو ملکوت و ملک و غیب و شہادت و معنی و صورة و باطن

وعالم الخلق الذي خلق من شيء ويعبر عنهما بالملكوت والملك والغيب والشهادة والمعنى والصورة والباطن

و ظاہر ارواح و اجسام کہتے ہیں اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اول سب سے خدا نے ایک جوہر پیدا کیا اور بعض روایت میں ایک موتی ہے

والظاهر والارواح والاجسام وما روي ان نبينا صلعم قال اول ما خلق الله جوهرة وفي رواية درة فنظر فيها

پس نظر کی اوسمیں پس پگھل گیا وہ اور بعض روایت میں اول مخلوق لوح ہے اور بعض میں روح اور بعض میں نور ہے اور بعض میں عقل اور

فذابت واول ما خلق الله اللوح واول ما خلق الله روحي وفي رواية نوري واول ما خلق الله العقل

اور بعض میں قلم ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اول مخلوق فرشتہ کروبی ہے یہ سب اسما مختلف ہیں مراد ان سب سے روح

اول ما خلق الله القلم وروي عن بعض السلف ان اول ما خلق الله ملكا كروبيا فالاسماء مختلفة والمسمى

پاک محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سید المرسلین کی ہے باعتبار اسکے کہ کل موجودات مثل صدف کے وہ ان سب کا

واحد وهو روح النبي سيد المرسلين محمد بن عبد الله صلعم فاعتبار ان الموجودات كلها كالاصداف

ہے اوسکو در و جوہر کہتے ہیں و باعتبار نورانیت کے نور و باعتبار فراوانی عقل کے عقل و باعتبار جاری ہونے امور کے

وهو اللب سمي درة وجوهرة وباعتبار نورانيته سمي نورا وباعتبار وفور عقله سمي عقلا وباعتبار جريان الاوامر

موافق اوسکی متابعت کے قلم و باعتبار غلبہ صفات ملکیہ کے اوسکو ملک کروبی کہتے ہیں تمام ہوا کلام اوسکا اب میں

على وفق متابعته والاقتداء به سمي قلما وباعتبار غلبة الصفات الملكية سمي ملكا كروبيا انتهى كلامه رفع

کہتا ہوں کہ حقیقت محمدیہ ہر گاہ عین عقل اول کا ہے بالذات و مختلف باعتبار یا اصل عقل اول کا ہے پس نظیر اوسکا ممکن

الله مقامه اذا علمت هذا فاقول ان الحقيقة المحمدية لما كان عين العقل الاول بالذات والمختلف

نہیں ہے کیونکہ نظیر عقل اول کا ممکن نہیں ہے

باعتباره وكان اصل العقل الاول فالعقل الاول لا يمكن نظيره فلا يكون نظير نبينا الامي محمد بن عبد الله

حكيم ارسطو

الهامي صلعم ممكنات اما ان العقل الاول لا يمكن نظيره فقد صرح به المعلم الاول للمشائين ارسطو طاليس

اثولوجیہ کے میمر عاشر میں کہا ہے کہ عقل اول میں جملہ اشیاء موجود ہیں اسواسطے کہ عقل اول اول مخلوقات خدا سے ہے اوسکو

حيث قال في الميمر العاشر من اثولوجيا ان في العقل الاول جميع الاشياء وذلك لان الفاعل الاول

واجب صور کثیرہ کا ویسی پیدا کیا اور اوسی جداسے ہر صورۃ میں جملہ اشیاء جو اوسکے مناسب تھین پیدا کئے

اول فعل فعله وهو العقل الاول فعله ذا صور كثيرة وجعل في كل صورة منها جميع الاشياء التي يلائم

صورۃ اور اوسکے حالات وصفات معا دفعۃ واحدۃ پیدا کئے پس جو حالات وصفات ہم انسان میں دنیا

تلك الصورة وانما فعل الصورة وحالاتها معا لا شيئا بعد شيء بل كلها معا وفي دفعة واحدة وذا

مین دیکھتی ہیں بہ سب عالم اول موجود تھی کو کسی صفت یہ مادہ نہیں ہوسکتے جو صفات حس جو انسان

انه ابدع الانسان العقلي وفيه جميع صفاته الملائمة ولم يبدع بعض صفاته اولا وبعض صفاته اخرا

میں اول موجود تھی وہ ہم سب یہاں ہر ہر انسان مین دیکھتے ہیں خدا تعالے ہر ہر انسان کو حالات وصفات اوسکے

كما يكون في الانسان الحسي لكنه ابدعها كلها معا في دفعة واحدة فان كان هذا هكذا قلنا ان الاشياء

اختیار اور مادہ کے موافق اول سے ہے ازل میں دفعۃ واحدۃ عطا کئے ہیں پس وہ انسان کہ جو عالم اعلی میں تھا ہے وہ تام

في الانسان كلها ابدا قد كان ولا لم يزد فيه شيء لم يكن البتة والانسان في العالم الاعلى تام كامل وكل ما وصف

کامل ہے اور ہر وصف جو ہمیں ان کو ہے اگر کوئی کہے ممکن ہے کہ خدا تعالی ایک چیز اول پیدا کرے پھر بعد اسکے اوسکے کوئی چیز

لم يزل فيه فان قال قائل انه قد يمكن ان يفعل الفاعل الاول شيئا اولا ثم يزيد فيه شيئا اخر ليكون

پیدا کریں تاکہ وہ شی اس سے بہتر ہو جواب اسکا یہ ہے کہ خدا سے پیدا کرنا ایک شی کو اول اور پھر کسی اور کے ملاقات سے

احسن وافضل قلنا انه ابدع الشيء اولا على حال من الحالات ثم زاد فيه شيئا اخر وكان حسنا

سکے اوسمیں اوستان اور چیز کہ وہ خوب ہو گیا پس عقل اول خوب ہوا اور خدا سے یہ بات بعید ہے کہ فعل اول وسکا خوب

فقد كان الاول ليس بحسن ولا يليق بالفاعل الاول ان يفعل فعلا ليس بحسن لانه هو الحسن الاول العلة

نہ ہو حالانکہ وہ فاعل خوبی تو بہتری مین سے درمیان خدا تعالی کے اور اوسکے کوئی واسطہ نہین جملہ اشیاء عقل اول مین

في الحسن فان كان يفعل الفاعل الاول حسنا فانه لم يزل حسنا لانه ليس بينه وبين الفاعل الاول وسط

ہو چکی مین مثل و نظیر وسکا ممکن نہین تمام ہوا کلام حکیم ارسطو کا ملخصا

... اشرف من المعلول فلا يكون كل العقل الاول في الشرف والمجد والكمال بل ينقص منه في العز والجمال او في درجة فسد ولا يكون العقل الاول معلولا اولا ولا معلولا ...

فان الاشياء كلها فيه لا يمكن مثله انتهى كلامه ملخصا العشرون انك قد تبصرت بالاخبار الصحاح و

بیسیتم یہ کہ تجھکو اخبار صحیح و اقوال عرفاء سے ثابت ہوا کہ

بالاقوال العرفاء المزكية للارواح ان نبينا الامي محمد بن عبد الله الهاشمي صلعم اول الممكنات بحسب

پیغمبر ہمارا محمد بن عبد الله ہاشمی صلی الله علیه وآله وسلم اول جمیع ممکنات کا ہے بوجود علمی و ثبوت ظلی کے اور نظیر ممکن

الموجودات بل جميع الامريات بالوجود العلمي والثبوت الظلي ونظيره الممكن في صدد هذا الرجل الذي صمم المركز

کا اسکی وجود فقط ذہن میں مولوی اسمٰعیل اور [illegible] ہے علم خدا تعالیٰ اور علم [illegible] معقول [illegible]

كذا انما له وجود في زعم هذا الرجل فقط لا في علم الله تعالى ولا في علوم العقول المفارقات القادمات وقد

میں ہرگز وجود نہیں ہے اور تحقیق حکما نے تصریح کی ہے جو چیز طرف خدا تعالیٰ کے امکان و صدور میں قریب تر ہے وہ اشرف ہے

تقرر في مدارك الحكماء وذكر في مشاعر الفضلاء ان كل ما هو اقرب الى الباري تعالى بالممكنة والصدور

اور [illegible] کہ وجہ امکان و صدور میں قریب ہی پس پیغمبر ہمارا محمد صلعم اعلیٰ و اشرف ہے بمراتب غیر متناہیہ [illegible] عدم

فهو اعلى واشرف مما هو ابعد من هذا الاقرب في الصدور والوجود من الجاعل الفياض فنبينا صلعم

میں ہے ایک پوشیدہ ہے اور بالقوۃ ذہن میں مولوی اسمٰعیل دہلوی کے ہے پس [illegible] ممکن بالقوۃ [illegible]

يكون اعلى واشرف بمراتب غير متناهية عن هذا النبي الذي هو في كتم الامكان بعد في زعم هذا

[illegible] ہرگز خاتم الانبیاء کا نہیں ہوسکتا اسواسطے کہ وہ اول مخلوقات ہے اقرب ہے وجود و صدور امکان میں طرف خالق

الرجل فلا يكون هذا الممكن في زعمه نظيرا له صلعم لانه للنظير ان يكون مماثلا في الشرف والكمال والبهاء من

کے اور نظیر چاہیے کہ جمیع صفات میں برابر ہو [illegible] اثولوجیا کے [illegible] میں کہا ہے معلول [illegible]

نظير قال المعلم الاول للمشائين ارسطاطاليس في الميمر التاسع من اثولوجيا ان المعلول كلما بعد عن العلة الاولى وكثرت

[illegible] تعالیٰ سے اور وسائط کثیرہ [illegible] اور [illegible] درجہ [illegible] اور فیثاغورس [illegible] حضرت

المتوسطات الكثيرة كان من العلة الاولى اخس قبولا وقال الفيلسوف المعظم والحكيم المكرم الذي اقتبس انوار الحكمة

سلیمان بن داود علیهما الصلوٰة والسلام کا شاگرد ہی [illegible] جسقدر [illegible] اور مولا میں وسائط کثیرہ [illegible]

من مشكوة نبوة سليمان بن داود عليهما السلام اعني حكيم فيثاغورس من كانت الوسايط بينه وبين الاول

میں ناقص ہے اور شیخ بو علی سینا نے الٰہیات شفا کے دسویں مقالے کے فصل اول میں کہا ہے وجود کو ابتدا [illegible]

اكثر فهو في مرتبة العبودية انقص قال الشيخ الرئيس في الفصل الاول من المقالة العاشرة من الهيات

تر [illegible] خدا تعالیٰ سے پس [illegible] اور اسیطرح [illegible] کا چلا آتا ہے

الثقة ان الوجود اذا ابتدأ من عند الاول لم يزل كان يأخذ منه ادون فادون مرتبة من الاول ولا يزال ينحط

اوّل درجہ لے ملائکہ روحانیہ مجردہ میں جنکو عقول کہتے ہیں پس مرتبہ ملائکہ روحانیہ کا ہے کہ جنکو نفوس کہتے ہیں اور یہہ

درجات فاوّل ذلك درجة الملائكة الروحانية المجردة التي تسمى عقولا ثم مراتب الملائكة الروحانية

ملائکہ علیہ ہیں تمام ہوا یہاں تک کلام اوسکا اور اسیواسطے جملہ حکماء نے کہا ہے کہ معلول اول اشرف

التي تسمى نفوسا وهي الملائكة العملية انتهى ما اردنا من كلامه ولهذا قال الحكماء قاطبة والفلاسفة كافة ان

واعلی ہے جملہ ممکنات سے شیخ شہاب الدین سہروردی اشراقی نے اسمین نہایت خوض کرکے اسکو مطارحات

المعلول الاول اشرف واعلى من جميع الممكنات والشيخ المقتول الالهي قد خاض فيه خوضا عميقا و

مین مدلل بیان کیا ہے اسطور پر کہ جو چیز پہلے خداتعالی سے اول صادر ہووے ضرور ہے کہ جملہ ممکنات سے کوئی

فاز به تحقيقا حيث قال في المطارحات وحكمة الاشراق مستدلا على هذه القاعدة الشريفة والضابطة

شی اوس سے افضل ہووے اگر طباع امکان مین کوئی ایسی شی ہو کہ اوس سے افضل ہووے پس یہہ افضل یا درجہ معلول

الكريمة ان اول ما صدر عنه تعالى يجب ان لا يكون افضل منه شيء اصلا من الممكنات لانه ان صح ان

اول مین موجود ہوگا یا درجہ اخیر مین یا موجود ہرگز نہوگا اگر درجہ معلول اول مین موجود ہوا تو لازم آوے کہ صدور کثیر کا

يسع طباع الامكان ما يكون اشرف منه فلا يخلو اما ان يوجد ذلك في درجة وجود هذا او في درجة

واحد من حیث ہو واحد سے ہووے یہہ محال ہے اور اگر بعد درجہ معلول اول کے موجود ہووے معلول اول اوسکی علت ہوگا

اخرى متأخرة واما ان لا يوجد اصلا فان وجد في درجة هذا لزم ان يصدر عن الواحد من حيث

یا جزو علت کا پس معلول مرا بدا علی اشرف ہوگا علت سے اور یہہ بھی محال ہے اور اگر باوجود امکان ذاتی اسکے موجود

هو واحد اثنان معا وهو ممتنع وان وجد في درجة اخرى بعد درجة هذا فكان هذا المقدم عليه بالدرجة علة

نہووے پس کہتے ہین ہم کہ مناط اوسکی صدور کا جاعل ہے اور اسکا امکان ہے فقط پس عدم دخول اوسکا عالم وجود مین

لوجوده او جزء من علته فيلزم ان يكون المعلول الامرى لا بداعي اشرف من علته وهو محال وان

بسبب عدم علت کے ہوگا کہ وہ بسبب اپنے شرف و فضل کے جاعل اشرف و اعلی چاہتا ہے جاعل عقل

لم يوجد اصلا وهو ممكن الوجود بالذات والمصحح لصدوره عن المبدء الامكان فيلزم ان يكون عدم

اول سے کہ وہ صادر اول ہے اور اس صادر اول کا جاعل خداتعالی ہے پس وہ ایسا جاعل چاہتا ہے کہ جو

دخوله في الوجود من اقتضاء عدم علته من حيث انه بمرتبة شرفه وفضله يستدعي جاعلا اتم واجد من

خداتعالی سے اشرف اعلی ہووے اور یہہ محال ہے اور مستلزم محال کو محال ہے نہ ممکن تمام ہوا کلام شیخ

باعل الصادر الاول فہذا الصادر الاول ثانیا علیہ البارے القیوم قیاما ثم انہ یکون متدعیا المبین مع انہ یکون

الاشراقیین کا بیان اعتراض و جواب سے ذکر کیا ہے شرح حکمۃ العین میں

ولہ اجوبہ ستہ ذکرنا ہا فی شرحنا لحکمۃ العین الحادی والعشرون ان نظیر نبینا الذی قال ہذا المولوی اسمعیل

ہے یہ کہ مولوی اسمعیل نظیر خاتم الانبیاء کے امکان کا قائل ہے اپنا اس

بامکانہ بل لہ قسطا من الوقوع وخلاق ما بین الشہود فی زمان من الازمنۃ المستقبلۃ الی یوم القیمۃ

نظیر کو تا ابد کسی زمانہ میں وقوع ہے یا نہیں اول منہ ہے اوسکے قول لئے کہ جو اوسنے کہا کہ وجود مثل خاتم الانبیاء کا داخل

بل تعمیر داخلست تحت قدرۃ الہیہ

تقدیر تعالی موجود ہوا وسکا موجود علمی ہے

اداز دخول شی تحت قدرۃ صحۃ تعلق قدرت بالفعل

ہونا اوسکو مقدورات میں داخل کرتا ہے جیسا کہ فاضل تھیانوی نے فواتح میں کہا ہے کہ بعض ممتنعات وہیں انکی علم خدا تعالی

تعلق قدرۃ بان مقتضای اول امکان صدور شی است بفعلیہ آن و مقتضای ثانی فعلیہ نیست و تجلی الثانی

میں ثابت ہیں اور پردہ خفا سے ظہور میں نہیں آتے ہیں مگر اسوجہ میں تامل ہے ہوا سلئے کہ نظیر خاتم الانبیاء واسطے

علی تقدیر کونہ موجودا بالوجود العلمی یکون داخلا فی الممتنعات قال الفاضل المہند ثانی فی الفواتح ممتنعات

ہر گز صورت علم فعلی خدا تعالی میں داخل نہیں ہے جیسا کہ اوپر گذرا ماحصل کلام یہ ہے کہ یہ قول مولوی اسمعیل

بمقتضی آنکہ صورت شان در علم حق متحقق است و ظاہر است چند بکہ ہرگز از خلوتخانہ خفی بیرون نمی آیند

کا کسی طرح نہیں ہے شہود ابا حکمہ و نہ لقاء الہ ہرگز ہرگز درست نہیں ہے تعجب ہے کہ جیسے حق اور

و دعا رسید البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہم انی اسألک بکل اسم ہو لک سمیت بہ نفسک او انزلتہ فی کتابک و

اسکی اتباع اپنی کو اہل معرفت ہی شمار کرتے ہیں

علمتہ احدا من خلقک او استاثرت بہ فی علم الغیب عندک اشارہ باین اسما است و انشا مفاتیح الغیب

گوئید و مبادی آن اسما اند کہ مبادی اعیان ثابتہ اند انتہی کلامہ وفیہ تامل بعد ما تحقق قول ہذا الرجل الاول

الخصام جبرتح با عظام لیس یقابل المرفوود الانبیاء مشرح ولمن تتبع العطار باقسید النیر

اشعار فیوض الرب قد تحت علینا علی طوور التتابع والتوالی ہجوم من علوم حول قلبی کنوز من

رموز فی خیالی ایہا الطالب الشائع المحلی بالانصاف المتخلی عن الاعتساف انی کیف اتیت ویا

المبحث بالاشتیاق والاستشفاف دلم ال شیئا من الاشفاق ومیزت المعانی من سفاف حتی زہق الاسجاف

وظہر الاسداد کیف صلع مرحلہ الرتبہ عن سرداح حجبات وانقطع بیان المرتبہ عن کدیتہ کیک

ولتسفت ابنیہ التوہمات والشبہات تسفاقی صار ہذہ الارض قاعا صفصفا لاتری فیہا

عوجا ولا امتا ثم اعلم ان النظیر والمثل قد یطلق فی محاورۃ القوم علی ما یکون اکثر مشابہۃ واغلب مماثلۃ

جاننا چاہیے کہ محاورہ قوم میں نظیر اور مثل اوسکو بہی کہتی ہیں کہ جو صفات جسمانیہ یا نفسانیہ میں کثر مشابہت

فی الاوصاف الجسمانیۃ او فی النعوت النفسانیۃ لا ان یکون مثلہ ونظیرہ من کل الوجوہ وعلی ہذا الحمل

رکہتا ہو نہ یہہ کہ تمیم وجوہ اوسکی مماثل ومشابہ ہو دسے بعض وجوہ مشابہت کافی ہے یہی معنی ہیں نظیر کے جیسے پیغمبر صلی اللہ علیہ

اخرج ابن عساکر عن انس رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما من نبی الا ولہ نظیر

وسلم نے فرمایا ہر نبی کا میری امت میں ایک نظیر ہے ابو بکر نظیر ابراہیم کا ہے اور عمر نظیر موسی کا اور عثمان نظیر ہارون کا اور علی میرا

فی امتی ابو بکر نظیر ابراہیم وعمر نظیر موسی وعثمان نظیر ہارون وعلی نظیری وصاحب القبسات

نظیر ہے اور صاحب قبسات مشغول حکمت یونانیہ میں رہا نظیر اور دقایق معرفت ودرموز حکمت

لما کان نظیرہ مقتصرا علی الحکمۃ الیونانیۃ المستعملۃ عند الجماہیر العامۃ ولم یرتق مطیۃ فکرہ من ریاض الحکمۃ

یمانیہ کو نہ پہونچی اسلیے دوسلے اوسنے کہا کہ مرتبہ خاتم الانبیاء کا برابر مرتبہ عقل اول کے ہے

الیمانیۃ [illegible] العقل [illegible]

[illegible]

بمنزلة بحيث قال النبي لم ما نبيا تمت بحسب استكمال قوى ثلث الاول بحسب كمال القوة العقلية

عقلیہ کے ہے وہ یہہ کہ جملہ علوم اوسکو حدسیات ہوجاوین پس معجزات عقلیہ اس سبیل سے ہین دوم بحسب کمال قوہ متخیلہ اسکے

ان يكون علومه كلها بالحدس فالمعجزات العقلية كلها من هذا السبيل الثانية بحسب كمال القوة

ہے وہ یہہ حالت بیداری مین ملایکہ کو دیکھے اور کلام خدا تعالی کا سنے اسکو وحی کہتی ہین معجزات قولیہ اس

المتخيلة وكمال القوة المشتركة المتأدية بها بحيث ان يصير له الابصار والسماع في اليقظة

سبیل سے ہین

فتشبح وتتمثل لابصاره ملائكة الله تعالى فيبصرهم ويسمع كلام الله فهذا السبيل باب الانباء والوحي و

هذا السبيل المعجزات القولية الثالثة بحسب كمال قوة النفس وجوهرها باعتبار الفطرة الاولى الجبلية

سوم بحسب کمال قوہ نفس کے باعتبار فطرۃ اصلی کے ہے اور باعتبار

وذلك علاقة الارتباط بحسب الفطرة الثانية المكسوبة ان يكون له تمكن الولوج في ملكوت السماء

ارتباط کے کہ بحسب فطرۃ ثانیہ کسبیہ کے اوسکو حاصل ہے وہ یہہ کہ اوسکو ملکہ حاصل ہووے داخل ہونے

والاتصال بذوي الملك والملكوت ثم اذا اشتدت هذه الخاصية جدا استحق خاتمية الانبياء وسيدودة

عالم ملاء اعلی کا یہہ ہر سہ خواص جب نہایت درجہ کے کامل ہووین اوسکو استحقاق مرتبہ ختم نبوۃ وسیادت رسل کا

المرسلين فيصار بحيث لا يتصور في مراتب العود مرتبة صعود بينه وبين الله تعالى وجود كما لا يتصور في

ہوتا ہے نہین متصور ہوتا ہے مراتب عود مین کوئی مرتبہ درمیان اوسکے اور درمیان خدا تعالی کے جیسا کہ نہین متصور

مراتب البدو بين المعلول الاول وبين مبدأ الوجود مرتبة هبوطية اصلا فبعد مرتبة خاتم النبي

ہوتا ہے مراتب بدو مین درمیان معلول اول اور خدا کے کوئی مرتبہ ہبوط کا ہرگز پس بعد مرتبہ خاتم الانبیاء کے صعود وشرف

[illegible]

[illegible] مرتبہ عقل اول کا ہبوط مرتب مین اسلئے قبل مرتبہ بلا واسطہ خدا تعالی کا ہے مراتب

الاول في هبوط الشرف انما قبلها مرتبة مجده سبحانه وتعالى من غير وسط اصلا فاذن بعد خاتم النبيين في سلسلة العود

مرتبہ خاتم الانبیاء کا سلسلہ عود مین مانند عقل اول کے ہے سلسلہ بدو مین کیونکہ یہہ ہردو باعتبار قرب [illegible]

مرتبة العقل الاول في [illegible]

ہین [illegible]

ومقاصله النبي كلامه ملخصا وهذا الكلام انما مفاده على ان خاتم الانبياء والعقل الاول تساويان

ان سیا اسکی ہے اور ایک دوسریکا نظیر ہے شرف و کمال مین اور مشرب اہل عرفان یہہ کہتے ہین کہ روح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ جو جامع

في المرتبة وكل منهما نظير للآخر في الشرف والكمال ومشرب اهل العرفان ومذاق اصحاب الايقان

جمیع شیون و اعتبارات ممکنہ کے ہے وہی عقل اول ہے یا یہہ کہ عقل اول ظل ہے اور روح محمدی اصل ہے اور ان ہر دو مین

ان العقل الاول هو الروح الاقدس المحمدي الجامع لجميع الشيون والاعتبارات من الممكنات

بڑا فرق ہے

او ان العقل الاول ظل والروح المحمدي اصل فاين هذا من ذلك وبينهما فرقان مبين

اشعار روح اقدس محمد کی ہی عقل اول مثل جسکا نہین ممکن آئینہ کی شبیہ و بدل

حق نی قرآن مین بولا ہی اوسی لعن تبارک و سلم مظہر ذات خدا جسکو کہین عز و جل مثل سی اوسکی

جو دیکہا تو مبرا پایا وسعت لوح ابد فسحت قرطاس ازل علم فعلی و ارادہ مین نظیر اوسکا نہین

محض لاشی ہی گیا قدرت حق سی ہی محل مثل کر ختم نبوت کا ہو ممکن بیشک جبر و علم و

عنایت ہے خدا کا محتمل معتقد اسکا بہلا کون ہی انسان ذی ہوش قایل اسکا وہ نا ہے

جسکو کہین لایعقل قدرت حق تو مسلم ہی نہین او سمین قصور شرط مقدور کی پر ہے کہ صالح

ہو محل محض معدوم محل ختم کا ہی لیکن ایک آل ہاشم سی محمد ہی مبجل امثل مثل کا

اوسکی جو اکرو تصور گذرا یہی ہاتف نی کہا مجکو افق لا تجہل اقوال من رجال اولی

علماء سابقین کے اقوال

کمال ونقول من فحول ذوی العقول قال عارف الباری عبد الله الانصاری الهروی ان الله تعالی

درباره محالیت وجود مثل حضرت خاتم الانبیاء کے منقول ہیں عارف باللہ حضرت عبد اللہ انصاری ہروی نے کہا ہے خدا تعالی علیم حکیم

حکیم علیم فیاض جواد ابدع الامریات وخلق الجسمانیات لا یتناهی فیضه ولا یحصی جوده معطی بحکمته حسب

وقابل ومواد سے پیدا کیا اوسنے مجردات ومادیات کو اوسکا فیض وجود غیر متناہی ہے اپنے حکمت سے حسب قابلیت مادہ کے فیض

قابلیة المواد ویفیض بعنایته بتفاوت الاستعداد علی المفارقات واولات المواد وقال وما منا

دیتا ہے اور اپنی عنایہ سے مجردات ومادیات کو اونکے استعداد کے موافق عطا کرتا ہے چنانکہ ملائکہ کا قول ہے ہر ایک شخص کو ہم میں سے ایک

الا له مقام معلوم وقال ولو بسط الله الرزق لعباده لبغوا فی الارض ولکن ینزل بقدر ما یشاء

معین ہے اور کہا خدا نے بعض بندے خدا کے وہ ہیں اگر انکو کشایش رزق سے ہو تو فساد کریں زمین میں پس عطا کی انکو تقدیر

قال ولو علم الله فیهم خیرا لاسمعهم ولو اسمعهم لتولوا فلا قصور ولا نقصان فی فیضه وجوده وقدرته

لا یموت سے دیتا ہے اور کہا اوسنے اگر خدا اونمین نیک جانتا تو اونکو سماعت دیتا اور دی بر تقدیر سماعت دیتے پہیر ایمان نہ لاتے

ورحمته التی وسعت کل شیء انما القصور والخطاء فی الممکنات حسب تفاوت الدرجات فی القابلیات

اوسکے فیض وجود رحمت میں کچھ نقصان وقصور نہیں ہے قصور وخطاء ممکنات میں ہے بسبب پاولی وکمی استعداد کے ہے ہر ممکن اوسکے

والاستعدادات یغترف کل ممکن من حیاض فیوضه علی حسب صلوحه ویشرب کل جار من جداول

حوض فیض سے حسب قابلیت کے پانی لیتا ہے اور حسب استعداد اصلی اپنے کے سیراب ہوتا ہے اور کامل تر ہر جملہ ممکنات سے اوسکے

جوده حسب استعداده وابلغ الخلائق واکمل القسط من بحار نعمائه المعنویة والائه الروحانیة من

نعمتون روحانیہ ومعنویہ سے معلول اول کو ہی کہ وہ روح محمد خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہے جو کمال عطا کئے

سائر الممکنات هو التجلی الاول والمظهر الاکمل اعنی روح محمد خاتم الانبیاء صلعم فما ناله من فیضه البالغ

اوسکو عطا کیا ہے اوسکے غیر کو ممکن نہیں ہے مجردات وجسمانیات سے بلکہ ہر ممکن تا ابد الآباد بطفیل اوس خاتم الانبیاء کے

وجوده ان لم ینله لا یمکن لغیره من الامریات والخلقیات بل کل ممکن من الممکنات الی ابد الآباد یرتوی

فیض باری تعالی سے سیراب ہوتا ہے حسب استعداد اپنے کے اور منکر اسکا ملحد ہے تمام ہوا کلام عارف عبد اللہ انصاری

من سحاب رب العالمین بطفیل هذا التجلی الاول سید الانبیاء والمرسلین حسب الصلوح والاستعداد وحکم

کا اور ظاہر ہے کہ قول اوسکا کہ جو کمال عطا کئے اوسکو عطا کیا اوسکے غیر کو ممکن نہیں ہے بآواز بلند یہ کہتا ہے کہ نظیر اوسکا ممکن نہیں

جاحد فی الالحاد انتهی کلامه الهادی الی الرشاد وانت تعلم ان قوله فما ناله من فیضه البالغ لا یمکن لغیره

کیونکہ نظیر اوسکا ضرور ہے کہ اوسی مرتبہ کامل ہو وے ورنہ نظیر اوسکا ہرگز نہ ہوگا

[illegible]

[illegible]

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
چون نخست [illegible]	آفتاب [illegible]	آن سحر [illegible]	آفتابی که احمد مرسل
[illegible] آفاق	پای مردی [illegible]	قدمش [illegible] ازل [illegible]	بوده کل [illegible]
داده شرف بر همه عالم	مرده گر دگار لوح و قلم	بر نهاده ز فخر تاج قدم	پای بر فرق عالم و آدم
زاده [illegible]	آدم از احمد احمد از آدم	آخر [illegible] ازل او	اول الفکر آخر العمل او
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

وقال المحدث عبد الرؤف المناوی فی شرح الجامع الصغیر للحافظ السیوطی فی شرح قوله تعالیٰ

جلال الدین سیوطی نے جامع صغیر میں قول خدا تعالیٰ کا مطلب لکھا ہے و محدثین عبد الرؤف مناوی نے

انا احمد الاحد فانه نبی المحیی بالذکر من العدد وانا فرض له ولد یکون مشابها له یکون نبیا ولذلک قال

شرح میں کہا ہے کہ آنحضرت احمد ہیں نفی اس چیز کے جو ساتھ اسکے شمار ہو ظاہر ہی اگر آپکا بیٹا فرض کیا جاوے تو آپکا

الله تعالیٰ فی حق المصطفیٰ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله

مثل ہوگا پس وہ یگانہ اور واحد ہو گا خدا تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں کہا ہے کہ وہ تمہارے مردوں میں سے

خاتم النبیین لانه لو کان له ولد لکان مثله فی النبوة فلم یکن خاتم النبیین فهذا معنی الاستدراک

اگر آپ کا بیٹا ہوتا تو وہ مثل آپکے ہوتا نبوت میں پس خاتم انبیا نہ ہوتا

فی قوله ولکن رسول الله انتهی کلامه وقال العارف الجلیل والعالم النبیل الشاذلی علی القاری وامثاله

حضرت عارف باللہ ... کلام سے ... [illegible]

الحلیم المهیب الا ان الحافظ ... [illegible] فی شرح اللوائح ...

الانبیا کا محال ہونا ثابت ہے

محمد شہ انبیا و رسل	سبب ہستی ذات جز و کل	ہو عقل اول ہو شہ قلم
ہو علم فعلی بلک قدم	بزاو ختم شد چون تا کمال	نظیر شرح لا محالہ محال

واخرج ابو داود عن ابی اسحٰق ان علی ابن ابی طالب رضی الله عنه نظر الی ابنه الحسن وقال

ابو داود نے حضرت مرتضیٰ علی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے اپنے فرزند حضرت امام حسن کو دیکھ کر فرمایا کہ اسکی پشت سے

سیخرج من صلبه رجل یسمی باسم نبیکم یشبهه فی الخلق ولا یشبهه فی الخلق یملا الارض قسطا وعدلا

ایک مرد ظاہر ہوگا نام اسکا محمد ہوگا صفات جسمانی میں مشابہ خاتم انبیا کے ہوگا اور صفات روحانیہ میں مشابہ

وقال شارح الاشاعة الخلق بفتح الخاء هو الصفة الجسمانیة من الطول والعظم والصباحة والملاحة

نہ ہوگا زمین کو عدل سے بھر دیگا شارح اشاعہ نے اس حدیث کو ذکر کرکے حضرت مرتضیٰ علی علیہ السلام حضرت مہدی

وغیرها والخلق بضم الخاء هو الوصف النفسانی والنعت الروحانی وانما نفی علی رضی الله عنه

علیہ السلام سے مشابہ ہونا اوصاف نفسانیہ کے ساتھ خاتم الانبیاء سے ہوا ... نفی کی ہے کہ صفات روحانیہ خاتم الانبیاء سے

سبب الوصف الثانی عن المهدی علیه السلام لان من الاوصاف النفسانیة المقولة الروحانیة لنبینا صلعم

سید ہوتے ہیں اور خاتمیت انبیاء کے سبب سے خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا محمد تم میں کسی کے باپ نہیں ہے و لیکن

سیادة المرسلین و ختمیته قال الله تعالیٰ ما کان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول الله و خاتم النبیین

رسول ہے خدا کا اور ختم کرنے والا نبیوں کا اور فرمایا میں سید مرسلین کا ہوں اور میں اول سب پیغمبروں کا ہوں پس مثل خاتم الرسالۃ اوصاف روحانیہ

قال و صلی الله علیه و آله و سلم انا سید المرسلین و انا اول النبیین فمثله فی الاوصاف الروحانیة غیر ممکن

میں غیر ممکن ہے تمام ہوا کلام شرح اساقہ کا اور فاضل محمد باقر شافعی و قادری نے بیچ رسالہ آثار قیامت میں

انتهی کلامه بعبارته و قال محمد باقر الشافعی القادری فی رسالة آثار القیامة در حدیث صحیح آمده که مهدی

ایسا ہی کہا ہے

شبیه حضرت پیغمبر علیه الصلوٰة والسلام باشد در خلق و در صورت اما در مرتبه نه در خلق جمیع خلق حضرت که سلطان القیامة عظیم ا

که احدی را از مخلوقات مماثلت بآن ممکن نیست انتهی کلامه و قال العربی الشیرازی

آن شمس ایوان نبوت که از ذاتش	خاک درِ او تاج شرف داد قمر را
روزی که شمر دند عدیلش ز محالات	تاریخ تولد بنوشتند عدم را

قال المحقق الدوانی فی خطبة الزوراء الحمد لله و لولیه الصلوٰة علی مرتبة الجامعة لجمیع صفاته

محقق دوانی نے خطبہ زوراء میں کہا ہے حمد للہ اور اوسکو ہے کہ جو صاحب حمد کا ہے اور رحمت خدا کی اوسپر کہ جو مرتبہ جامع صفات

و قال فی شرحه الصلوٰة من الله تعالیٰ الرحمة و هی عبارة عن افاضة الخیر و الکمال و الوجود منبع

الہیہ کا ہے اور اسی محقق نے اسکی شرح میں کہا رحمت مراد ہے افاضہ خیر و کمال سے اور وجود منبع کا خیر و کمال کا ہے

کل خیر و کمال و انما سایر الکمالات متفرعة علیه و غایة الکمال التجلی بجمیع صفات الله تعالیٰ و اسمائه

جملہ کمالات اوسکے فرع ہیں اور غایت کمال کا یہ ہے کہ متجلی ہو ساتھ صفات الہیہ کے اور قابل واسطے فیض وجودی

و القابل للفیض الوجودی ما یتفرع علیه من الکمالات اولاً من حیث حقیقته النوریة و اخراً من حیث

دیگر کمالات کے اولا و اخرا حقیقت محمدیہ ہے کہ جامع ہے جملہ صفات الہیہ کے پس ہر رحمت خدا کی محمد صلی الله علیه و آله

للصفات التصويرية ان مرتبة هو الحقيقة المحمدية الجامعة لجميع الصفات الالهية فكل رحمة فهي له بالذات ولغيره

وسیلہ ہے واسطے بالذات اور اسکی غیر کو اسکے وسیلہ سے تمام ہوا کلام محشی کا حاشیہ [illegible] کے حاشیہ میں [illegible]

بالتطفل فالصفات من نعم الله تعالى انتهى كلامه قال الفاضل اسمعيل التبريزي في حاشيته عليها ان

اسمعیل تبریزی نے اسکے حاشیہ میں کہا ہے کہ حقیقت محمدیہ مظہر رحمت الہیہ کے ہیں بالذات اور کل ممکنات واسطے طفیلی ہونے کے

هذه الحقيقة الجامعة لما كانت مظهر الرحمة الالهية بالذات وغيره متطفل به فالممكنات كلها متطفلة به

رحمت الٰہی میں پس یہ حقیقت محمدیہ جامعہ جملہ ممکنات سے منحصر فرد واحد میں ہونے کے مثل و نظیر اسکا ممکنات میں غیر ممکن

في وصول الرحمة ونزول البركة فهذه الحقيقة الجامعة من رأس الممكنات من الماديات والمجردات

ہوگا ورنہ یہ حقیقت جامعہ جامعہ نہ ہوگی اور جو مثل اسکا جامع اون صفات الٰہیہ کو ہے کہ فقط جامع حقیقت محمدیہ ہے

منحصرة في فرد واحد لا يمكن مثله في الممكنات والا لم تكن تلك الحقيقة الجامعة حقيقة جامعة على التقدير

نعوذ باللہ تعالی میں عبث لازم آوے اور واجب الوجود کے فعل میں عبث ہونا قبیح ہے

يكون مثله جامعا للصفات الالهية التي في تلك الحقيقة المحمدية الجامعة فيلزم العبث في فعل

الباري الواجب الحكيم وهو قبيح عقلا في جناب الواجب تعالى عن ذلك علوا كبيرا

علاوہ اسکے یہ مثل فرضی ممکن ہے اور ہر ممکن طفیلی حقیقت محمدیہ کا ہے پس یہ مثل فرضی بھی طفیلی اوسکا ہوگا

ان هذا المثل الفرضي ممكن وكل ممكن طفيلي للحقيقة المحمدية فيكون هو ايضا طفيليا له فلا يكون مثله [illegible]

شبیہ ومثل اوسکا نہوگا تمام ہوا کلام فاضل اسمعیل تبریزی کا اللہ رحم کرے پس اسمعیل تبریزی پر کیا راہ رشد وہدایت کو دکھایا

ترجع نعيم معاصره رحم الله اسمعيل التبريزي حامي مسالك الرشد والهداية وقمع النفس عن [illegible] الضلال [illegible]

اور اپنے نفس کو گمراہی سے باز رکھا ہے یہ اسمعیل تبریزی کا فاضل بزرگ وحلیم [illegible] تھا اور مولوی اسمعیل [illegible]

[illegible] واعرضوا عنها اخترع الاقوال المنكرة والبدع

[illegible] اونسے اختراع کئے ہیں [illegible]

للبدعات السيئة يا معشر المسلمين عليكم سنة العلماء الراسخين [illegible]

[illegible]

[illegible] في النار [illegible]

وانتم تعلمون فيما قال الفاضل محمد صادق الحلوائي في خطبة رسالة المغالطة كلامي هذا كاذب

فاضل محمد صادق حلوائی نے رسالہ مغالطہ کلامی ہذا کاذب کے خطبہ میں کہا ہے حمد ہے خدا کو

البارعة في خطبة رسالة النقيض الحمد لله الذي لا نقيض له والصلوة والسلام على رسوله الذي

رسالہ نقیض کے خطبہ میں کہا ہے حمد اوس خدا کے کہ جسکے نقیض نہیں ہے اور درود اوس پیغمبر پر کہ جسکا نظیر

لا نظير له اي لا نظير له لا بالقوة ولا بالفعل بقرينة قوله الحمد لله الذي لا نقيض له اي لا نقيض له

نہین ہے یعنی نظیر اوسکا بالفعل ہے نہ بالقوہ جیسا کہ کہا اوسنے حمد اوس خدا کے کہ جسکا نقیض نہین ہے یعنے

لا بالقوة ولا بالفعل وقال الامام الحافظ المستند في الفقه والحديث المشهور بامام توربشتي في كتابه

نقیض خدا کا نہ بالفعل ہے نہ بالقوہ

المسمى بمعتمد مراد از خاتم النبيين اينست كه يعني نبوت را مهر كرد و نبوت بآن او تمام شد يا

بآن معنى كه حق تعالى پيغمبرى را باوى ختم كرد و ختم خدا حكم خداست يا بجز ازان نخواهد كرد و بدان چنانكه

ختم الله على قلوبهم گفت بر دلهاى كافران مهر نهاد يعني حكم كرد كه ايشان هرگز ايمان نيارند و

ختم را بآن معنى نيز گويند كه بآخر رسيد قرآن را ختم كردم يعني گويند بآخر قرآن رسيدم و تا آن

سوره يا آيتها باقى باشد نتوان گفت كه ختم كرديم اگر بر بوجه گويند كه آخر انبيا است توان گفت

واحاديث بسيار از رسول خدا صلى الله عليه وآله وسلم آمده است كه نبوت بمن ختم شد و [illegible]

بعد از وى نبى نيايد اين جمله در ميانه ... امت مشهورتر از انست كه آنرا بكشف و بيان حاجت

اندراما اینقدر از تحریر آن یاد کردم که مبادا بندگان حق تعالی را در شبهه اندازد و بسیار مانند که ظاهر بیان کرده

یعنی گردند که گمان بد بطرف او می برند که حق سبحانه تعالی بر همه چیز قادر است کسی قدرت او را منکر

نیست اما چون متعلق از چیزی خبر دهد که چنین خواهد بود یا نخواهد بود خلاف آن روا نباشد و حق تعالی

خبر داده که بعد از وی نبی دیگر نباشد و منکر این مسئله کسی است که منافق بود لهذا پیدا است اگر بر رسالت او معترف بود و تنها

ویرا در هر چه از آن خبر داده صادق دانستی و همان نصها که از طریق تواتر بر رسالت او دلیل شد

درست شده این نیز درست شده که وی بازپسین همه پیغمبران است که تا قیامت بعد از وی هیچ نبی نیاید پس

و هر که در این شک است در آن نیز شک باشد و آنکه گوید که بعد از وی نبی دیگر هست یا خواهد بود

و هر آن کس گوید که امکان دارد که باشد کافر است این است شرط درستی ایمان بخاتم الانبیاء محمد مصطفی

صلی الله علیه وسلم و علی آله و ذریاته و اصحابه انتهی کلامه بعبارته اقول ان هذا الامام محمد کان من

میں یہ کہتا ہوں کہ یہ امام [illegible]

اہل الکشف و الشہود و لا نعلم احدا من العلماء الاولین یکون التجویز خاتم الانبیاء ممکنا الا

اور بڑے اصحاب کشف سے تھا کوئی علماء متقدمین سے امکان نظیر خاتم الانبیاء کا [illegible]

هذا الرجل المولوی اسمعیل الدهلوی فی مائة ثلث بعد الالف من الهجرة و تابعه الاجاہل و العیاذ

یہی شخص مولوی اسمعیل دہلوی [illegible] اوسکے قول [illegible] عمر قریب

الا ارذل قد بلغ عمری قریب ستین سنة و اسمعیل الامین تابعه و اتباع عدوا الله المعتقد

[illegible]

واحتفاوه الاعتقادية احد الا ان يكون له خلاق من العلوم الدقيقة ونصيب من الفنون الغيب العميقة

علوم دقیقہ ونفیسہ ان کو عاری پایا مبلغ علم اونکا شرح شمسیہ شرح وقایہ وغیرہ ہیں اور جواد مکی دتسباح سے کیے

مبلغ علمهم شرح الشمسية وشرح الوقاية والكنز وامثالها ومن نال منهم الى الفاظ بعض شروح السلم

شرح سلم مولوی حسن وغیرہ وغیرہ لوں سے الفاظ فقط پڑھی کو یاد وہ امام داناہیں اور مستعفونکا ہوا مجلس [illegible] جاہلا ہیں جا

فقد صاروا ائمة دينهم ورؤسهم فانشاؤا يقولون ولا يدرون من يرشد دليلا اولئك كالانعام بل هم

جاہل کہنا شروع کیا

اخرج سبيلا قال الفاضل النبيل محمد بن جليل بدخشاني فی کتابه اوضح العقايد

یا دو شیلی محمد بدخشانی نے کتاب اوضح العقاید میں کہا ہے

گر گفت کسی بہ پیا ز ہمبرا	شاید کہ بجز وہی دیگر	وانکس کہ بجز بایں امر او فترا	باشد بکتاب حق دروبکا
یا گفت ز نبی اشعری	از [illegible]	یا [illegible]	باشد بہ [illegible] دروبکا

ومن ليس [illegible] اذا لم يكن بعده نبي حكما الا يكون نظيره حكما الا ان مثله ونظيره لا بد ان يكون نبيا والا لا يكون

جب نبی بعد اوسکے خبر ہوا نظیر بھی اوسکا غیر ممکن ہوگا کیونکہ نظیر اوسکا ضرور ہے کہ نبی ہو ورنہ نظیر نہ ہوگا تمام ترجمہ

مثله ونظيره هذا آخر التحرير وتم التحرير الحمد لله الذي نبي ... والصلوة ... على ... ثم رسوله ... النظير ... التي [illegible]

نقل ہند کمترین بندگان ... احسن ... قریب ... حضرت جناب ... کا ہے الترجمہ مطلب عبارت

التحرير عن ... ... في هذا البيان ... والبرهان ... واخر ...

کا لکھا گیا ہے حرفاً بحرفاً بسبب نہایت محاورہ ... ترجمہ نہیں کیا ... [illegible]

تلك فرايد من ... الطرق ... فوايد من ... الارتقاء ... [illegible]

على البدع ... [illegible] ... والمحبوط المبسوط ...

النصل العقول ... الرجا ... الامجد ... الباهر ... [illegible]

واقلة وللبيب المنيب المتوكل على مشيتنا العالم والفهم وقد يكون بعض القوم المستقل المستلى فى

الحوبة الشيانة والمتردى فى مهوى الوهم اللهم احفظنا من شرور الاقوام الذين ما كسبت

جوارح ايديهم الا الخسار وما جنت الا انظار عيونهم الا زلة واعتبار اكلما دعاهم الهدى الى الخير

جادلوا وجعلوا اصابعهم فى اذانهم واستغشوا ثيابهم واصروا واستكبروا استكبارا فانظر

ان الامام المسند والعلامة المسند لوريشتى وغيره من العلماء النحارير والفضلاء المشاهير

کہ امام توربشتی اپنے دیگرہ علماء اور مشاہیر حنفیہ فتوا دیا ہے کہ جو قائل امکان نظیر خاتم الانبیاء کا ہو وہ کافر ہے تبری [illegible]

افتوا بكفر القائل بامكان نظير خاتم الانبياء صلى الله عليه وآله وسلم فما رايك فيه قل انه يقول

کیا اس ہی سے کہ قائل کفر کا ہے انہیں میں اسکے جواب میں کہتا ہوں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جسنے فرمایا جیسی بخاری

بكفره ام لا قلت قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من استقبل قبلتنا واكل ذبيحتنا

قبلہ کیطرف نماز پڑہی اور کہایا ذبیحہ ہمارا اوسکو تم بسبب گناہ کبیرہ کے کافر مت کہو اور جاننا مولوی اسمعیل دہلوی

فلا تكفروه بذنب عظيم ولا ارتياب ان المولوى اسمعيل الدهلوى كان جاهلا عالما

جاہل تہا [illegible] عالم [illegible] تہا اور جہگڑا کرنیوالا اپنے معاصرین سے اور جو عرفاء کے [illegible]

كان له حظ من العلم ونصيب من الفهم لكنه كان صاحب الجدال الى المراء بالمعاصرين الكبراء وكان

خلفاء میں اور [illegible] اوسکو قدرت تہی کہ امراء اوسلاطین ان خلفاء عرفاء کو عطیات [illegible] دیتے تہے

من الاشداء على خلفاء العرفاء ولوصول الصلاة الموفرة والعطيات المتكاثرة من السلاطين

اسکی شدت [illegible] پس حسد ہوا اسکو اور اپنے دعوا میں برا کہا اونکو تہدید کیا حتی کہ استعانۃ باولیاء وکرامات

والامراء على هؤلاء الخلفاء الا اليه فحسد على ما هو عليه وكان يعظ وعظا ويقول

عرفاء سے بہی انکار کیا اور اختیار کیا اسنے بیان میں مذہب عبد الوہاب نامی کا کہ جسکے [illegible] نجدی

فيهم قولا غليظا فتقدم حتى انكر الاستعانة بالاولياء وكرامة العرفاء واختار مذهب عبد الوهاب

سے [illegible] علماء وفضلاء نے اوسکو برا کہا اور برا [illegible] جانا اور اوس [illegible]

الحمد لله تعالى الذي يوح ذو من حديث البخاري فانتصر العلماء الكاملون من زمانه

مباحثہ کیا اخر الامر مباحثہ منجر بہ شتنی ہوا اور اوسکے تکفیر کے بحکم حاکم وقت انگریز کے اوسکو دہلی سے

وقصد الفضلاء الراسخون في ادانه فاموه متناوه وباحثوه مباحثة وانجر المباحثة والمكابرة

خارج کیا اور اسی بندہ کو کچھ مولوی اسمعیل دہلوی سے بغض وعناد نہین تا کہ اوسکے تکفیر کرون اور

الى الشنان والعناد ونسبوه الى الكفر والالحاد حتى اخرجوه بحكم السلطان من شاهجهان اباد وانى

نہین جہال وعوام سے ہون تا کہ اوسکا اپنا امام جانون البتہ یہہ مجھکو یقین ہے کہ اوس سے اکثر مباحثہ و

لست ممن يبغضه وعناده لاقول بكفره والحاده ولست ايضا من الجهال العوام لا

مسائل بہ اختلاف غلطی یا بنا اعتقادی واقع ہوئی ہے امکان نظیر خاتم الانبیاء کا قائل ہوتا ہے

قول انه مرشد والامام نعم قد تحقق في مواضع زلل بصيرة رأيه عن الاستقامة [illegible]

اوسکے [illegible] ہے اور [illegible] تکفیر نہین کرتا [illegible]

وهذا القول ايضا من خطيات افكاره وزلات انظاره وعندي تاويل وتسويل [illegible]

تکفیر پہ دلیل نہین اور اکثر علماء متقدمین سے خطیات فکریہ واقع ہوئی ہین [illegible]

الصحيح [illegible] تكفيره [illegible] امثال هذه الزلات قد وقعت عن العلماء [illegible]

[illegible] مولوی اسمعیل حافظ دہلوی کے بسبب اسی خطاء فکری کے تکفیر نہین [illegible]

[illegible] الكفر [illegible] المولوي العالم الى فرط اللجاج بهذا المحال [illegible]

[illegible] تکفیر [illegible]

[illegible] الذي لا يقول هذا الرجل بوقوع نظير خير الانام عليه السلام بل يقول بامكانه

[illegible] کے سبب [illegible] کہ استحالہ [illegible] کا بسبب [illegible]

[illegible] ان استحالة [illegible] الى [illegible]

[illegible] مثل شریک خدا واجتماع نقیضین [illegible]

[illegible] والاستحالة [illegible]

قدرت خدا [illegible] خاتم الانبیاء [illegible]

[illegible] اجتماع النقيضين [illegible] سبحانه [illegible]

[illegible] قدرت خدا کے [illegible]

متعارف وشفاء دوائها اصلا فكما ان نظير خاتم الانبياء لا يستحيل بالنظر الى قدرة البارى تعالى كذلك لا يستحيل

دنیا میں اس شخص کو بسبب کم سیری کے یہہ دریافت نہیں کہ اکابر اہل سنت کا قول ہے کہ خلاف علم و خبر خدا تعالی کے

اجتماع النقيضين وشريك البارى تعالى ايضا بالنظر الى قدرته التامة الكاملة الشديدة وانهما لا

محال ہے اور امکان نظیر خاتم الانبیاء کا مستلزم ہے امکان صدور کذب کو خدا تعالی سے اور کذب کسی طرح

تحصيله وقلة سيره لا يعسر ان المحققين الراجحين العالمين بالقسط قد افتوا في صحفهم ان خلاف

خدا تعالی کو ممکن نہیں ہے یہہ مذہب اہل سنت وجماعت کا اور یہہ مسئلہ امکان نظیر خاتم الانبیا کا نہایت ادق دقیق ہے

ما علم الله وخلاف ما اخبره محال وان امكان نظير خاتم الانبياء يستلزم امكان صدور الكذب

موقوف ہے اسکا سمجھنا قواعد وضوابط حکمیہ پر عوام کے افہام سے نہایت بعید ہے بلا تامل یہہ

عنه تعالى والكذب ليس ممكن له اصلا وانت قد علمت ان هذه المسئلة من ادق المسائل

مسئلہ ولا میں اس شخص نے زبان سے نکالا پھر اسکے اپنے کہنے کو پاس ہوا اور اسکے تاویل

الدقيقة ومن اغمض المطالب العميقة تكشافها وانحلالها يدور على قواعد حكمية تو ما يبدر

ادرسنے کے اس زمانہ میں اکثر اور اسکے اتباع جہال سے ہیں نزدیک عوام اہل بازار دوکاندار

على اصول مؤسسة عرفانية بعيد عن العقول المتوسطة والمدارك الجمهورية تجاوزها ومتى

کے وہ جہال عالم وفاضل ہیں یہہ جہال اتباع اور اسکے کہ نزد عوام عالم ہیں باواز بلند چلا

نوقع فيها وقع بلا تامل وقد قرر ان تو قول في العوام شخص بالغ ووفات فكر سابغ نعم

ہیں کہ خدا قادر ہے جب چاہے نظیر خاتم الانبیا کا پیدا کردے اور اسکی قدرت ہے اسکا منع

من اتباعه الذين هم العلماء عند ارباب الحرف والاسواق يتفوهون للحمد الله والشقاق

واقعی کہ دیوی قائل اسکے قول کا بلا شک کافر ہے اس جاہل کو کچھ تاویل معلوم نہیں اور کتب علماء معتبرہ

انما هم من جنود الوحوش ومن حيوش الجحوش يتفوهون بان الله تعالى قادر على ان يخلق مثل

میں موجود ہے کہ اہانت نبی کے خواہ صراحۃ ہو یا اشارۃ کفر ہے میرے نزدیک کلام مولوی اسمعیل دہلوی ہے

نبينا في شاروله تعالى قدرة ان يوقع مثله فالقائل بهذا القول كافر يقينا لا تامل في تكفيره

اہانت نبی کے ظاہر نہیں تاکہ میں اسکے تکفیر کروں اور امکان نظیر خاتم الانبیاء کا قائل ہونا اگرچہ کہ حق سے نقلا وعقلا

وفي كتب العلماء المعتبرين ان اهانة النبي صراحة كانت او اشارة تقتضي الى الكفر لا يلوح عندي

نہایت دور ہے کہ نزدیک دل مصنف کے مستوجب اہانت نبی کو نہیں ہے میرے رای اس شخص نے ماسب

من کلام المولوی اسمٰعیل اہانۃ النبی حتی اسرع الی تکفیرہ والقول بامکان نظیرہ فقط و

ہے غیر کو اختیار ہے جو چاہے کہے

ان کان عقلا ونقلا بعیدا غایۃ البعد عن قدرہ الحق وصراط الصدق لکنہ الیسر موجب اہانۃ

النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عند القلب المصنف المعرض عن التعسف ہذا ما عندی و

لغیری ما عندہ فقط

قطعہ تاریخ

انتہی قولی وتمت فکرتی — فی کرامات النبی المستنیر

سلت عن رب الفلق تاریخہ — قال ورحہ کلام لا نظیر

۱۲ ۸۲

رب عفی ارح التسوید بالخیر — بمحمد والحسن وصفیہ وزبیر

الحمد للہ الذی خالق الارض والسمآء والصلوٰۃ والسلام علی زمر الرسل والانبیاء لاسیما علی من ہو

سیدہم وخاتمہم بالبراہین والاولا این کتاب مستطاب مسمی بتنزیل التقدیر فی نظیر

البشیر والنذیر بسعیه مشکور وجهد موفور ناصر الاسلام والمسلمین حامی الایمان والمؤمنین

المؤید بتائید رب العالمین میان لعل دین حسن صاحب سلمه الله وجزاه خیرا الی یوم الدین

بقالب طبع در آمده در بلاد و اطراف و قری و اکناف و ثغور

و اقالیم بنظر افاده و تعلیم انتشار و اشتهار یافت

و تا ابد اختر اقبالش بر سپهر سعادت تافته

تحریر جناب عظمت مآب امارت انتساب فاضل جلیل و عالم نبیل مولوی سید یعقوب خان بهادر

المهام سلطنت یارکند و کاشغر لازال بالفضل ایده الله اعزه و اعز

این ضعیف که مسمی بسید یعقوب خان وکیل امیر جناب اعلی شاه کاشغر و یارکند است کتاب مستطاب

جناب مولوی [illegible] صاحب که در باب امتناع نظیر خاتم الرسل علیه من الصلوة افضلها و من

التحیات اکملها تصنیف شده منظور نظر عاجز اقم گردیده آنرا موافق اعتقاد محققین ائمه

کرام رضوان الله علیهم دریافتم الحق کتابیست [illegible] الزبان شایسته و اعجابیست [illegible]

مثاله ومبلغ متانته [illegible] دخل مضمونه والسلام علی من اتبع الهدی

حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۵

قوله ان الابصار ليس من شرط الشعاع الخ آه هذا الكلام من هذا الشيخ نص على ان علم المبصرات حضوري لا حصولي وقد ورد عليه ان الحضور الموجب للانكشاف انما هو بالحقيقة عند النفس الناطقة التي هي المدركة حقيقة وبالذات وفي الابصار انما هو حضور عند الحاسة التي ليست مدركة بالذات فلا يكفي هذا الحضور في الانكشاف واجيب عنه بانكم تقولون ان علم المبصرات حصولي فيحصل صورة المبصر في الحاسة وهذا الحصول انما هو للحاسة التي ليست هي مدركة بالذات والنفس الناطقة التي هي المدركة بالذات والحصول الموجب للانكشاف انما هو الحصول عند المدرك لا عند الحاسة فما هو جوابكم فهو جوابنا وحاصله انه يجوز ان يكون المدرك عند الابصار حاضرا عند النفس بواسطة تلك الآلات وهذا القدر من الحضور يكفي للانكشاف وقد يورد على الشيخ الاشراقي ان علم المبصرات لما كان حضوريا فيكون هذا المبصر الخارجي عين هذا العلم مع ان هذا المبصر قد يفقد ويعدم ويبقى الجواب عنه ان حضور المبصر عند الحاسة انما هو علم مخصوص لا كل علم فما دام المبصر حاضرا عند الحاسة يكون هذا العلم واذا غاب او انعدم عن الخارج انعدم هذا العلم الخاص فيعلم بصورة من الباصرة او انعدامه عن الخارج يكون مثال هذا المبصر موجودا ومثاله في عالم المثال حاضرا عند حاسة اخرى من الحواس فافهم وقال بحر العلوم في حاشيته على الشرح الزاهدي للرسالة ان وجود المبصر في الخارج غير كاف للانكشاف والا لكان مدركا قبل المقابلة لان وجود المبصر قبلها ايضا ثابت والجواب عنه ان وجود المبصر انما يكون كافيا للانكشاف بشرط المقابلة واذا فات الشرط فات المشروط فتفكر ۱۲ منه سلمه

حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۶ اعلم ان صفات الباري تعالى لما كانت عين ذاته فالاولى ان يكون وجوده بمعنى منشأ انتزاع الوجود المصدري هو الوجود الحقيقي والوجود الذي هو عين ذاته ومن ادعى زيادة الصفات ليظن ان وجوده بمعنى ما به الموجودية ايضا زائد على ذاته تعالى وهذا باطل لان وجوده تعالى اذا كان زائدا على ذاته فاما ان يكون صفة انضماميا او انتزاعيا وكل منهما يقتضي كون المنضم اليه والمنشأ موجودا قبل فيلزم كونه تعالى موجودا قبل وجوده وهو محال ثم انما نقل الكلام في هذا الوجود ويلزم التسلسل ولهذا قال ان واجب الوجود اذا كان وجوده زائدا عليه فكان هذا واجب الوجود من حيث هو عاريا عن الوجود فلا يكون واجب الوجود من حيث هو واجب الوجود هف وذهب ابو الحسن الاشعري من عظماء اهل السنة والجماعة كثرهم الله تعالى وابقاهم الى يوم القيمة ان الوجود بمعنى ما به الموجودية وهو الوجود الحقيقي عين كل ذات واجبة كانت او ممكنة كان او عرضا بالدليل المذكور وبانه لو كان زائدا على الماهية لكان صفة قائمة بها فاما ان يقوم بالماهية الموجودة فيلزم كون الماهية موجودة قبل وجودها وهو محال او بالماهية المعدومة فيلزم اجتماع النقيضين اذ يكون الماهية ح معدومة وموجودة معا وهو ايضا محال واجاب عنه المحقق الطوسي في التجريد ان الوجود يقوم بالماهية من حيث هي هي لا بالماهية الموجودة او المعدومة ليلزم المحال اقول فيه نظر اما اولا فلان قيام الشيء بالشيء فرع وجود ذلك الشيء فعاد الاشكال واما ثانيا فلانه ان اراد بالماهية من حيث هي هي نفس الماهية مع قطع النظر من دون لحاظ جميع ما عداها حتى لحاظ جعل الجاعل ايضا فنقول ان الماهية من دون لحاظ جعل الجاعل ليست ماهية اصلا لانها قبل تعلق جعل الجاعل عدم محض وهو يستحق سلب كل شيء حتى سلب نفسه فالذات قبل تعلق جعل الجاعل كما انها ليست بموجودة كذلك ليست بذات اصلا وان اراد بها نفسها بعد لحاظ جعل الجاعل اياها فنقول ان اراد بقيام الوجود بالماهية ان الماهية المجعولة تكون بنفسها مصداقا لحمل الوجود عليها فهو حق لا يلزم منه كون الوجود زائدا عليها وان اراد قيام الوجود بالماهية ان الوجود الحقيقي زائد عليها من قبيل الصفات الانضمامي او الانتزاعي فقد عرفت بطلانه ولا يدل عليه من دليل والحق ان الماهية اذا جعلت صارت بنفسها بلا انضمام غيرها مصداقا لحمل الوجود ومنشأ لانتزاعه في الواقع وذلك تخارج المقاصد وغيره ان قيام الوجود بالماهية وقبولها اياه من حيث هي هي وهذه الحيثية انما هي في العقل فالوجود زائد على الماهية في الذهن لا في الخارج ويؤيده ما قال القوشجي في شرح التجريد ان الماهية من حيث هي هي موجودة في الخارج فيجوز ان يثبت لها في ذلك كون هذه الحيثية انما تثبت لها في العقل كما ان الجزئي موجود في الخارج ويعرض له في الخارج اعراض موجودة فيه ولا يمنع عن ذلك كون الجزئية انما تعقل انتهى وههنا ابحاث قد تركناها وقال السيد الهروي في حاشيته على شرح المواقف ان حقيقة الوجود ليس ما يفهم من المعنى المصدري لان هذا المعنى يحصل في العقل وانتزاع الذهن وحقيقة الوجود متحققة مع قطع النظر عن ذهن الذاهن وتلك الحقيقة منشأ لانتزاع هذا المفهوم ومصداق لحمله ومطابق لصدقه فيه موجود بغيره فمصداق حمل الوجود عليه امر زائد عليه وفي الواجب تعالى عينه لانه موجود بذاته فمصداق حمل الوجود عليه نفس ذاته من غير اعتبار امر فيه بحيث هو انه ان اراد بقوله ان الممكن موجود بالغير انه موجود بجعل الجاعل فمسلم لكن لا يلزم منه كون الوجود زائدا على ذات الممكن لان ذات الممكن كافية مصداقا بنفسها في الواقع لحمل الوجود بلا زيادة امر عليها فكما ان هذا لا ينفي الجعل فكذلك مصداق حمل الذات والذاتيات عليها بلا زيادة امر كذلك فتدبر

ان الكلي ... في الخارج ولا ... انما يثبت له ... المعنى متحقق ... في الممكن زائد ... آخر انتهى ... اذا تعلق بها ... بعد الجعل ... في الوجود ...

فانه لا يصدق ثبوت الذاتيات لها وقال المحقق الدواني في الحاشية القديمة لشرح التجريد وتبعه صاحب الافق المبين ان الفرق بين الوجود والذاتيات مع ان كلا منهما غير
نفس الذات ان الوجود منتزع عن الذات كذلك لا ينتزع الذاتيات بحيثية الوجود ونحو ذلك اذ لابد فيها من ملاحظة امر آخر مثل وجود علته وآثاره الى غير ذلك ليس شيء كالذاتيات بل الذات
الذات من حيث جعل الجاعل [illegible] فيه اي مرتبة انتزاع الذاتيات فيمتنع ان يلاحظ الذات الغير المجعولة معدومة صرفة فلا تصلح لانتزاع الذاتيات اصلا ولو اريد ان يلاحظ الذات المجعولة
كما في انتزاع الذاتيات فيسلم لكن الذات المجعولة فيها ملاحظة امر آخر مثل وجود علته وآثاره فالذات المجعولة في انتزاع الوجود كما في انتزاع الذاتيات عند الاذهان العقلاء والجعل
فالماهية تصورا لماهية مرتبة متقدمة على الوجود اصلا والوجود بمعنى ما به الموجودية نفس الشيء وما اشتهر في افواه الجمهور ان الماهية من حيث هي هي ليست بموجودة ولا معدومة فمعنى [illegible]
الموجود والتصور من لم يجعل الله له نورا فما له من نور وقال السيد الباقر في حاشية كتابه الافق المبين ان الاشعرية يقولون بان الوجود عين الماهيات الممكنة فيمتنع ان يسلب الماهية عن
نفسها وان يعرض لها العدم والا لزم مفارقة الشيء عن نفسه اقول فيه بحث اما اولا فلان معنى كلام معشر الاشعرية ان وجود الماهية الممكنة نفس الماهية ان الماهية الكائنة بعد
جعل الجاعل تكون نفس الوجود الحقيقي كما انها تكون نفسها لقوله ويمتنع ان يعرض لها العدم ان اريد به انه يمتنع على تقدير عينية الوجود للماهية الممكنة انتفاؤها عن صفحة الواقع مطلقا
فممنوع لان العدم الطارئ هو انتفاء الذات عن صفحة الواقع فعلى تقدير عينية الوجود للماهية يجوز انتفاء الماهية عن صفحة الواقع بانقطاع تاثير الجاعل عنها وان اريد به انه يمتنع
على تقدير عينية الوجود للماهية الممكنة ما دامت موجودة ان تكون ذاتا معروضة للعدم فمسلم لكنه لا يضر بنا وهذا كما في الانسان انسان بالضرورة ما دام موجودا واما ثانيا فلانه
عندنا ان الماهية الممكنة نفسها فيمتنع ان يسلب الماهية عن نفسها وان يعرض لها العدم والا لزم مفارقة الشيء عن نفسه مع ان الماهية الممكنة يجوز سلبها وعدمها عن نفسها حين
انعدامها فما هو جوابه فهو جوابنا ولا بد الى هذا الفاضل انه على تقدير عينية الوجود للماهية الممكنة تكون ضرورة ثبوت الوجود لها ذاتية لا ضرورة ازلية وابدية حتى يمتنع سلبه
عنها دائما كما في قولنا الانسان انسان بالضرورة ما دام ذات الموضوع موجودة ضرورة ذاتية لا ضرورة ازلية وابدية وبين الضرورة الذاتية والازلية فرق واضح قال
شارح المطالع الضرورة الازلية وهي الحاصلة ازلا وابدا كقولنا الله تعالى عالم بالضرورة الازلية والازل دوام الوجود في الماضي والابد دوام الوجود في المستقبل والضرورة
الذاتية هي الحاصلة ما دامت ذات الموضوع موجودة كقولنا الانسان حيوان بالضرورة ما دام ذات الموضوع موجودة والضرورة الازلية اخص من الضرورة الذاتية المطلقة
لان الضرورة متى تحققت ازلا وابدا تحقق الضرورة ما دام ذات الموضوع موجودة من غير عكس وانما يصح هذا في الايجاب واما في السلب فهما متساويان لانه متى سلب المحمول
عن الموضوع ما دامت ذاته موجودة يكون مسلوبا عنه ازلا وابدا لامتناع ثبوته له في حال العدم انتهى كلامه ملخصا وقال الفاضل ابو الحسن الكاشي في حاشية رسالة اثبات الواجب
ان الاشعري قال بوجود الممكنات عينها فان قلت اذا كان وجودها عينها يجوز ان توجد بعضها فيفسد باب اثبات الصانع قلت هذا اذا لم يكن قائلا بالجعل البسيط
واما لو قال به كما هو التحقيق فلا انتهى كلامه وقد يورد بان الوجود لو كان نفس الماهية لكان قولنا السواد ليس بموجود بمنزلة قولنا السواد ليس بسواد او الموجود ليس بموجود
وهو تناقض اي حكم باجتماع النقيضين اذ معناه ان شيئا ثبت له السواد وارتفع عنه السواد اجاب عنه المحقق الدواني في الحاشية القديمة على شرح التجريد ان هذه القضية
ان اخذت سالبة لم يكن حكما باجتماع النقيضين اذ صدق السالبة لا يقتضي صدق العنوان على افراده في نفس الامر بل قد يكون صدقها بسبب انتفاء صدق العنوان وان
اخذت معدولة فلا نسلم صدق قولنا السواد ليس بموجود معدولة ممنوع عند الخصم انتهى كلامه بالبسط في شرحنا الحكمة العين ١٢ منه سلمه ربه

قوله قال المحقق الدواني الخ وقد قال هذا المحقق النحرير في الحاشية الجديدة على شرح التجريد ان الواجب تعالى وجود خاص قائم بذاته فهو موجود بذاته لان الوجود لو قام بغيره مثلا كان وجودا
لغيره [illegible] موجود بذاته فاذا [illegible] كان وجوده لذاته فكان موجودا بذاته كما انه تعالى علم وعالم بذاته لان العلم هو الصورة المجردة فاذا كانت قائمة بغيرها كانت علما لذلك الغير
[illegible] بذاته وتعالى مجرد ذاته قائم فاذا قامت بذاتها كانت علما لذاتها وقس عليه سائر الصفات كالقدرة والارادة حتى قال بعضهم لو فرضنا العلم مجردا عن المادة
لكان علما لنفسه وقال بهمنيار في كتاب التحصيل والسعادات لو قامت الصورة المحسوسة بنفسها كانت حاسة ومحسوسة بذاتها فالوجود بالنسبة الى ذاته تعالى اسوة حسنة
لصفاته وقال في موضع آخر منها ان مصداق الحمل في قولنا الله موجود هو ذاته لا امر مغاير لها فان معنى الموجود مبدا في الحقيقة هو كون الشيء بحيث يصح انتزاع ذلك الوصف عنه
فالموجودية بذاته [illegible] كذلك بحسب ذاته ولما كان ذاته تعالى بذاته كذلك كان موجودا بذاته لان ذاته بذاته مبدا صحة ذلك الانتزاع بالحقيقة لا ان فيها امرا آخر كما زعم ولست مما
فانت علمت ان [illegible] فانه مشكوك بعدم التعمق في المقاصد الدقيقة الحكمية التي لم تتعارفها العامة ومن هذا القبيل استمر تشنيع المتكلمين على الحكماء [illegible] في قولهم بكون صفاته تعالى
عين ذاته بل هذا في الحقيقة نفي الصفات فمن لم يكن تلك الصفات قائمة به لا يكون عالما ولا قادرا ولا مريدا ولم يعلموا ان معنى الموجود عندهم اعم من ان يكون شيئا متصفا بالوجود
او عين الموجود القائم به سواء كان اطلاقه على المعنى حقيقة في عرف اللغة او مجازا ولا يلزم من ذلك كون الوجود مغايرا له كما هو المتبادر الى الوهم من الاشتقاق قال في الحاشية

الى قوله ان حقيقة الواجب تعالى عند الحكماء هو الوجود البحت القائم بذاته المعرى فى ذاته عن جميع القيود والاعتبارات فهو اذن موجود بذاته متشخص بذاته عالم بذاته قادر بذاته بمعنى
انه ان شاء فعل وان لم يشأ لم يفعل الى ان قال ان التحقيق فى جميع صفاته هو بعينه السبقة التى لا كثرة فيها الوجه من الوجوه انتهى كلامه ملخصا ١٢ ابن سلمه ربه — حاشية متعلقة صفحه ١٢

قوله تعالى فمن يرد الله ان يهديه آه قال الامام الهمام من حكماء الاسلام فخر الملة والدين الرازي رحمه الله فى تفسير هذه الاية الشريفة والعلامة النيشابوري فى تفسيره واللفظ له
توضيحه وبذا خير مكمن على سبيل الحقيقة فمعناه انه اذا اعتقد الانسان فى عمل من الاعمال ان نفعه زائد وخيره راجح مال طبعه اليه وقوى فى تحصيله فسميت هذه الحالة سعة الصدر وان حصل
فى القلب اعتقاد او ظن بكون ذلك العمل على ضرر زائد ومفسدة راجحة دعا ذلك الى تركه وحصل فى النفس نبوة عن قبوله فيقال لهذه الحالة ضيق الصدر والحرج بالقلب جميع جهاته
وهو الموضع الكثير الاشجار المستمسك الذى لا طريق فيه فكذلك قلب الكافر لا معنى يعتقد فى السماء كانما يزاول امرا غير ممكن لان صعود السماء مما يمتنع ويبعد عن الاستطاعة قال
الاشعرى ان هذه الاية دلت على ان الهداية والضلال من الله تعالى لان العبد قادر على الايمان والكفر وقدرته بالنسبة الى الامرين سواء فلا يترجح احدهما الا لداعية ولا معنى للداعية
الا اعتقاده او ظنه بكون ذلك الشيء مشتملا على خير ومصلحة ومجموع القدرة مع الداعى يوجب الفعل والا انتهى ذلك الداعى الى خلق الله دفعا للتسلسل فاذا خلق الله تعالى فى قلبه
اعتقاد ان الايمان راجح المنفعة وهو المراد بشرح الصدر مال القلب اليه واذا خلق فى قلبه اعتقاد ان الايمان بمحمد صلى الله عليه واله وسلم سبب للمفسدة الدنيوية او الدينية نبا طبعه
عنه وهو ضيق الصدر وقال المعتزلى انه لا دلالة فى الاية على قولكم لانه ليس فيها اكثر من انه اذا اراد ان يهدى انسانا او يضله فعل به كيت وكيت وليس فيها انه اراد ذلك او لم يرد الجواب
عنه ان قوله تعالى كذلك يجعل الله الرجس آه تصريح بانه فعل بالكافر ذلك الاضلال والمشار اليه بهذا فى قوله وهذا صراط ربك مستقيما وهو ان الفعل يتوقف على الداعى وحصول الداعى
من الله تعالى فيكون فعل العبد من الله تعالى فاسناد الكل الى قضاء الله وقدره وقد بين صحة القول بالقضاء والقدر فى ايات كثيرة من هذه السورة وختم الاية بقوله
لقوم يذكرون لانه تقرر فى عقل كل واحد ان احد طرفى الممكن لا يترجح على الآخر الا لمرجح فكانه تعالى يقول للمعتزلى تذكر ما تقرر فى عقلك ان الممكن لا يترجح احد طرفيه الا لمرجح حتى
يزول الشبهة عن قلبك فان حصول الفعل عن القادر لو لم يتوقف على الداعى مع تساوى طرفيه وجب ان يحصل هذا الاستغناء فى كل الممكنات وحينئذ يلزم نفى الصانع والتاثير
والمؤثر انتهى كلامهما ملخصا ١٢ ابن سلمه ربه — حاشية متعلقة صفحه ٣٩ قوله لان المعلوم ما لم يصدر لم يمكن تعلق العلم به آه اقول فيه بحث وهو انه
ان اراد من العلم فى قوله لم يمكن تعلق العلم به العلم الانفعالى الذى هو بعد الايجاد فسلم انه يتعلق بالمعلوم بعد صدوره عن فاعله لكنه ليس من الكمالات الذاتية وان اراد به العلم الفعلى الذى هو
قبل الايجاد وسبب الوجود الخارجى للمعلوم فلا نسلم ان المعلوم ما لم يصدر عن الفاعل لم يمكن تعلق العلم الفعلى به والا لم يكن العلم الفعلى علما فعليا وسيعلم حقيته انشاء الله تعالى ١٢ منه سلمه
وقد اجاب البعض عن الشكل المذكور بان الموجودات باسرها مجردة كانت او مادية قديمة او جديدة صدرت عنه تعالى دفعة واحدة فى الدهر حاضرة عنده تعالى ومعلومة له بالعلم الحضورى و
فى ظرف الدهر ليس بين الاشياء تقدم وتاخر ولا مضى ولا استقبال ولا التغير ولا التبدل انما هما فى ظرف الزمان فهذه الظروف معية صرفة وانما التقدم والتاخر والتبدل والمضى والاستقبال فيما بينها فى ظرف
الزمان فقط والاشياء الزمانية كلها حاضرة عنده تعالى حدودا ازمنتها او الزمان كله مع جملة ما فيه حاضر عنده تعالى فى الدهر وليست هى معدومة بالحقيقة انما هى غيبوبة زمانية فالمعدوم
الزمانى غائب فى جزء من الزمان وحاضر فى جزء آخر منه وليس معدوما محضا وهذا الراى قد رضى به السيد الهروى فى حاشيته على شرح المواقف وحاشية شرح للرسالة وقائل هذا القول
يقول ايضا ان الدهر انما هو نفس الوجود والواجب فى حد ذاته تعالى ليس الامر كذلك عليه اولا ان كون الممكنات بشراشرها موجودة قديمة فى الدهر وحاضرة عنده تعالى انما يلزم منه كونه
تعالى عالما بها بوجوداتها العينية وهو ليس علما فعليا متقدما على الايجاد وانما الكلام فيه وهذا العالم وان كان موجودا قديما دهريا لكنه معلول له تعالى فيكون متاخرا عنه وان كان تاخرا
ذاتيا فيكون فى المرتبة المتقدمة التى هى للواجب من حيث العلية عالم متعلق لهذا العالم ولا بد له من علم بالمعلوم الموجود وليس هذا العالم بوجوده العينى فى هذه المرتبة فرجع الاشكال
متقرى والجواب عنه بان هذا العالم صادر عنه بالرضا ليس هو الرضا به لان صدور الموجود العينى قبل سبق العلم ليس بجيد عند ذى العلم وثانيا ان جمهور الحكماء من المشائين
يقولون فى اثبات الزمان ان الزمانيات فيها التقدم والتاخر بالعرض وفى اجزاء الزمان تقدم وتاخر بالذات فى نفس الامر وبناء على هذا القول الدهرى لا يصح هذا الحكم منهم اصلا ثم هذا القول فاسد
بوجوه شتى قد ذكرناها فى المبسوطات ١٢ ابن سلمه ربه — حاشية متعلقة صفحه ٦٦ وقد اجاب عن اصل الاشكال السيد الهروى فى شرح الرسالة ان للعلم ثلثة
معان الاول المعنى المصدرى والثانى مبدأ الانكشاف والثالث الحاضر عند المدرك اما الاول فهو امر اضافى انتزاعى واما الثانى فهو نفس المعنى الثالث فى الممكنات واما
الثالث فهو فى العلم الحضورى عين المعلوم وفى العلم الحصولى غيره وقد يتحقق فى الواجب جميع تلك المعانى لكن ما هو عينه هو المعنى الثانى وهو مبدأ الانكشاف جميع الاشياء عنده
فهو كالصورة المتعلقة لجميع الاشياء فكما ان الصورة العلمية منشأ الانكشاف لمن حصل له تلك الصورة المدرك عنده منكشف سواء كان ذلك المدرك موجودا او معدوما فكذا
هذا النحو من العلم للواجب تعالى منشأ الانكشاف جميع الاشياء عنده وجميع الاشياء معلوم له سواء كانت الاشياء موجودة او معدومة وقال فى الحاشية على قوله فهو فى العلم الحضورى

بين المعلوم الفرق بين اتحاد العلم والمعلوم في العلم الحضوري واتحادهما في العلم الحصولي ان في الاول اتحاد امحضا وفي الثاني اتحاد مع تغاير اعتباري انتهى كلامه وفيه بحث من
وجوه الما اولا فلان قوله وقد تحقق في الواجب جميع تلك المعاني ليس كما ينبغي لان العلم الحصولي من جملتها وهو متحقق في البارئ تعالى عند الشيخين فقط لا عند الجمهور وعند هذا السيد
فهو ممنوع واما ثانيا فلان الصورة العلمية للشيء انما تحصل في الذهن بعد وجود هذا الشيء لان المعدوم المحض لا تحصل صورته في الذهن واذا عرفت هذا فنقول ان اراد بالمعدوم في قوله
سواء كان ذلك المدرك موجودا او معدوما بالعدم الطاري فنسلم ان الصورة العلمية تكون منشأ الانكشاف هذا المدرك سواء كان هذا المدرك موجودا او معدوما بعد الوجود لان
صورته العلمية مرتسمة في الذهن فالذهن يعلم هذا المعدوم بعد الوجود بهذه الصورة العلمية لكن المعلوم له تعالى بالعلم الفعلي ليس موجودا عينيا ولا معدوما بالعدم الطاري بل
هو معدوم قبل الوجود وان اراد بالمعدوم المعدوم المطلق سواء كان معدوما قبل الوجود او بعد الوجود فممنوع لان الصورة العلمية للشيء في الذهن فرع وجود هذا الشيء واما ثالثا فلانا
لا نسلم انا في العلم الفعلي له تعالى وهو انما يكون قبل الايجاد فلما كان علمه الفعلي نفس ذاته تعالى وعلما حضوريا بجميع الممكنات عند هذا الفاضل فلا بد ان تكون الممكنات معلومة له سبحانه و
المعلومية تقتضي التميز وهو فرع الوجود وقبل الايجاد ليس وجودا عينيا فقوله وجميع الاشياء معلوم له سواء كانت تلك الاشياء موجودة او معدومة باطل جدا والحق ان القول بكون علمه
بمعنى حضوريا انما يصح على رأي الافلاطون والعرفاء لانهم يقولون ان الممكنات باسرها قبل الايجاد كانت صورا علمية قديمة حاضرة عند البارئ تعالى قائمة بذواتها موجودة بوجود ظلي علمي واما
رابعا فلان قوله ان في الاول اتحادا محضا لا يصح على الاطلاق بل لان الاشياء معلومة له سبحانه بالعلم الحضوري او العلم الذي هو مبدأ الانكشاف انما هو ذاته تعالى فبينهما مباينة تامة
بالذات فافهم واما خامسا فلان القول بان العلم والمعلوم في العلم الحصولي متحدان بالذات ومتغايران بالاعتبار انما يستقيم على رأي من زعم حصول الاشياء بانفسها في الذهن
فان الصورة الحاصلة الذهنية من حيث انها مكتنفة بالعوارض الذهنية علم ومع قطع النظر عنها معلوم ولا يتم على مذهب من قال بحصول الاشياء باشباحها وامثالها في الذهن
فان الصورة الحاصلة في الذهن هي شبح المعلوم ومثاله علم والمعلوم هو ذو الشبح الخارجي وهذا الرأي اقرب الى الصواب لان التشخص بمعنى ما به التشخص نفس الوجود بمعنى
ما به الموجودية وهو الوجود الخاص وقد ادعى به الشيخ ابو نصر الفارابي حيث قال في التعليقات ان هوية الشيء وتعينه ووحدته وتشخصه وخصوصيته ووجوده المنفرد له كلها واحد وقال
المحقق الدواني في الحاشية القديمة على شرح التجريد ان الماهية النوعية انما تتشخص بنحو الوجود بل تشخصه عين نحو وجوده الخاص به لا بمعنى ان الوجود ينضم اليه فيصير المجموع متشخصا
بل بمعنى كما انه بالوجود يصير مبدأ الآثار كذلك يصير به ممتازا فالفاعل الذي يجعله موجودا يجعله متشخصا بل الوجود والتشخص متحدان بالذات ومتغايران بالاعتبار
انتهى كلامه وقد علمناك في الدروس السابقة بالحجج المستقيمة ان الوجود الخاص نفس الماهية واذا ادعيت هذا فانفث في الروع بان التشخص الذهني متغاير بالذات عن
التشخص العيني والتشخص نفس الوجود والوجود نفس الماهية فالتشخص الذهني يكون مغايرا بالذات عن التشخص العيني وهو يستلزم كونهما متغايرين بالماهية والوجود فالتشخص
الذهني مغاير بالماهية عن التشخص العيني فبطل حصول الاشياء بانفسها وبماهياتها في الذهن وصح حصولها باشباحها وامثالها فيه واندفع الشك المذكور في السنة الجمهور ان حصول
الاشياء بانفسها في الذهن والعلم من مقولة الكيف فاذا ادركنا الجوهر لزم كون الشيء الواحد جوهرا وكيفا مع انهما مقولتان متباينتان وللقائلين بحصول الاشياء بانفسها في
الذهن في دفعه ترهات واهيات قد ذكرناها في مبسوطاتنا ۱۲ منه سلمه ربه

حاشية متعلقة صفحه ۹۶ قوله وهو اللوح المحفوظ آه اعلم
ان المشهور في السنة الجمهور ان اللوح المحفوظ هو النفس الفلكية المجردة مع ما فيها من صور الكائنات والحوادث وكتاب المحو والاثبات هو النفوس الفلكية المنطبعة الجزئية مع ما فيها
من صور الجزئيات المادية والحوادث وعندي ان اللوح المحفوظ بالحقيقة هو الصور الثابتة القائمة بذواتها الحاضرة عند البارئ تعالى قبل الايجاد فهذه الصور مع احوالها في الحالة
الثابتة حاضرة عند البارئ تعالى لا تغير فيها ولا في احوالها وصفاتها اصلا وهو عندي ام الكتاب الذي وينتقش اظلالها مع ما لها في العقل الاول اولا ثم في النفس الفلكية المجردة باذن
الله تعالى ثم منه جزئياتها في النفوس المنطبعة الفلكية هو كتاب المحو والاثبات وما في اللوح المحفوظ لا تغير فيها اصلا انما التغير والتبدل في كتاب المحو والاثبات مثلا في اللوح المحفوظ
ان زيدا يعيش ثمانين سنة ويبر والديه وفي كتاب المحو والاثبات [illegible] ستين سنة ويبر لوالديه ويدعو له فزاد الله تعالى عشرين سنة في هذا الكتاب فالمحو والاثبات قوله
تعالى يمحو الله ما يشاء ويثبت وعنده ام الكتاب وهو سر قول سيدنا ونبينا محمد صلى الله عليه وآله وسلم من سره ان يبسط رزقه وينسأ اثره فليبر الوالدين وهذه الصور العلمية قبل الايجاد
مع ما لها من الصفات والاحوال المعلومة بالعلم الفعلي هي فطرة الله التي لا تغيير اليها قوله تعالى فطرة الله التي فطر الناس عليها لا تبديل لخلق الله ذلك الدين القيم ولكن اكثر الناس
لا يعلمون يعني انه تعالى خلق كل انسان حسب صورته العلمية من الحسن والقبح والسعادة والشقاوة والعزة والذلة لا تبدل فيها اصلا وهذه الفطرة الالهية عبر عنها النبي صلى الله عليه
وسلم بالعلم الالهي في قوله من سعد سعد في بطن امه ومن شقي شقي في بطن امه وبالجملة ما في اللوح المحفوظ وام الكتاب والفطرة الالهية يقال له القضاء المبرم فلا تغير ولا تبدل له
[illegible] انما التغير والتبدل في كتاب المحو والاثبات يقال له القضاء المعلق [illegible] وقول النبي صلى الله عليه وآله وسلم انما يرد القضاء الدعاء يشير الى القضاء المعلق لا الى القضاء

المبرم لانه لا يرد اصلا ولا يتغير ابدا اخرج ابن سعد عن علي وعائشة واحمد عن علي وابو يعلى عنه وعن زينب بنت جحش والطبراني في الكبير عن علي وعن ابي امامة وعن انس وابن عساكر
عن ام سلمة وام الفضل بنت الحارث رضي الله عنهم ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال قام عندي جبرئيل عليه السلام فحدثني ان الحسين يقتل بشط الفرات فلم املك عيني ان فاضتا قال
مائر المحدثين جلال الملة والدين السيوطي رحمه الله في شرح هذا الحديث ان الحسين عليه السلام كان حب النبي وسبطه بكى لخبر قتله شفقة عليه ولم يدع له لدفع القتل عنه مع انه كان مستجاب الدعوات لانه
راى في اللوح المحفوظ انه يقتل وما فيه لا يتبدل انتهى وانما يستجاب الدعا حسب القضاء المبرم قال الشيخ الاشراقي في حكمة الاشراق ان النفوس اذا داومت عليها الاشراقات العلوية يطيعها
مادة العالم ويسمع دعاؤه في العالم الاعلى ويكون في القضاء السابق بمقدر ان دعا شخص يكون سببا للاجابة في كذا وكذا وقال العلامة الشيرازي في شرحه ان القضاء السابق هو علمه الازلي
الفعلي يعني هو المعلوم بالعلم الفعلي من الصور العلمية والاعيان الثابتة انما التغير والتبدل في القضاء المعلق هو كتاب المحو والاثبات وما نقل في بعض كتب المتصوفة ان بعض الاولياء قد راى رجلا
في اللوح المحفوظ شقيا فغيره سعيدا لانه معه الامر كان شقيا وطلب العل هذا الولي قد راه في كتاب المحو والاثبات شقيا فيدعاه له حد غيره اسعد سعيدا وهذا الولي بخطاه ظن كتاب المحو والاثبات
لوحا محفوظا وفي اكثر كتب الاصول ان كشف الولي ليس بحجة قال السيوطي رحمه الله في انموذج اللبيب ناقلا عن ابي العباس المرزوقي الخطرة للانبيا والوسوسة للاولياء والفكرة للعوام و
التسع ان عنوا بالبدا في كتاب المحو والاثبات فلا نزاع لان التغير والتبدل قد يتطرق اليه ودخول الجنة ووصول الرحمة الالهية للعشرة المبشرة بل الصحابة الاجلة البدرية ثابت في
اللوح المحفوظ لا يتغير ولا يتبدل فيه اصلا قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان الله اطلع على اهل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لكم ۱۲ منه سلمه حاشية متعلقة صفحه [illegible]

اعلم انه قد اشتهر ان صحة الحكم باعتبار مطابقته لما في نفس الامر ومطابقته لما في الاذهان الممكن لتصور الكواذب قال العلامة القوشجي في شرح التجريد ههنا اشكال قوي وهو ان ما في نفس
الامر يجب ان يكون مغايرا لما في الاذهان لان ما في الاذهان من النسب الحكمية يعتبر مطابقتها لما في نفس الامر ليعلم صحتها وبطلانها والمطابق يكون مغايرا للمطابق ومعلوم ان لا يكون في الاذهان يكون
في الخارج لعدم الواسطة فما معنى قولهم الحكم اذا كان طرفاه غير موجودين في الخارج يكون صحته بمطابقته لما في نفس الامر لا لما في الخارج ولا لما في الذهن اجاب عنه المحقق الدواني في الحاشية
ان اريد بالمغايرة في قوله ان المطابق يكون مغايرا للمطابق المغايرة بالذات فممنوع وان اريد مطلق المغايرة الشاملة للاعتبارية فمسلم لكن لا يلزم منه ان يكون الموجود في نفس الامر
مغايرا للموجود الذهني بالذات بل نقول هذه النسبة الموجودة في الذهن مطابقة لنفسها من حيث هي موجودة في نفسها وانكان تحقق وجودها في الذهن فانها من حيث وجودها في الذهن مغايرة
لها من حيث وجودها في نفسها وتفصيله ان النسبة اذا وجدت في الذهن كان لها وجود ذهني سواء كان ذلك باختراع العقل وتعمله كما في الحكم بزوجية الثلثة او بدونه لا اختراعه كما في
الصوادق وتحققها بمحض اختراع الذهن ليس وجودا في حد ذاتها وتحققها لا بمحض الاختراع وجود في حد ذاتها وانكان وجودها في الذهن الا انها موجود فيه بدون تعمله والاعتبار الثاني هو الموجود في
نفس الامر فالنسبة الذهنية في الصوادق مطابقة لها من حيث انها موجودة في حد نفسها حتى لو كانت موجودة في الخارج ايضا كانت مطابقة لها بخلافها في الكواذب اذ ليس لها الوجود
في نفسها فمعنى كلامهم ان المعتبر في صحة الحكم مطلقا هو المطابقة لما في نفس الامر لا لما في الذهن من حيث انه في الذهن والاصدق الكواذب ولا يلزم من ذلك ان لا يكون الوجود
الذهني مع قيد فردا من افراد الوجود في الوجود في نفس الامر فما وقع في بعض عبارات القوم ان صدق الخبر بمطابقة النسبة الذهنية للنسبة الخارجية المراد به الخارج عن النحو الفرضي عن الذهن
لا من الذهن مطلقا انتهى كلامه ملخصا وانا اقول في جواب العلامة القوشجي ان نفس الامر في الحقيقة هو الصور العلمية القائمة بذواتها الحاضرة عند الباري تعالى قبل الايجاد والمعلوم بالعلم
الفعلي فاندفع الايراد عند الطبع الوقاد ويشهد على دعوىنا قوله سبحانه والحق عند علام الغيوب اذ الحق هو المطابق بالفتح وهو نفس الامر ۱۲ منه حاشية صفحه ۴۸

قوله وهي هناك الهيولى آه قال الشيخ رئيس اتباع المشائين في الفصل الثاني من المقالة السابعة من الهيات الشفاء في رد عالم المثال انه لا يجوز عند افلاطون ان يكون بعد قائم لا في مادة لانه اما ان يكون
متناهيا او غير متناه فانكان غير متناه وذلك يلحقه لانه مجرد وطبيعة كان مح كل بعد غير متناه وان لحقه لانه مجرد عن المادة كانت المادة مفيدة للحصر والصورة وكلا الوجهين محال وانكان متناهيا
فانحصاره في حد وتشكل مقدر ليس الا لانفعال عرض له من خارج لا لنفس الطبيعة ولن ينفعل الصورة الا لمادة فتكون مفارقة وغير مفارقة انتهى كلامه اقول فيه بحث اما اولا فلان قوله انه لا
يجوز عند افلاطون ان يكون بعد قائم لا في مادة آه في غاية غفلة لان الكتب الحكمية من الاسلاف والاخلاف كلها ناطقة بان افلاطن يقول ان المكان هو البعد المجرد عن المادة لا السطح الباطن
من الجسم الحاوي واما ثانيا فلانا سلمنا وذلك يلحقه لانه مجرد وطبيعة قوله كان ح كل بعد غير متناه ممنوع لان التشكيك في الماهية والطبيعة جائز فيجوز ان تقتضي التناهي في نحو من الوجود
واللاتناهي في نحو آخر من الوجود ولم يقم دليل قوي على امتناعه واما ثالثا فلان قوله وان لحقه لانه مجرد عن المادة كانت المادة مفيدة للحصر والصورة آه لا يخلو عن السخافة لان
جمهور المشائين ومنهم هذا الشيخ يقولون ان لحوق التناهي والتشكل باعتبار المادة مع ان المادة ليست مفيدة لهما عندهم واما رابعا فلانه يجوز ان يكون انحصاره في حد وتشكل
مقدر بنفس ذاته قال الشيخ الاشراقي في حكمة الاشراق ان الجسم المطلق هو المقدار المطلق وان الاجسام الخاصة هي المقادير الخاصة وكما تشاركت الاجسام في المقدار المطلق وافترقت بخصوص المقادير متفاوتة
تشاركت في الجسمية المطلقة وافترقت بخصوصيات الجسمية انتهى كلامه وحاصله ان هذا الخلاف انما هو بالكمال والنقصان والشدة والضعف في نفس ماهية الشي لان التشكيك في الذات و

[illegible]

لاتقدده فقال الشيخ الاشراقي في الالواح وفي المطارحات واجب الوجود من الاجسام كثيرة وهذه بما من ضرورة انها تتشكل وتتقدر بمقادير معينة ولا بد من افتراقها بالهيئات فلو كانت الهيئات لمقتضيها الجسمية
الجسمية لتشابهت الاجسام في المقادير والهيئات لتشابهها في الجسمية وليس كذا فلا امتياز لها الا بمخصصات وهي الهيئات فالكل محتاجة في جميعها الى المبادي فالكل محتاجة الى واجب الوجود فلا يكون واجب الوجود جسما
ولا يكون شيء منها واجبا ولا جسمانيا [illegible] حال سائر الاجسام [illegible] ولن يتحقق الصورة الا بالمادة [illegible] الشيخ عند اولي النهى لان الاشراقيين قاطبة ينكرون المادة بمعنى
الهيولى التي هي جزء الجسم الطبيعي وينكرون بان الجسم هو الصورة الجسمية فقط وانها تتعدد وتتشكل لا بسبب المادة بالمعنى المذكورة ويقولون ان المادة والهيولى هي نفس الصورة باعتبار كونها
محلا للاعراض والصور النوعية فكذا الصورة المثالية والشيخ البرزخي فافهم واثبت ولا تحرص على التقليد فانه شنشنة العبيد وانهج الى التحقيق فانه بما كل السالكين الطريق ١٢ منه مد ظله

قوله ان لو فرض خاتم النبيين آه اقول ان [illegible] الافضل [illegible] من اعاظم عباد الله [illegible] خاتم النبوة [illegible] قال ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين وكان الله بكل شيء عليما
خبر صادق وهو انما يكون بعد العلم [illegible] فعلم الله تعالى من زمرة الممكنات خاتم النبوة محمد بن عبد الله صلى الله عليه وسلم فقط وخاتم النبوة غيره ليس معلوما له تعالى وما ليس معلوما له تعالى لا يكون ممكنا وما تعلق قدرته
وانما الممكن [illegible] ومعلومه تعالى فلا يكون ختم النبوة ما عدا محمد بن عبد الله صلى الله عليه وسلم غير معلوم له تعالى غير ممكن واذا كان غير ممكن يكون ممتنعا بالذات فخاتم النبوة ما عدا محمد بن عبد الله يكون ممتنعا بالذات
فالنظير يكون ممتنعا بالذات اذ النظير [illegible] لا يكون خاتم النبوة وقد اجمع الكلام المحققون على ان الممكن انما هو معلوم الله تعالى وقدرته انما تتعلق بمعلومه قال بحر العلوم في حاشيته على الحاشية الزاهدية لشرح المواقف ان عدم
تعلق القدرة بما عدا الجملة المعلومة للباري تعالى فلعدم امكانه لا لقصور في القدرة وكيف يجوز ما قال انه يوجد بالقدرة ما لا يمكن تعلق علم القادر به انتهى كلامه فاثبت ولا تغفل ١٢ منه سلمه

قوله سبحانه من في امكان [illegible] اعلم ان التعقل [illegible] العلم تابع للمعلوم [illegible] المعتزلة المخذولة لا مذهب الاشاعرة والماتريدية [illegible] اهل السنة [illegible] كثرهم الله تعالى الى يوم القيامة قال العلامة القوشجي
في شرح التجريد العلم [illegible] يكون سببا لوجود المعلوم في الخارج كما اذا تصورت شيئا ففعلته ويسمى فعليا او يكون تابعا عن وجود المعلوم كما اذا شاهدت شيئا فتعقلته ويسمى انفعاليا والاشاعرة استدلوا على كون افعال
العباد اضطرارية بان الله تعالى عالم في الازل بما يصدر عنهم فيستحيل [illegible] عنهم الامتناع خلاف ما في علمه تعالى فلا يكون اختيارية فاجاب المعتزلة بان العلم تابع للمعلوم فما [illegible] له ذلك ورده
الاشاعرة بانه كيف يجوز ان يكون علمه الازلي الفعلي تابعا لما هو متاخر عنه فانه يستلزم الدور انتهى كلامه ملخصا وانا اقول في هذا المقام قد علمناك تعليما في المقدمة الثانية ان العلم انما هو مبدا الانكشاف وهو
في الباري تعالى سواء كان بالنسبة الى ذاته او الى غيره من الممكنات وسواء كان علما فعليا او انفعاليا انما هو ذاته تعالى فقط لا غيره وانما الفرق بين هذين العلمين بالنسبة اليه تعالى بالحيثية والاعتبار لا بالذات كما هو مزعوم
جماعة [illegible] لان العلم التابع للمعلوم انما يكون باشياء من المعلوم وحادثا بعده وعلم الباري تعالى مطلقا تعالى عنه علوا كبيرا فان الله سبحانه ذاته بذاته مبدا انكشاف كل الموجودات ازلا وابدا العلم كونها
[illegible] من حيث انه مبدا انكشاف الممكنات قبل الوجود العيني يقال له العلم الفعلي ومن حيث انه مبدا انكشافها بعد وجودها العيني يقال له العلم الانفعالي وليس ان الله سبحانه علمها بعد وجودها
العيني ولم يكن بهذا العلم له سبحانه قبل وجودها العيني ليكون علمه تابعا للمعلوم انما العلم التابع للمعلوم هو العلم الانفعالي الممكني فقط ولان المعلوم انما يوجد بعد ارادته تعالى وارادته تعالى
انما هو بعلمه [illegible] لفيضان الممكن عنه وانه غير متناه بذاته كما قال الامام الرازي فكيف يكون علمه تعالى تابعا للمعلوم كما لا يخفى على من هو غير المجهول والظالم فمن زعم ان علم الباري تعالى
يكون للمعلوم تابعا صار من ضيعتي السفاهة تابعا وهذا صراط مستقيم فاتبعوه واحفظ هذا البيان فانه اجدى لك من جملة العقيان ١٢ منه سلمه

قوله [illegible] ونقلية وشواهد عرشية آه اقول قد سنح لي [illegible] الآن بالهام الله المنان برهان في امتناع نظير سيد الانس والجان [illegible] الحكمة اليونانية والحكمة اليمانية كليتهما قد حكمتا بان كل ممكن محفوف بوجوبين وجوب سابق ووجوب
لاحق ونظير خاتم الانبياء ليس له قسط ما من هذين الوجوبين فلا يكون ممكنا فما لم يكن ممكنا يكون ممتنعا بالذات لامتناع كونه واجبا بالذات اما ان كل ممكن محفوف بوجوبين سابق ولاحق فبيانه ان الممكن لا
يجوز ان يكون احد طرفيه راجحا على الطرف الآخر رجحانا ناشيا من ذات الممكن غير منته الى حد الوجوب والامتناع حتى يجوز ان يوجد ممكن بذلك الرجحان من غير احتياج الى غيره فينسد باب اثبات الصانع
لانه مع ذلك الرجحان لو لم يجز وقوع الطرف المرجوح نظرا الى ذات الممكن لم يكن ممكنا ما فرضناه ممكنا ولو جاز وقوعه نظرا الى ذاته لجاز رجحانه على الطرف الراجح نظرا الى ذاته اذ لا يتصور
الوقوع بدون الرجحان لكنه لا يجوز لمنافاته مقتضى ذات الممكن وهو رجحان الطرف الراجح ولا يكفي الاولوية الخارجية في وقوع احد طرفي الممكن بل ما لم يجب لم يقع لان فرض وقوع
الاولوية الخارجية لا يجعل وقوع المرجوح محالا لانه لو وجب وقوع الطرف الاولى لم يكن اولوية ما فرضناه اولوية بل وجوبا واذا امكن وقوع الطرف الراجح مع وجود تلك الاولوية
فلنفرض وقوعه معها تارة وعدم وقوعه معها اخرى فاختصاص وقوعه بمجرد تلك الاولوية لزم ترجح احد المتساويين على الآخر بلا مرجح وان كان وقوعه لامر آخر فاما ان يجب مع ذلك الامر
وقوع الطرف الراجح ثبت ما ادعيناه من انه لا يكفي الاولوية في وقوع الممكن بل ما لم يجب لم يقع او لا يجب بل يصير اولى فيتنقل الكلام الى تلك الاولوية ويتادى الامر الى نهاية وهو
محال فلابد من الانتهاء الى الوجوب من جانب العلة وهذا هو الوجوب السابق يعني متى وجب المعلول بهذا الوجوب وقع البتة والتقدم والتاخر بين الوجوب السابق ووقوع المعلول ذاتي فقط لا زماني
[illegible] ولا لم يكن الوجوب الذي وجد سابقا تاما [illegible] او وقع الممكن ووجد يلحقه بسبب كونه موجودا وجوب آخر وهو يسمى بالوجوب اللاحق و

واستمر ورة بشرط المحمول الان كل ممكن مع وجود يجب وجوده بشرط كونه موجودا وانا ان للمصير خاتم الانبياء رابع يترقى من بين الوجهين فطاسرين [illegible] الرحال [illegible] لوت [illegible]

وقوعه والوجوب اللاحق للممكن انما يكون بعد وقوعه ووجوده والوجوب السابق للممكن يوجب وقوعه لان بين الوجوب السابق للممكن وقوعه تقدما او تاخرا ذاتيا فيتوقف كان للمصير خاتم الانبياء وجوب

يجب وقوعه بهذا التفسير بهذا الرجل فلا امن بعدم وقوعه فلما لم يكن ممكنا يكون ممتنعا بالذات ثم اعلم ان ههنا شكوكا مشهورة قد ذكرناها في مبسوطاتنا وههنا ذكروا [illegible] الوجوب السابق

من صفات الماهية وقد تقرر ان ثبوت الصفة لموصوف فرع ثبوته فكيف يكون الوجوب سابقا على وجود الماهية اجاب عنه الامام الرازي في المباحث المشرقية بان الوجوب السابق امر عقلي [illegible] ثبوته

الفعل اي الفاعل بحيث يجب ان يصدر عنه وذلك الفعل والفاعل سابق في الوجود على الفعل فلا باس بان يكون صفة الوجوب [illegible] نظر [illegible] فيكون لهذا الشك اجوبة اخرى [illegible]

في شرحنا لحكمة العين انا اقول في حل هذا الشك ان الوجوب السابق هو ما يوجب وجود المعلول وما لم يكن [illegible] وجود [illegible] القوة البعيدة [illegible] الوجوب يتحقق في [illegible]

السنة ومن المستنير من اهتدى بالبيان الحكمة الحقة اليونانية ويتضح من لوامع الحكمة اليمانية ان الشيء الممكن لن يتحقق الا بارادة الباري تعالى مع رعاية المصلحة والحكمة فالوجوب السابق انما هو

ارادته سبحانه مع رعاية المصلحة والحكمة فهو من صفات الباري تعالى من صفات المعلول المتقدمة على المعلول لا يصادم قاعدة ثم من ان ثبوت شيء لشيء فرع ثبوت المثبت له وقد اجاب عن هذا

الشك صاحب الافق المبين بان في الصفات العينية بالقياس الى موصوفاتها ما يتقدم على الموصوف باحد الاعتبارات وذلك في الصورة بالقياس الى الهيولى فانها من حيث هي [illegible]

حالة في الهيولى متاخرة ومن حيث انها صورة ما متقدمة عليها مقومة اياها فكذلك ليكن من المستبين لديك ان في الصفات العقلية ما على تلك الشاكلة كالوجوب من حيث الصورة من وجه فوجود كل

هيئة من حيث هي تاكد الحقيقة والوجود وصف يعرض للهيئة في لحاظ العقل ويتاخر عنها تاخر الماهية ومن حيث يستند وجود الهيئة الى العلة الجاعلة اثر الجاعل متقدم على الهيئة في الترتب عليه

والصدور عنه انتهى كلامه ملخصا اقول فيه بحث اما اولا فلان ما قال ماخوذ من كلام المحقق الدواني وذلك في الصورة بالقياس الى الهيولى انه يتوقف على ثبوت الهيولى وكونها محلا للصورة الجسمية وهذا مما

لم يثبت بعد وما ذكروا من الادلة في اثباتها كلها واهية كانها اعجاز نخل خاوية واما ثانيا فلانه مبني على ان للهيولى يعرض صور قسمية ثم يعرض لها صورة نوعية وهذا في حيز المنع فانه غير

بين ولا مبين ولم يقل به احد مع ان جعل العام بعينه جعل الخاص فكيف ينفك عن الخصوصية ونعرض بهما للهيولى وهذا الايراد قد ذكره السيد صدر العلماء في الحاشية الجديدة لشرح

التجريد للمحقق الدواني وهذا الفاضل لما ذكر كلام المحقق ذكرت ايراد الصدر عليه واما ثالثا فلان الوجوب السابق هو وجوب فيضان الممكن من علته التامة وهذا الوصف يعرض للممكن المعلول

في نفس الامر لا في لحاظ العقل فقط فقوله وصف يعرض للماهية في لحاظ العقل يمجه العقل واما رابعا فلان الوجوب السابق هو وجوب فيضان الممكن من علته التامة وهذا الوجوب

انما هو قبل وجود الممكن لا بعده واما خامسا فلان الوجوب السابق عند التحقيق كما قال الامام واما من صفات الباري تعالى فلا يكون متاخرا عن وجود الممكن واما سادسا فلان

الوجوب السابق لما كان من العوارض التي تلحق الشيء في العقل ومتاخرا عنه لزم ان يكون العقل الاول موجودا وممكنا بلا وجوب سابق واما سابعا فلان هذا الفاضل قد قال في

هذا الكتاب ان سبق الماهية من حيز الجعل البسيط والسبق بالطبع والسبق بالعلية من حيز الجعل المؤلف والمتصف بالسبق بالماهية انما هو جوهر الماهية بالقياس اليها ونفس الماهية بالقياس الى وجودها

انتهى هذا من كلامه وهذا الكلام منه نص على ان هذا انما هو في الذات والهيئة على الوجود ولو بالماهية وهذا صحيح لانه قد عد الوجود من اللواحق حيث قال في هذا الكتاب واما اللاحق الذي هو الوجود فمصداق

الحمل فيه مصداق الحمل فيه نفس حيثية الموضوع الصادرة عن الجاعل انتهى ملخصا فالحق ان للماهية على الوجوب السابق تقدما بالماهية كما قال في هذا الجواب وبعض كون الوجوب السابق متاخرا ولو في

لحاظ العقل عن المعلول الاتم فقد صرح هو ان الممكن ما لم يجب لم يوجد فهذا الوجوب متقدم عليه في نفس الامر قطعا واخترعا الذين وتعلله تجلا انا في نفس الامر العيد بها فافهم انتهى

قوله لما ارادة وقصد منها الى السوافل قال الشيخ رئيس [illegible] في النمط السادس من الاشارات اتعرف الجود هو افادة ما ينبغي لمن ينبغي لا لعوض فلعل من يهب السكين لمن لا ينبغي

ليس بجواد ولعل من يهب ليستعيض معامل وليس بجواد وليس العوض كله عينا بل وغيره حتى الثناء والمدح والتخلص من المذمة والتوصل الى ان يكون على الاحسن في جاوليتبغي

او يجب له يحسن بالفعل فهو مستعيض غير جواد فالجواد الحق هو الذي يفيض منه الفوائد لا لشوق منه وطلب قصدي لشيء يعود اليه واعلم ان الذي يفعل شيئا لو لم يفعله

قبح به او لم يحسن منه فهو بما يفيده من فعله متخلص والعالي لا يكون طالب امر لاجل السافل حتى يكون ذلك جاريا مجرى الغرض فان ما هو غرض لقد تميز عند الاختيار من

النقيضة ويكون عند المختار انه اولى به واحسن حتى انه لو صح الا ترى قيل انه اولى في نفسه واحسن ثم لم يكن عند الفاعل ان طلبه وارادته اولى به واحسن لم يكن غرضا فاذن الجواد

والملك الحق لا غرض له والعالي لا غرض له في سافل انتهى كلامه قال صاحب المحاكمات ولما ثبت ان الفاعل لغرض مستكمل بفعله فالمبدأ العالي لا يفعل لغرض في السافل والا

لاستكمل العالي بالسافل وهو محال واما المبدأ الحق فلانه لو فعل لاجل غاية لحصل جميع الاشياء لانه مبدأ جميع الاشياء لان الفاعل ان كان صادرا عنه لا يكون صدوره لغيره لم يكن صدوره

لذاته والاول باطل والا لزم الاستكمال بالغير فتعين ان يكون صدوره لذاته فيكون هو غاية الشيء ولا معنى للغاية الا ما لاجله الفعل لما كان فاعلا بذاته لم يكن للفاعل علة لم يكن لفاعليته علة

من ذاته والعقل الفعال الذي يتبين التي منها فاعلية الفاعل فهو اذن قد كفى في الفاعلية فيكون غاية ايضا فكما ان منه الاشياء كذلك لاجله الاشياء انتهى كلامه قال السيد المحقق

اذا ترتب على فعل ثمرة فذلك الاثر من حيث انه نتيجة لذلك الفعل وثمرته يسمى فائدة ومن حيث انه على طرف الفعل ونهايته يسمى غاية له فهما متحدان بالذات ومختلفان
بالاعتبار ثم ذلك الامر المسمى بهذين الاسمين ان كان سببا لاقدام الفاعل على ذلك الفعل يسمى بالقياس الى الفاعل غرضا ومقصودا وبالقياس الى فعله علة غائية والغرض
والعلة الغائية متحدان بالذات ومختلفان بالاعتبار وان لم يكن سببا للاقدام كان فائدة وغاية فقط والغاية اعم من العلة الغائية اذا تمهد هذا فنقول افعال الله سبحانه وتعالى
يترتب عليها حكم ومصالح لا تحصى ولا تعد فذهب الحكماء والاشاعرة الى ان تلك الحكم والمصالح غايات لافعاله تعالى ومنافع راجعة الى مخلوقاته وليس شيء منها غرضا له او علة
غائية لفعله تعالى واستدلوا على ذلك بوجهين احدهما ان من كان فاعلا لغرض فلا بد ان يكون وجود ذلك الغرض اولى بالقياس اليه من عدمه والا لم يصح ان يكون غرضا له فيكون
الفاعل بفعله مستفيدا لتلك الاولوية ومستكملا بغيره تعالى الله عن ذلك علوا كبيرا لا يقال انما يلزم الاستفادة والاستكمال اذا كانت المنفعة راجعة الى الفاعل اما اذا رجعت
الى غيره كالاحسان الى المخلوقات فلا لانا نقول اذا كان احسانه وعدم احسانه اليهم متساويين بالنسبة اليه تعالى لم يصلح ان يكون الاحسان غرضا وان كان الاحسان ارجح
واولى يلزم الاستكمال به والثاني ان غرض الفعل لما كان سببا لاقدامه على فعله كان ذلك الفاعل ناقصا لذاته في فاعليته مستفيدا اياها من غيره ولا مجال للنقصان بالقياس
اليه بما لا يخفى بل كمال الله تعالى في ذاته وصفاته يقتضي الكمالية في فاعليته وافعاله وكمالية افعاله يقتضي ان يترتب عليها مصالح ومنافع راجعة الى عباده فتلك المصالح
غايات وثمرات لافعاله سبحانه لا علل غائية لها والتحقيق حققناه ان ليس شيء من افعاله تعالى خاليا عن الحكمة والمصلحة وان لا سبيل للاستكمال والنقصان الى سرادقات
عظمته وكبريائه سبحانه وهذا هو المذهب الصحيح والحق الصريح الذي لا يشوبه شبهة ولا يحوم حوله ريبة وما ورد من الآيات والاحاديث الموضحة لكون افعاله تعالى معللة
بالاغراض فهي محمولة على الغايات المترتبة عليها ومن قال بها بناء على شهادة ظواهرها فقد غفل عما شهد به الانظار الصحيحة والافكار الدقيقة او اراد ظاهرا
الظواهر بما يناسب افهام العامة على مقتضى اقوال الانبياء كلموا الناس على قدر عقولهم انتهى كلامه رفع الله مقامه ... سلمه ربه

قوله ويمتنع كثير من الشبه آه قال بعض الفحول في الحاشية القديمة على شرح التجريد بعد هذا التقرير وبهذا يندفع الاعتراض بانه يجوز ان يكون للذات الواحدة من جميع الجهات خصوصية
مع امور متعددة لا يكون تلك الخصوصية مع غيرها فيصدر عنها تلك الآثار باسرها ووجه الاندفاع ان تلك الخصوصية لما كانت مشتركة بين المجموع وبين كل واحد واحد
من الآحاد فنسبتها الى وحدها متساوية فتعين صدور المجموع ولا يتعين صدور كل واحد فانها ليست خصوصية مطلقة بل خصوصية بالنسبة الى ما عدا اجزائه فقط فتلك
الخصوصية لا تكفي في صدور شيء من تلك الاجزاء لان نسبة العلة بحسب هذه الخصوصية الى كل جزء والى غيره من تلك الاجزاء سواء فلا يقتضي شيئا من الخصوصيات
ولقائل ان يقول ان اردتم ان العلة يجب ان يكون لها مع كل واحد واحد من معلولاتها خصوصية ليست لها مع غيره مطلقا وما ذكرتم من ان العلة يجب ان تتعين بالنظر
اليها وجود المعلول ان اردتم به انه يجب ان يترجح بالنظر اليها وجوده على عدمه مسلم لكن ذلك يقتضي ان يكون لها بالنسبة الى وجوده خصوصية لا يكون لها بالقياس
الى عدمه لا ان يكون لها بالقياس الى المعلول خصوصية لا تكون تلك الخصوصية لها بالقياس الى غير ذلك المعلول مطلقا فجاز ان يكون لها مع كل واحد من المعلولات
خصوصية يترجح بها وجوده على عدمه وان زعمتم انه يجب ان يترجح بالنظر اليها وجوده على وجود غيره مطلقا فممنوع بل هو اول المسئلة والجواب ان الحكم المذكور ضروري
يشهد العقل بحكم انه لا بد ان يكون بين العلة والمعلول خصوصية لا يكون لها تلك الخصوصية مع غيره والا لكان صدوره دون غيره عنها ترجيحا بلا مرجح انتهى هذا من كلامه واورد
عليه بعض الفضلاء ان ثبوت الخصوصية المعينة بالنسبة الى المعلول المعين وانتفاءها بالنسبة الى غيره متوقف على ثبوت التمايز بين ذينك الشيئين وثبوت التمايز
متوقف على ثبوت المتمايزين اما في الخارج او في الذهن فيلزم ان يتوقف الخصوصية على وجود المتمايزين في الخارج او في الذهن وان توقف على الوجود الخارجي لزم
الدور وهو ظاهر وان توقف على الوجود الذهني يلزم ان يتوقف خصوصية الباري تعالى مع العقل الاول في الذهن مع ان وجوده الذهني متاخر عن وجوده الخارجي في
الذهن اما العقل الاول او ما يتأخر بالذات من سائر العقول والنفوس فيلزم الدور ايضا واجاب عنه السيد صدر العلماء في الحاشية الجديدة لشرح التجريد بانا لم
نرد بالخصوصية امرا مخصوصا للارتباط بين العلة والمعلول كما حسبه هذا الفاضل حتى يكون ذلك موقوفا على ثبوت التمايز بينهما بل اردنا بها امرا مخصوصا
مقتضيا لامر كذا بكذا والامر كذا معلولا ولا شك ان اقتضاءه لامر كذا وكذا لا يتوقف على وجود ذلك الامر بل ذلك الامر يتوقف عليه ويتبعه مثلا لو وجد
المقتضي لوجود فرس ذي الرأسين لا يتوقف ذلك على ان يكون في الخارج او في الذهن فرس ذو الراسين بل الفرس المذكور يتبع ذلك الامر اذا تم شرائط اقتضائه انتهى
[illegible]

وهي ايضاً من حيث عدم ترتب الآثار عليه وان اراد به الوجود مطلقاً قبل الوجود الخارجي فالعقل الاول قبل الوجود الخارجي وجوده مقدم على كل الاعيان الثابتة فلا
باس ان يتوقف خصوصية البارى تعالى بالعقل الاول على وجود العقل الاول الذهني بهذا المعنى اى بوجوده العلمي الظلي قبل الايجاد ثم اقول ان التقييد بالنصر وابا على من
معلمي المشائين قالا بانتساب صدور الممكنات كلها قبل الايجاد في ذاته تعالى فيكون للعقل الاول ايضاً وجود ذهني قبل الوجود العيني فتبصر ١٢ منه

قوله والمقصور جهته له البارى تعالى بالقوة آه وذلك لان الممكنات منحصرة في معلوماته تعالى وكل معلوماته موجود بالفعل بالوجود الظلي العلمي حاضر عنده تعالى وكذا الجهات
المخصوصة التي هي اقتضاء اتة لها بالفعل لا شيء منها بالقوة اصلا ١٢ منه سلمه   حاشية صفحه ١٧٨

قوله هو عالم فعلي آه وقد علمت في المقدمة الثانية ان العلم الفعلي له تعالى هو ذاته المقدسة والصور العلمية والاعيان الثابتة انما هي معلومات بالعلم الفعلي له سبحانه و
يطلق عليها العلم الفعلي مجازاً لانها المعلومة به وقد شاع اطلاق العلم على المعلوم كما في قوله تعالى ولا يحيطون بشيء من علمه الا بما شاء ١٢ منه

قوله فان كل بدعة ضلالة آه اقول هذا ما ورد في الحديث الصحيح قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وان كان عبداً حبشياً فانه من
يعش منكم بعدى فسيرى اختلافاً كثيراً فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ واياكم ومحدثات الامور فان كل محدثة
بدعة وكل بدعة ضلالة فالمراد بالبدعة التي حكم عليها بالضلالة هو امر محدث مخالف الكتاب والسنة وعلى هذا يحمل ما قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد وما قال وشر الامور محدثاتها وكل بدعة ضلالة فالبدعة الضلالة والمحدثة السيئة المخالف الكتاب والسنة كالقول
بتجسيم البارى تعالى وصدور الكبائر والصغائر السيئة عمداً من الانبياء وانكار القدر والقضاء وبغض اهل البيت النبوة الاطهار والصحابة المهاجرين والانصار وسبهم والتهم
والاطراء في مدحهم كقول الخوارج ان ابابكر رضي الله عنه افضل من جبرئيل عليه السلام وقول الروافض ان علياً رضي الله عنه افضل من جبرئيل واستاده والائمة من اهل البيت
النبوة يساوون الانبياء في الفضيلة بل افضل من سائر الانبياء ما عدا خاتم النبوة ويساوون خاتم الانبياء في الفضيلة والكرامة معاذ الله من هذه العقيدة الفاسدة
لان النبوة افضل من الولاية وهي نيابة النبوة وبدايتها ولان قدارنكز في القرايح الايمانية بالحجج المؤسسة بضوابط الحكمة اليمانية ان خاتم الانبياء اشرف الممكنات
وواسطة صدور الجائزات من الاعرابيات والخلقيات وكل من سواه من الممكنات متوسل ومتطفل به وقول الناصبي الفاجر في معاوية بن ابي سفيان الجائر انه
كان من الخلفاء الراشدين وان الله تعالى ارسل من العرش قلماً من ذهب لمعاوية ليكتب به الوحي وكالقول بان نظير خاتم الانبياء ممكن واهانة الاولياء والانكار عن
كراماتهم ومنع الاستعانة عن النفوس القدسية والارواح الطيبة وعدم وصول ثواب العبادة البدنية والمالية اليها والمنع عن زيارة قبورهم والمنع عن تعيين
يوم لامر مخصوص حسن وسب الائمة الاربعة المجتهدين واهانتهم والمنع عن تقليدهم راساً كما هو داب الوهابي المتغالي والانكار عن الشفاعة كما هو راي المعتزلة
والاطراء في مدائح بعض الاولياء الذين لم يثبت ولايتهم بدليل قطعي من القرآن والخبر وتفضيلهم على الصحابة واهل بيت النبوة والتوجه الى البغداد وضرب الاقدام
وتصوير الشيخ والمرشد في الاوراد المخصوصة كما هو شعار بعض الصوفية وكالقول بانقطاع زمان الاجتهاد وحصره في الاشخاص المخصوصة والقياس بمقابلة الكتاب
والسنة وترجيح الفتاوى القياسية على الاخبار النبوية والمنع عن العمل بالحديث مطلقاً وتفضيل كتب الفقه على كتب الاحاديث كما هو زعم المقلدة العامة والانكار
عن الجنة والنار وعن الحشر الجسماني والقول بالرجعة والتناسخ في دار الدنيا كما هو موهوم الطائفة الزائغة كلها بدعات سيئات بعضها اقبح من الاخرى ظلمات بعضها
فوق بعض يا معاشر المسلمين المهتدين اياكم واياها فانها ضلالات في النار قال الشيخ المحدث عبد الحق الدهلوي رحمه الله واما البدعة فالمراد بها اعتقاد امر محدث على
خلاف ما عرف في الدين وما جاء من رسول الله صلى الله عليه وسلم واصحابه بنوع شبهة وتاويل لا بطريق جحود وانكار فان ذلك كفر وقال صاحب جامع الاصول اخذ جماعة من ائمة الحديث
من فرقة الخوارج والمنتسبين الى القدر والتشيع والرفض وسائر اصحاب البدع والاهواء وقد احتاط جماعة آخرون من اخذ حديث من هذه الفرق وفي الدر المختار ويجوز الصلوة خلف
اهل البدع حتى الخوارج الذين يستحلون دماءنا واموالنا اقول ان ابن تيمية قد جمع البدعات السيئات فانه كان ناصبياً ثم كان خارجياً ثم حرم السفر لزيارة قبر سيد المرسلين ورحمة للعالمين
...... ولما الامر المحدث الذي لا يخالف الكتاب والسنة بل هو يستنبط منهما ولا ممانعة فهو من البدعات الحسنات وروي عن عبد الرحمن
بن عبد القاري قال خرجت مع عمر ابن الخطاب رضي الله عنه ليلة الى المسجد فاذا الناس اوزاع متفرقون يصلي الرجل لنفسه ويصلي الرجل فيصلي بصلوته الرهط فقال عمر رضي الله عنه اني لو جمعت
هؤلاء على قارئ واحد لكان امثل ثم عزم فجمعهم على ابي بن كعب قال ثم خرجت معه ليلة اخرى والناس يصلون بصلوة قاريهم قال عمر رضي الله عنه نعمت البدعة هذه ويشير الى انقسام البدعة الى السيئة
والحسنة قول النبي صلى الله عليه وآله وسلم من ابتدع بدعة ضلالة لا يرضاها الله ورسوله كان عليه من الاثم مثل آثام من عمل بها وما روي عن ابن مسعود رضي الله عنه من سن سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها
ومن سن سنة سيئة فله وزرها ووزر من عمل بها قال النووي ان قول النبي صلى الله عليه وآله وسلم كل بدعة ضلالة مخصوص البعض وروي اليافعي عن الامام الشافعي رحمه الله ان المحدثات ضربان
احدهما ما احدث مما يخالف كتاباً او سنة او اثراً او اجماعاً فهذه البدعة الضلالة والثانية ما احدث من الخير وهي بدعة غير مذمومة وقال المتقدمون من الفقهاء والمحدثين البدعة
واجبة كتعلم النحو والكلام والاصول ومحرمة كمذهب اهل البدع من المعتزلة والخوارج والروافض ومندوبة كاحداث الرباط والمدارس ومكروهة كزخرفة المساجد عند البعض